

لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا

الحمد للہ

رسالہ

حق پرکاش

بجواب

ستیارتھ پرکاش

جس میں سوامی دیانند بانی آریہ سماج کی ستیارتھ پرکاش
متعلقہ قرآن شریف کا معقول اور مقبول جواب ہے

مصنفہ

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسری

۱۹۱۵ء

لاہور میں چھپا

پرکاش درپن

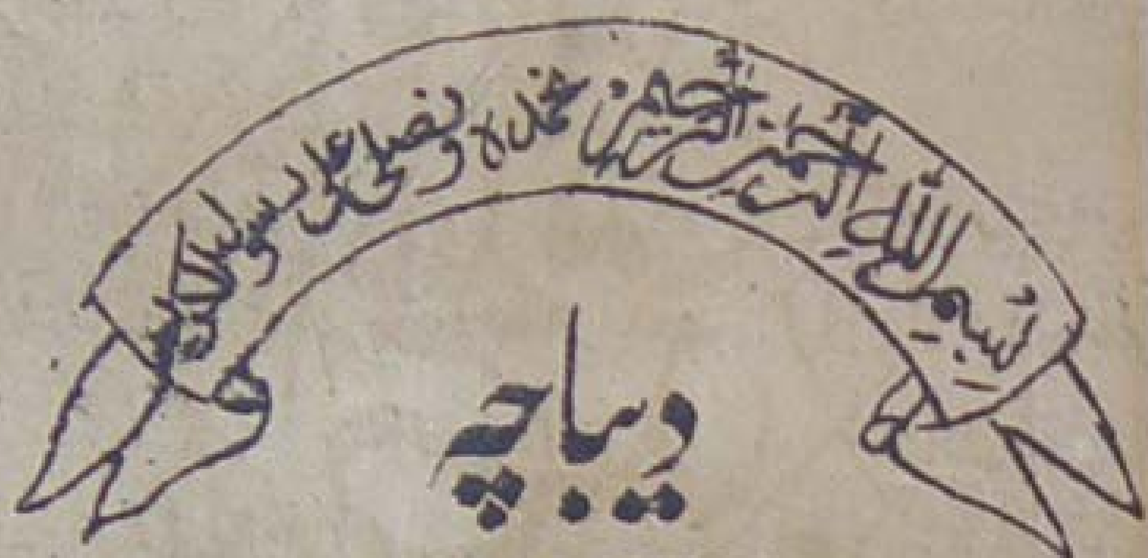


یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہے۔ یعنی دین و دنیا
کا مجموعہ۔ ۱۸×۲۲ تقطیع کے ۱۶ بڑے صفحوں پر ہر جمعہ کو
ہفتہ وار امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔ جس میں مضامین
مذہبی۔ اخلاقی۔ مسائل۔ فتوے اور مخالفین کے اعتراضات
کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ ایک دو صفحہ پر
دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ
اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و بدعت کا مخالف اور
مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا۔ اور دنیا کی
چیدہ چیدہ اور عمدہ خبریں تبلانے والا ہے ؛

قیمت سالانہ تین روپے (۳)

مشتہر

منیجر اخبار اہلحدیث امرتسر



دیباچہ

پہلے مجھے دیکھئے

سوامی[1] دیانند جی نے ایک کتاب ستیارتھ پرکاش ناگری میں لکھی تھی جس میں تعلیم مذاہب[2]
ہند کا کھنڈن (رد) اور اپنے معمولی مسائل کا بیان کیا تھا۔ کتاب مذکور کے چودہ سملاس (باب یا
) ہیں۔ اُن میں سے چودھویں باب میں قرآن شریف پر معترض ہوئے ہیں۔ جب تک کتاب
ور ناگری میں ہی تو بوجہ نہ ہونے عام ملکی زبان کے چنداں شہرت نہ تھی۔ گو ہم نے اسکو ناگری میں
ی مطالعہ کیا تھا۔ جب ہی ہمارا خیال تھا کہ جسقدر اسلام سے اُس کا حصہ متعلق ہے اُس کا جواب
ردو میں دیا جاوے۔ اگر اُس وقت اُس کے جواب دینے میں یہ دقت بھی تھی کہ ناگری کا ترجمہ بھی نہیں ہی نا
تا۔ خدا کی شان! یہ کام جو خدا کو ہم سے کرانا ہی تھا۔ اس کا سبب بھی خدا نے آریوں ہی کو بنایا۔
کہ اُنھوں نے کتاب مذکور کا ترجمہ مُلک کی عام زبان (اُردو) میں کر کے ہزارہا جلدیں شایع کیں۔ پھر تو
یا تھا۔ ایک تو ہمارا ذاتی خیال۔ دوم دوستوں نے بھی جو اس عاجز کو محض اپنی حسن ظنی سے اس

---

[1] سوامی کے لفظی معنے تو مالک کے ہیں مگر ہندوؤں کے محاورے میں سادہو کو سوامی کہتے ہیں۔ جیسے مسلمان تارک دنیا کو صوفی کہا کرتے ہیں۔

[2] ہندوؤں نے اپنے مضمون کے متعلق اس کتاب کے متعدد جواب دیئے ہیں چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں:۔ دیانند تمر بھاسکر۔ ستیارتھ بھاسکر۔ دیانند سبھاؤ پرکاش۔ عیسائیوں کے جواب کا نام — ستیارتھ پرکاش درپن۔

خدمت کے قابل ہم تھے اُسکی جواب کا تقاضا شروع کیا چنانچہ بسم اللہ کر کے خاکسار نے اس کو شروع کر دیا۔ اور خدا نے بھی پورا کر دیا۔ فالحمد للہ ۔

اس بات کا اظہار کچھ ضروری نہیں کہ سوامی جی کے سوالات عموماً غلط فہمی پر مبنی ہیں اسلئے کہ حق کو قبول کرنے سے ہمیشہ غلط فہمی ہی مانع ہوا کرتی ہے۔ ورنہ حق کی سمجھ کر اچھی طرح بخوبی آجائے پھر کسی راست گو کے دل سے مخالفت نہیں اُٹھا کرتی ہاں اس بات کا افسوس ہمیں ضرور ہے کہ اس جواب سے پہلے سوامی جی کی تیز زبانی اور نافہمی کی نسبت ہندوؤں کی شکایتیں جو اکثر مذہبی تعصب اور ناحق کی عداوت پر مبنی اور مبالغہ آمیز سمجھا کرتے تھے۔ مگر جب ہم پر گذری تو ہمیں بڑا بھاری صدمہ ہوا کہ ہماری یہ قدیمی رائے غلط ثابت ہوئی جس سے آئندہ کو ہم ہندوؤں کی شکایت کو واجبی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔

سوامی جی نے قرآن شریف کا اُردو ترجمہ ناگری میں کرا کر بلا سوچے سمجھے۔ آگے پیچھے دیکھنے بغیر جو کچھ منہ پر آیا لکھ مارا۔ گو اُنہوں نے ترجمہ کا نام نہیں بتلایا۔ مگر قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس ترجمہ پر سوامی جی نے مدار رکھا ہے وہ شاہ رفیع الدین صاحب کا لفظی ترجمہ ہے جو بوجہ غایت [illegible] اور عربی کے مطلب خیز نہیں۔ علاوہ اس کے سوامی جی اس میں اپنے ایجاد سے بھی باز نہیں رہے چنانچہ ناظرین موقع بموقع دیکھیں گے۔

سوامی جی نے سوالوں پر نمبر بھی لگائے ہوئے ہیں۔ کل نمبر ۱۵۹ ہیں۔ مگر ہم اُن کی خاطر اُنکی وکالت میں ایک نمبر اور زیادہ کر کے پورے ۱۶۰ دینگے۔ اگر ہمارے سماجی دوست کہیں تو ایسے نمبروں کی تعداد ہم ہزاروں تک اُنکو پہنچا دیں۔ کاش کہ سوامی جی بجائے نمبر ۱۵۹ کے صرف ۹ و بلکہ اس میں سے بھی ۹ کے عدد کو اڑا کر صرف ۰ سوال ہی لیے کرتے جنکو ہم دانا تم استغفار سوال کا لقب دے سکتے۔ خیر بہر حال جو کچھ سوامی جی سے ہوا وہ بھی ۱۵۹ یا ہماری وکالت کی مدد سے ۱۶۰ نمبر ہیں جن کو ہم بعینہ حرف بحرف انہی کی عبارت میں پورے پورے نقل کر کے جواب دینگے۔

سوامی جی نے جیسا کہ ناظرین کو بھی معلوم ہے ہر جگہ قرآن شریف کا لفظی ترجمہ شاہ [illegible] ترجمہ سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ ہم ناظرین محقق کی [illegible]

کرتے ہیں اسلئے بغرض مناسبت اگرچہ ہم عاجز اپنے آپ کو اس لقب کے قابل نہیں سمجھتے "من آنم کہ من دانم" محقق کے مقابلہ میں جواب کے سرے پر مدقق لکھکر جواب شروع ہوگا +

چونکہ سوامی جی کے اکثر سوال بعینہ وہی ہیں جو ویدک دھرم یا آریہ سماج کے مسلمہ مذہب کے بھی خلاف ہیں یا اس لئے ہم نے اُن کی تردید اور اُن کے مسلمات سے جواب دیکر بعد میں تحقیقی جواب دیے ہیں +

واضح رہے کہ ہمارے حوالوں میں ستیارتھ پرکاش سے مراد مستند اردو ترجمہ پنجاب پرتی ندھی سبھا پنجاب ہے اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکا یا رگ بھومکا سے مراد ترجمہ بابو نہال سنگھ آریہ رئیس کرنال ہے جس صاحب کو ہمارے حوالوں یا وید کے ترجموں میں شبہ ہو وہ براہ راست ہم سے بذریعہ دسپیل کارڈ کے دریافت کریں ہم اُن کو سوامی جی کی تصنیف ہی سے وہ حوالے دکھا دینگے انشاء اللہ تعالےٰ +

نیز واضح رہے کہ ہم نے اس جواب میں کسی مذہبی مصنف کو مخاطب نہیں کیا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جس قدر اسلام سے دوری ہوئی ہے وہ صرف سوامی کی غلط فہمی سے ہوئی ہے اس لئے اُن کے حق میں ہم "آنچہ ازل گفت ہاں میگویم" دیگر ہیں تو اُن کا قصور نہیں +

طبع اول میں یہ کتاب الہامی کتاب کے ساتھ اس مناسبت سے لگائی گئی تھی کہ اُس میں آریوں سے مباحثہ تھا۔ مگر طبع ثانی میں دوستوں کی خواہش کے مطابق اس کو الگ کر دیا گیا اور اس کا نام بھی مناسبت کے لحاظ سے حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش تجویز ہوا +

طبع اول پر آریوں میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوا۔ جواب الجواب کا اشتہار بھی ہوا بلکہ رسالہ آریہ مسافر میں بیقدر جواب بھی نکلا لیکن آخر وہی مثل صادق ہوئی ؎

جباب بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اُٹھاتا ہے ✤ تکبر وہ بُری شے ہے کہ دم میں ٹوٹ جاتا ہے

ہم منتظر تھے کہ پورا جواب الجواب نکلے تو طبع ثانی میں اُسکی طرف بھی رجوع ہوتا جائے۔ مگر افسوس آ چند نمبروں میں ایسی بیماری میں مبتلا ہوئے کہ جیسے صاحب الجواب ہو گئے۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء سے آج اپریل سنہ ۱۹۰۳ء تک پھر جواب الجواب کی مشک نہ آئی۔ بلکہ بوقت طبع ثالث جنوری سنہ ۱۹۰۷ء و بوقت طبع رابع فروری سنہ ۱۹۱۵ء تک بھی اُن کی آواز نہ آئی +

حیف صد حیف ملاقات نہونے پائی ٭ دل کی دل ہی میں رہی بات نہونے پائی

گو جو کچھ آریہ صاحبان نے کہنا ہے ہمیں معلوم ہے۔ مگر بہتر ہوتا کہ اُن کے قلم سے نکلکر اُن کا جوش سرد کر دیتا پھر میدان میں خدا جسکو فتح دیتا وہی فتحمند کہلاتا ٭

جس قدر مضمون رسالہ آریہ مسافر میں نکلا تھا اُسکا جواب اُنہی دنوں میں رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ میں فوراً نکل گیا تھا۔ تاہم بعض باتوں کا جواب جو خاکسار سے بالخصوص تعلق رکھتی ہیں۔ موقع بموقع عرض کیا جاویگا۔ لیکن جواب الجواب کی عبارت کا نشان ہوگا کہ اُس عبارت سے پہلے مؤید کا لفظ ہوگا۔ جیسے کہ سوامی جی کی عبارت کے سرے پر محقق کا لفظ ملیگا۔ مؤید صاحب نے جواب کے دیباچہ میں پھر الزام لگایا ہے کہ ستیارتھ پرکاش تصنیف ہوئے بعد ۲۶ برس تمہیں جواب سوجھا۔ مگر افسوس کہ اُنھوں نے یہ نہیں سمجھا کہ ۲۶ سال اگر گذرے ہیں تو ناگری ہی میں گذری ہیں۔ لیکن جب ملک کی عام زبان اُردو میں آپ لوگوں نے اسکا جلوہ دکھایا تو جواب کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔ پھر تو فوراً قرضہ ادا کیا گیا۔ علاوہ اسکے یہ الزام تو سوامی جی پر بھی ہے کہ قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گذری ہیں اور اب سوامی سے بعد مشکل یہ بن پڑا جو آگے آتا ہے۔ اگر کہیں کہ سوامی جی تو پیدا ہی اب ہوئے ہیں وہ تیرہ سو سال پہلے کیونکر قرآن پر اعتراض کرتے تو گزارش یہ ہے کہ یہ خاکسار بھی تو سوامی جی کے زمانہ کے بعد ہی بالغ اور تحصیل علم سے فارغ ہوا۔ اگر خاکسار کو اُن سے نیاز حاصل ہوتا تو غالباً اُن کو ستیارتھ پرکاش لکھتے ہوئے چودھویں سملاس لکھنے کی حاجت نہ ہوتی ٭

جواب ہذا حق پرکاش کی صورت میں شایع ہونے کے بعد سوامی درشنانند٭ جی کو جواب کا خیال پیدا ہوا چنانچہ اُنہوں نے اپنے ماہوار رسالہ "مباحثہ" کے ایک دو نمبروں میں جواب دینا شروع کیا۔ اُسے دیکھ کر ہم مدت تک منتظر رہے کہ سوامی جی ختم کریں تو اس کا جواب الجواب کے فیصلہ بھی ثالث میں ساتھ ہی کردیں۔ مگر افسوس کہ سوامی درشنانند جی ایک دو قدم چلکر ایسے گرے کہ آج جنوری سنہ ۰۴ء تک انتظار شدید برداشت کر کے بصد افسوس اسکو طبع ثالث کا انتظام [illegible] طور رابع تو وہ دیکھے غائب ہیں)۔

[illegible] جوش کیلئے مشہور ہیں۔ آریوں میں بڑی خوبی کے آدمی تھے (منہ)

ناظرین! آریوں کے مشن میں جسقدر مذہبی تصنیفات ہوتی ہیں اظہار کی حاجت نہیں، مگر **حق پرکاش** کے جواب پر جو حملہ ہُوا کیا وجہ رکھتا ہے؟ یہی اُنکا علم بھی اِسی بات کا فیصلہ کرتا ہو کہ سوامی دیانند جی کے اعتراضات پشیمانی سے محفوظ نہیں ہو سکتے

خشت اوّل چوں نہد معمار کج ؛ تا ثریا مے رود دیوار کج

خاکسار

مصنف امرتسر

تاریخ طبع اوّل (اندازاً) سنہ ۱۹۰۰ء
" طبع ثانی جنوری سنہ ۱۹۰۴ء
" طبع ثالث جنوری سنہ ۱۹۰۵ء
" طبع رابع جولائی سنہ ۱۹۱۵ء

حق پرکاش

بجواب

ستیارتھ پرکاش

(۱) سورہ فاتحہ۔ شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے (آیت اول)

محقق } مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے لیکن اس قول درست معلوم نہیں ہوتا
بلکہ اس کا بنانیوالا کوئی دوسرا ہے کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو "شروع ساتھ نام
اللہ کے" ایسا نہ کہتا بلکہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کو ایسا کہتا۔ اگر انسانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تم ایسا کہو تو بھی
درست نہیں کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا صادق آئیگا اور اسکا نام بھی بدنام ہوجائیگا۔
اگر وہ بخشش و رحم کرنیوالا ہے تو اس نے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کیواسطے دوسرے جانداروں کو مار سخت
ایذا دلا اور ذبح کرا کر گوشت کھانے کی انسان کو اجازت کیوں دی؛ کیا وے ذی روح بے گناہ اور
خدا کے بنائے ہوئے نہیں ہیں: اور یہ بھی کہنا تھا کہ "خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع" خراب باتوں کا نہیں
یہ الفاظ مبہم ہیں۔ کیا چوری۔ زناکاری۔ دروغ گوئی۔ ادھرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے؟
اسی وجہ سے دیکھو لوگ قصاب وغیرہ مسلمان گائے وغیرہ کی گردن کاٹتے ہیں بھی "بسم اللہ"
اس کلام کو پڑھتے ہیں۔ جب یہی اس کے مذکورہ بالا مطلب ہے۔ تب ہی تو برائیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے
نام پر کرتے ہیں اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کا رحم ان حیوانات کیلئے نہیں ہے
اور اگر مسلمان لوگ اس کا مطلب نہیں جانتے تو اس کلام کا نازل ہونا بیفائدہ ہے۔ اگر مسلمان لوگ
معنی اور کرتے ہیں۔ تو پھر اسکا مطلب کیا ہے؟

(۱) سوامی جی اگر رگ وید منتر اول کا ملاحظہ کر لیتے تو یہ بیجا اعتراض منہ پر نہ لاتے۔

سماجیو! غور سے سنو!

ہم لوگ اُس اگنی کی تعریف کرتے ہیں جو کہ ہوم پرارتھنا کرنے والا یگیوں کا ہون کرنے والا۔ روشن موسموں کی تبدیلی کرنے والا۔ جملہ جواہرات کا پیدا کرنے والا ہے۔ رگوید منتر ۱۔۱۔۱

تبلاؤ! اگر اگنی سے (بقول آپ لوگوں کے) خدا مراد ہے اور وید بھی خدا کا کلام ہے تو اس کلام کا قائل کون ہے؟ اس کے علاوہ یجروید ادھیائے اکیس منتر ۲۱ اور رگوید اشٹک ۱ ادھیائے ورگ ۱ منتر ۵۔ اور یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۱۴۔ اور یجروید ادھیائے ۲۰ منتر ۱۰ اور اتھروید کانڈ ۷۔ انوواک ۱۰ ورگ ۶۶ منتر ۱ اور یجروید ادھیائے ۵ منتر ۲۵ وغیرہ کو بھی ملاحظہ کیجئے۔ خیر یہ تو الزامی جواب ہے اب تحقیقی سنئے!

الہامی کتابوں کا محاورہ اور طریق کلام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی تو خدا خود متکلم کے صیغہ سے ادا مطلب فرماتا ہے اور کبھی غائب سے۔ اور کبھی کوئی ایسا مطلب جو بطور دعا یا التماس کے بندوں کو سکھانا منظور ہو اُس کو بندوں کی زبان پر بصیغہ متکلم جاری کرایا جاتا ہے۔ سورہ فاتحہ بھی اخیر قسم سے ہے جس پر سوامی جی نے بوجہ ناواقفی کتب بانی کے اعتراض جمادیا۔

ہاں! یہ خوب کہی کہ گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہوگا جس کا جواب یہی کافی ہے:۔

"سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست" نہیں معلوم آپ کو اتنی جلدی کیا تھی کہ قرآن شریف اور دیگر الہامی کتابوں کا رد کرنے بیٹھ گئے۔ بجائے کسی عربی مدرسہ میں رہکر قرآن کو سمجھ لیتے۔ مگر واہ ری سچائی کہ اپنا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ سوامی جی فقرہ نمبر ۱۳۳ میں فرماتے ہیں:۔

"جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جھوٹا بتلائے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔ اُس سے بڑھکر جھوٹا مذہب اور کون ہوسکتا ہے۔"

پس سوامی جی مہاراج اور اُنکے چیلوں کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن شریف کے ماننے والے کروڑہا آدمی ہیں۔ پھر جو تم اُسکی تعلیم کو جھوٹا اور غلط کہو تو تم سے زیادہ ..... کون ہے؟

سماجیو! منہ نہ چھپاؤ۔ ہوا کیا۔ اگر خطا کرنے کا اقرار کرو۔ تو ہم تم کو ایک جواب سکھاتے ہیں۔

سنو! صاف کہدو کہ سوامی جی کوئی الہامی نہ تھے۔ کہ اُنکی ساری باتیں واجب التسلیم ہوں

بلکہ وہ سماج کے ایک ممبر تھے جن سے غلطی بھی ممکن تھی - اِس قول میں بھی وہ غلط چال چلے کہ کثرت رائے کو انہوں نے مسلّم حقیقت سمجھا - پس اگر تم یہ کہو گے تو تم بری ہو جاؤ گے لیکن چونکہ ہم ثبوت سوامی جی کے مقابل میں اُنکے جواب دینے کو اُنکے اقوال کا نقل کرنا کافی ہوگا +

مطلب آیت کا صاف ہے کہ ہم خدا کی تعریف کو جو آئندہ کلام میں آتی ہے خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں - ہاں اگر کوئی اور کلام بھی نیک یا جائز ہو اور خدا کے نام سے شروع کیا جائے تو موجب برکت ہے - حرام کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا یا حرام چیز کو بسم اللہ کر کے کھانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ہاں ذبح حیوانات کی طرف بھی موقع پر اشارہ کیا ہے -

سوامی جی! واقعی یہ بڑے رحم کی بات ہے کہ بے زبان جانوروں کو ذبح کر کے اُنکے ایام زندگی پورے کر دئے جائیں - جس سے دو فائدے متصور ہیں - ایک تو وہ روحیں جو (بقول آپکے) بُرے اعمال سے ان حیوانی قالبوں کی قید میں آکر پھنس رہی ہیں (دیکھو ایڈیشن سنجری صفحہ ۶۰) قید سے رہائی پائیں - دوم بتلائیے! اگر وہ انسانوں کی طرح بیمار رہکر اپنی موت سے مریں تو کتنی تکلیفوں سے اُنکی روح قبض ہو - سوامی جی کا ہمیں کہیں درشن ہو جائے تو ہم اُن سے پوچھیں کہ موت کی سختی کیسی کٹھن امر ہے - پس اس سختی کے مقابلہ میں ذبح کی سختی کوئی چیز نہیں - انسان کو بیماری اور قبض روح سے جو سختی ہوتی ہے سوامی جی اُسکا اندازہ لگاتے تو یہ اعتراض کبھی منہ پر نہ لاتے بلکہ سماج کا اوّل اصول یہی قرار دیتے کہ صبح اُٹھکر ہر ایک سماجی کا فرض ہے کہ بندوق لیکر دس پانچ چڑیوں کو نہیں تو مکھیوں کو ہی ادا کرے - حالانکہ انسان اپنی تکالیف کا اظہار اور علاج بخوبی کر سکتا ہے اور طبیبوں کے مشورہ سے اُن کی تکالیف میں بسا اوقات کمی بھی ممکن ہے مگر حیوانات بیچارے بے زبان کیا کہیں اور کس کو کہیں؟

کون سنتا ہے فغانِ درویش قہرِ درویش بجانِ درویش

ہاں کوئی صاحب یہ سوال کرے کہ اسی طرح انسان کو بھی ذبح کر کے موت کی سختی سے بچا لینا چاہیے تو ہم کہیں گے نہیں - اِس لئے کہ انسان کو ایسا مارنے سے حکومت وقت کی سزا اُسکو ملتی ہے علاوہ اس کے انسان کے رشتہ دار اور دوست کبھی اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے - کیونکہ اُس کے مرتے دم تک اُنکو اُسکی امید زیست ہوتی ہے جس سے اُنکی بہت کچھ امیدیں وابستہ ہوں - پس ان وجوہ سے انسان کو مارنے میں فساد کا اندیشہ ہے - اسلئے نہ کسی حاکم وقت نے نہ کسی شریعت نے اسکی اجازت دی ہاں

ہاں حیوانات کے ذبح میں چونکہ کوئی فساد نہیں۔ اسلئے عموماً مذاہب معتبرہ میں ذبح حیوانات کی اجازت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہندو دھرم شاستر (منوسمرتی وغیرہ) میں بھی ہے ۔

سوامی جی! انتظام عالم ہے۔ یہ کوئی عمدہ دلیل نہیں۔ نظام عالم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دنیا میں خدا نے اپنی مخلوق کو دو قسم پر پیدا کیا ہے مستعمل اور مستعمل الیہ۔ [illegible] کچھ شک نہیں کہ انسان سب چیزوں کا مستعمل ہے اور سب چیزیں اسکی مستعمل ہیں۔ سوامی جی پرمیشور کا رحم نہیں کہ اس نے ہماری سواری کے لئے ہاتھی۔ اونٹ۔ گھوڑا وغیرہ اور ہل چلانے کو بیل بھینسے وغیرہ پیدا کئے۔ کیا اس سے زیادہ بھی کوئی شخص رحم کر کے ترس کھا کر اپنی سواری پر [illegible] چلکر دو کوس کے فاصلہ پر اس کو بھی اپنے اوپر اُٹھانا چاہے تو تمام [illegible] اسکو حق نہ دینگے۔ حالانکہ آپ کی سمجھ کے مطابق یہ نیائے ہے کہ ایک شخص دوسری ذی روح چیز کو ناحق اذیت پہنچا کر تمام دن رات اس پر سواری کرے آپ ایک قدم بھر نہ چلے اور وہ بیچارہ اسکو اُٹھائے پھرے اور سوار رحم نہ کھائے ۔

سماجیو! نظام عالم سے سبق حاصل کرو۔ جو سب گروؤں کا گرو ہے۔ معنوی گروؤں سے غلطی ممکن ہے۔ اس میں ذرہ بھر غلطی نہ پاؤگے ۔

علاوہ اس کے اگر ہم ان حیوانوں کو ذبح نہ کریں تو کیا کریں رکھنے سے [illegible] تو دودھ وغیرہ دیتے ہیں۔ مگر بعض ایسے ہیں کہ وہ دودھ بھی نہیں دیتے۔ ہاں ہم انکے منافع بھی کریں۔ مثلاً مرغ مرغی۔ اگر ان کے انڈے کھائیں۔ تو آپ اسکی بھی اجازت نہیں دیتے اور اگر انڈوں کے بچے نکلوائیں۔ تو پھر کیا ہی [illegible] دیگر۔ پہلے تو سوامی جی ایسے جانوروں کے کھانے کی اجازت دیں جن سے بنی آدم کو کچھ فائدہ نہ ہو یا کوشش کرکے اُن سے کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ مگر دوسرے یہ کہ قدرت کا مقابلہ کرکے فائدہ تو دلوا نہیں سکتے۔ ہاں اگر وید کی زبان سے [illegible] گوشت کی اجازت دی ہو تو پھر سوال وارد ہوگا [illegible] اور اگر ہم بھی کریں اور حیوانوں کو انسانوں کے برابر ہی حقوق دلانا چاہیں تو [illegible] کرکے پہلے ہر دو قسم کے حقوق میں مساوات کرائیں۔ پھر اس کا نام لیں ۔

ہمارے پاس وید منتروں کے نسخے بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں [illegible]

گھوڑے وغیرہ ذبح کئے جاتے تھے مگر چونکہ وہ ترجمہ سوامی جی کا کیا ہوا نہیں بلکہ انگریزی کیا ہوا ہے خطرہ ہے کہ ہمارے سماجی دوست جو سوامی جی کے معتقد ہیں اس ترجمہ سے منکر ہو جائیں اس لئے بجائے ان منتروں کے سوامی جی کے کلام کا حوالہ دینا ہی بہتر ہے۔

آپ اسی کتاب کے سملاس ۲ میں فرماتے ہیں کہ: جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں۔ جھوٹا بتلا دے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔ اس سے بڑھکر جھوٹا اور مذہب کون ہو سکتا ہے؟ (ستیارتھ پرکاش ص ۲۹۱)

پس سماجیو! جلدی گوشت خوروں کی تعداد گن سکتے ہو؟ گنتے ہوئے پہلے ماس پارٹی سے شروع کرنا۔

مؤید:- مولوی صاحب! آپ نے سوامی جی کے اعتراض کو کیا سمجھا جس کا جواب دیا۔ سوامی جی نے جو اعتراض کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ قرآن چونکہ بقول محمدیاں کلام ربانی ہونے سے ازلی و ابدی ہے لہذا اس کا شروع نہیں ہو سکتا۔ پھر شروع کرنے کا کلمہ بے معنی ہے۔

(۲) خدا کا یہ کلام خدا کے نام پر شروع کرنا اور بھی حیرت انگیز ہے کیونکہ اس کی ضرورت خدا کو نہیں بلکہ انسان کو ہے اور انسان کے لئے خدا کا کلام بطور ہدایت نامہ کے ہوتا ہے پس ہدایت واسطے منشوں (انسانوں) کے لکھا چاہئے تھا۔

(۳) مولوی صاحب آپ نے شاید یہ سمجھا کہ سوامی جی نے اس کے بغیر متکلم ہونے پر اعتراض کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان کا اعتراض یہ تھا کہ اللہ کو یہ کلام اپنے نام سے شروع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ کے نام سے تو انسان شروع کیا کرتے ہیں۔

(آریہ مسافر۔ مارچ [illegible])

قربان! ایسے علم پر کیا ہی سچ ہے: ”پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند“ پورا مطلب تو اس عبارت کا مؤید ہی نے سمجھا ہوگا۔ ہم نے تو بعض آریوں کو بھی یہ عبارت دکھائی مگر وہ بھی

بعض آریوں کی دریافت سے معلوم ہوا کہ ایک گوشت کھاتے ہیں ان کو ماس پارٹی کہتے ہیں۔ ایک نہیں کھاتے ان کو گھاس پارٹی کہتے ہیں۔ ان کی آپس کی چپقلش بابت آریہ گزٹ اور پرکاش سے خوب واضح ہو سکتی ہے۔

کانوں پر ہاتھ رکھے گئے۔ خیر بہر حال کچھ ہی ہو۔ سوامی جی نے اپنے اصل کا ہتنا مگر آپ ملایا ہوا ہے لہٰذا اسکی شرح یا حاشیہ چڑھانے کی حاجت نہیں چنانچہ وہ خود ہی لکھتے ہیں:۔

"کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو شروع ساتھ نام اللہ کے نہ کہتا بلکہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کے ایسا کہتا"

دیکھئے سوامی جی کو شروع کے لفظ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اگر شروع کے لفظ پر کوئی اعتراض ہوتا تو اپنی اصلاح میں شروع کا لفظ کیوں لاتے جس سے صاف یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ کی تائید کا نمبر اول یعنی ازلی ہونے کی وجہ سے شروع نہ ہونا بالکل بیجا ہی کی بات ہے۔ موید صاحب کی تائید کا نمبر سوم بھی حیرت سے خالی نہیں۔ اس کا مطلب بھی وہ خود ہی سمجھ ہو گئے۔ بہر حال کچھ ہی ہو۔ مطلب وہی ہے جو ہم بتا آئے ہیں۔ کہ نبیوں کی ہدایت کے لئے ایسا کہا گیا۔ اب سوامی کا اس تاکید پر اعتراض کرنا کہ گناہ کا شروع بھی اللہ کے نام سے لازم آئیگا۔ اس کا جواب بھی ہو چکا۔ کہ یہاں سب کاموں کا شروع مراد نہیں مگر اسی کام کا جو بسم اللہ کے آگے ہے یعنی الحمد للہ یا کوئی اور اسی قسم کا نیک کام۔

موید صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ بسم اللہ پارسیوں کے کلام سے لیا گیا ہے یعنی بنام بخشندہ دادگر۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں کو اعتراض کرنے کی رال کیوں ٹپکا کرتی ہے۔ کہ دوسرے کے کلام کے معنے سمجھنے سے پہلے ہی مستعد اعتراض ہو جاتے ہیں حالانکہ سوامی جی دیباچہ ستیارتھ میں بڑی تاکید سے لکھتے ہیں کہ ہر کلام کا مطلب متکلم کے منشا پر ہونا چاہئے۔ اگر یہ بات تسلیم بھی کیجاوے۔ کہ بسم اللہ پارسیوں کے کلام کا ترجمہ ہے تو مسلمانوں کے مذہب کے مطابق اُسکے الہامی ہونے پر کیا اعتراض؟ ہمارا یہ تو مذہب ہی نہیں۔ کہ الہامی کلام وہ ہوتا ہے جس سے پہلے نہ تو وہ اور نہ اس کا ترجمہ کہیں دنیا میں وجود پذیر ہو۔ دیکھو قرآن مجید صاف لفظوں میں کتب سابقہ کی تصدیق کرتا ہے اور کھلے لفظوں میں کہتا ہے

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ

(ترجمہ) مسلمانوں کو اور تم سے پہلے کتاب والوں کو یہی حکم تھا کہ خدا کا خوف دل میں رکھو

چونکہ آریوں کی غلطی کا بنیادی پتھر یہی ناسمجھی ہے کہ الہامی کلام غیر مسبوق ہونا اُن کے

نزدیک شرط ہے یعنی یہ کہتے ہیں کہ الہام وہی ہے جو شروع دنیا میں ہو۔ اس کے بعد کوئی الہام نہیں۔ اسلئے توریت۔ انجیل اور قرآن وغیرہ کو الہامی نہیں جانتے پس ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اس غلطی کی اصلاح اسی جگہ کر دیں ۔

مگر یہ دعوے خلاف وید کے الہام پر بھی مشکلات پیدا کرتا ہے کیونکہ وید میں بھی لکھا ہے

جس طرح زمانہ قدیم سے صاحب علم و معرفت راستی نما تمہارے بزرگ تمام علوم کے ماہر گزر چکے ہیں جو قادر مطلق ایشور کے حکم کی تعمیل کرتے رہتے ہیں تم بھی اسی دھرم کے پابند ہو تاکہ وید میں بتائے ہوئے دھرم کا تمکو بلا شک شبہ علم ہو جاوے (رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۸ ورگ ۴۹ منتر ۲) مندرجہ [illegible] صفحہ ۹۶

اس عبارت سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ وید کسی ایسے زمانہ میں بنا ہے کہ اس زمانہ میں دنیا کی آبادی اس کثرت سے ہو چکی تھی کہ اس وقت کے موجودہ لوگوں کو بزرگوں کے حالات سبق دینے کی غرض سے مدد دیا یوں کہئے کہ وید کے مصنفوں یا ملہموں کو حاجت پڑی تھی۔ وہ گذشتہ نیک لوگوں کو بتاتے تھے۔ اگر کہیں کہ دنیا کا سلسلہ چونکہ ہمارے (آریوں کے) نزدیک قدیم سے ہے تو اس وید نے شروع ہی میں اس وقت کے موجودہ لوگوں کو پچھلے لوگوں کی جو پہلی دنیا میں ہو چکے تھے چال اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہو جیسا کہ وید کا مدعا ہو وہ بات ممکن ہے اس موقعہ پر بولا جایا کرتا ہے جہاں مخاطبوں کو پہلے بزرگوں کا حال معلوم ہو حالانکہ اس دنیا میں پیدا شدہ لوگوں کو پہلے بزرگوں کی کوئی خبر نہیں کسی کو اگر ہو تو بتلائیے ۔

علاوہ اس کے بڑی مشکل یہ ہے کہ آریوں کے مذہب میں وید خدا کے گیان (علم) کا نام ہے جو جب تک خدا ہے تب تک وید ہے گو وید کے لفظ موجودہ دنیا کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں مگر اس کے معانی خدا کے علم میں موجود رہتے ہیں۔ اسی لئے کہا جا سکتا ہے کہ منتر جو ہم نے نقل کیا ہے اس دنیا سے پہلی دنیا میں بھی ہو گا۔ بلکہ جب سے خدا ہے تب سے ہو گا سو جب خدا سے پہلے کوئی زمانہ نہیں جس میں وہ بزرگ گزرے ہوں جن کی چال اختیار کرنے کا اس زمانہ موجودہ وید ہمکو حکم ہوتا ہے۔

مگر ہم مسلمانوں اور عیسائیوں کا مذہب یہ نہیں کہ الہام انبیا کے شروع ہی میں ہر جگہ
تو یہ ہم درنہ غلط - بلکہ اصل بات کہنے کی طرف سے ایک مضمون کا دل میں ڈالا جانا
الہام ہے کسی مصنف کے دل میں کسی مضمون کا آجانا بھی گو ایک معنی سے الہام ہے مگر یہاں
پر جس الہام سے بحث ہے وہ یہ نہیں بلکہ وہ مراد ہے جو کسی مشق یا فکر کا نتیجہ نہ ہو بلکہ محض
لقاء الٰہی سے ہو۔ خواہ وہ مضمون اس الہام سے پہلے تمام لوگوں کو معلوم ہو یا نہ ہو خواہ دنیا
کے شروع میں ہو یا وسط میں ہو یا اخیر میں ہو کیونکہ اس بات کے لئے کوئی دلیل نہیں کہ کیا جایا
ایک مضمون جو پہلے کسی نبی کو الہام ہوا تھا اس کے بعد بھی کسی نبی کو الہام ہو جانا اس کی شان
ایسی سمجھو اگر کسی شخص کو اتفاقاً پاس کی خبر کسی ذریعہ سے بغیر سرکاری گزٹ کے معلوم ہو گئی مگر اس کے بعد
اُسے سرکاری گزٹ میں بھی اطلاع آ گئی - ٹھیک یہی طرح انبیا کو کسی بات کا جو پہلے الہام کے ذریعہ سے
کوئی بات معلوم ہو جایا کرتی ہو تو ہم نے سرے سے بھی وہی مضمون الہام ہو کر موجب تعین ہو جاتے
ٹھیک اسی بنا پر تمام کتب سابقہ اور قرآن شریف کی شان ہے مسلمانوں میں جو یہ
مشہور ہے کہ توریت - انجیل - قرآن سے منسوخ ہیں اُس کے معنی یہی ہیں کہ قرآن کے ذریعہ سے
مضامین حقہ پہنچا گویا جس طرح خدا کی طرح محفوظ اور منضبط ہو چکے ہیں - ایسے کہ اس سے پہلے
نہ تھے - کیونکہ اُن کے لکھنے کے بعد ان کتابوں پر دست بہت تغیر ہوا تھا مگر جو
مضمون قرآنی الہام کے ذریعے پہنچا تو اس کی نسبت یہ شبہ بالکل دور ہو گیا اور یہی معنے ہیں
قرآن شریف کی آیت کے اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ
یعنی قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اُن پر نگہبان بھی ہے کہ لوگوں کی دراز دستی کے
اصلی مضامین کو الگ کرتا ہے - اور صاف صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ یَا اَهْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا
فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ الخ یعنی اے کتاب والو اپنے دین میں ناحق کی زیادتی نہ کرو اور خدا
کی نسبت بالکل سچی بات کہو کرو - یہ مت کہو کہ مسیح خدا کا بیٹا یا خدا ہے۔
پس بسم اللہ سے پہلے بسم اللہ کا ہمیشہ دنیا میں موجود ہونا اس کے الہامی ہونے
کے خلاف نہیں۔ کہ جب پیغمبر علیہ السلام کو یہ مضمون خدا کی طرف سے القا ہوا تو الہامی
ہو گئے۔

شکر ہے کہ جو وید منتر ہم نے نمبر ۵ جواب میں نقل کئے تھے اُن کی نسبت مؤید صاحب نے بھی چون وچرا نہ کی اور چپکے سے خاموش ہو کر پاس سے گزر گئے بلکہ اُن کی خاموشی نیم رضا سے اطلاع دی +

مؤید جی نے گوشت خوری پر ایک اور اعتراض بھی کیا ہے کہ مفید مفید جانور تو کھا لیتے ہو۔ اور خونخوار درندوں (شیر چیتا وغیرہ) کو حرام سمجھے ہو۔ (آریہ مسافر بابت مئی سنہ ، مگر یہ سوال مؤید صاحب کا اسوقت مناسب تھا جب وہ گوشت خوری کو جائز مان لیتے۔ اور اسکی تفصیل پر اعتراض ہوتا لیکن جس صورت میں وہ مطلق گوشت خوری کو خطا کہتے ہیں تو پھر اس تفصیل کا پیش کرنا انکا کیا حق ہے کیا اگر ہم ہر ایک قسم کے جانوروں کو کھا لیا کریں تو پھر آریہ لوگ ہم سے متفق ہو جاوینگے ہرگز نہیں +

چونکہ لالہ صاحب اور اُن کے دیگر ہم مشربوں کے قلم سے یہ سوال ہمیشہ نکلا کرتا ہے اسلئے مناسب ہے۔ کہ اس کا جواب بھی دیدیا جاوے گو بیوقت ہی کیوں نہ ہو +

لالہ صاحب! اگر طبی اور ڈاکٹری اصول کو ملحوظ رکھتے تو کبھی یہ اعتراض منہ پر نہ لاتے۔ علم طب کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں یہ بات ملتی ہے کہ جو غذا آدمی کھاتا ہے وہ جزو بدن بن کر اپنا اثر کرتی ہے۔ اس طبی تحقیق سے بڑھ کر شرعی تحقیق ہے کیونکہ طب تو صرف جسم کی محافظ ہے مگر شریعت جسم اور روح دونوں کی محافظ ہے۔ لیکن ان دونوں حفاظتوں میں روح کی حفاظت اُس کی نظر میں مقدم ہے۔ جسم کی حفاظت کے معنی آپ سب جانتے ہیں کہ ظاہری تکالیف اور اذیتوں سے محفوظ رکھا جاوے۔ روح کی حفاظت کے معنی یہ ہیں کہ اُسے بد اخلاقیوں سے بچایا جاوے۔ جو اُس کے لئے دوسری زندگی میں موجب تباہی ہوں۔ پس جو چیزیں یا جانور شریعت نے حرام کئے ہیں وہ اسی اصول کے لحاظ سے کئے ہیں۔ ان درندے جانوروں کو تو آپ بھی خونخوار مانتے ہیں جن کے کھانے سے واقعی آدمی پورا نہیں تو نیم خونخوار ہو جائیگا۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ چوری کے مال سے پوری کچوری یا ساگ بھاجی خرید کی ہوئی کیوں حرام ہے بظاہر جسمانی نقصان تو اس میں کوئی نظر نہیں آتا۔ مگر چونکہ دوسری زندگی میں اُس کا نقصان ظاہر ہوگا اسلئے حرام ہے۔ پس اسیطرح تمام محرمات شرعیہ کو سمجھئے کہ جو چیز انسان کی دوسری زندگی میں یا اسی زندگی

میں اُسکے اخلاق پر اثر بد کرتی ہو اُسکو شریعت نے حرام کیا +

آپ لوگ اخلاقی اثر کی تفصیل سے بھی واقف نہ ہونگے اخلاقی اثر کبھی تو یہ ہوتا ہے
کہ اُس کام کے کرتے وقت آدمی کوئی نامناسب حرکت کر گذرتا ہے جیسا شرابی حالت مستی
میں ناجائز حرکات کیا کرتا ہے۔ ایک اخلاقی اثر یہ ہوتا ہے کہ اُس کام کے کرنے سے یا اُس
چیز کے کھانے سے آئندہ کو اُسکی روح پر برا اثر پہنچتا ہے کہ نیک کاموں کی طرف اس کی
طبیعت نہیں جھکتی پھر اگر وہ ابتدا ہی سے علاج نہ کرے تو آہستہ آہستہ اُسکی نوبت یہانتک
پہنچجاتی ہے۔ کہ بالکل مسلوب القوت کیطرح لاعلاج ہوجاتا ہے پھر اُسے کسی نیک کام میں توفیق
نہیں ملتی۔ قرآن مجید سے اس دعوے کا ثبوت چاہو تو ہر ایک سورۃ اور سپارے
سے ملسکتا ہے۔ ایک ہی آیت سنو! فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ (یعنی جب وہ لوگ
ٹیڑھے ہوئے تو خدا نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا) اور اگر اپنے سوامی جی کے کلام سے سننا
چاہو تو سنو! سوامی جی بودھوں کے حق میں کیا لکھتے ہیں؟ فرماتے ہیں!۔

اُنہوں (بودھ مت والوں) نے کس وجہ اپنی جہالت میں ترقی کی ہے جسکی نظیر اُن کے
سوائے دوسری ہو ہی نہیں سکتی یقین تو یہی ہے کہ وید اور ایشور کی مخالفت کرنیکا
اُنکو یہی نتیجہ ملا ہے (ستیارتھ ص ۵۴۱) +

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہوجاتا ہے پس جس چیز
پر کوئی غذا روحانی طور پر برا اثر کرنیوالی ہوتی ہے۔ اُسی اندازہ سے شریعت میں منع ہوتی ہے
یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام میں بعض چیزیں سخت حرام ہیں اور بعض کسی قدر کم
جنکو مکروہ کہتے ہیں +

درندے جانوروں کی حرمت بھی اسی اصول پر مبنی ہے۔ غرض یہ ایک اصول ہے کہ
تمام جزئیات اسی سے متفرع ہیں +

ہاں! اس بات کی تشخیص کہ کونسی چیز بد اخلاق اور روحانی زندگی میں برا اثر پیدا کرنے
والی ہے اور کونسی چیز نہیں ہر ایک نہیں ہر ایک کا کام نہیں بلکہ الہامیوں کا منصب ہے۔ جس
سے آپکو بھی انکار نہ ہوگا۔ کیونکہ الہام کی ضرورت تو آپ لوگ بھی مانتے ہیں بلکہ آپ خود اپنے آپ

کہ ان کی کتاب جانتے ہیں۔ اسی اصول سے توبہ کی نوبت کم ہوتی ہے آگے بڑھ

(۲) اب توبہ کے واسطے اللہ کے جو پرہیزگار ہوگا۔ ظالموں کو بخشش کرنیوالا ہے

محقق | اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا اور سب پر رحم و بخشش کیا کرتا تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم نہ دیتا۔ اگر معاف کرنیوالا ہے تو کیا گناہگاروں پر بھی رحم کریگا؟ اور اگر کریگا تو آگے ذکر آئے گا۔ کہ کافروں کو قتل کرو۔ یعنی جو قرآن اور پیغمبر کو نہ مانیں وے کافر ہیں ایسا کیوں کہتا؟ اسلئے قرآن خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا +

مدقق (۲) } اس فقرہ میں محقق جی نے جہاد کی طرف اشارہ کیا ہے اور حسب عادت تحریف آگے بھی کئی ایک مواقع پر اشارہ کرینگے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کی تحقیق وید سے اسی جگہ کر دی جائے اور آئندہ مواقع پر اسی جگہ کے حوالہ پر قناعت ہو واضح رہے کہ وید اور وید کے علاوہ منوسمرتی میں جنکو سوامی جی قابل سند اور معتبر مانتے ہیں جہاد کے متعلق مختلف قسم کی ہدایتیں ہیں +

وید کی پہلی ہدایت اسلحہ جنگ کی درستی کے متعلق ہے۔ چنانچہ رگ وید منڈل اول سوکت ۳۹ منتر ۲ میں مرقوم ہے :-

اے فرمانبردار لوگو! تمہارے اسلحہ آتشین وغیرہ از قسم توپ بندوق تیر تلوار وغیرہ شستر مخالفوں کو مغلوب کرنے اور اُن کو روکنے کیلئے قابل تعریف اور مستحکم ہوں۔ تمہاری فوج مستوجب تعریف ہو۔ تاکہ تم لوگ ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہو :

ایک مقام پر دعا یوں مرقوم ہے :-

میں اُس محافظ کائنات صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور اور طاقتور تمام کائنات کے راجہ قادر مطلق اور سب کو قوت عطا کرنیوالے پرمیشور کو جسکو آگے تمام زبردست بہادر تعظیم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا ہے ہر جنگ میں فتح پانے کیلئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں (یجر وید ادھیائے ۱۰ منتر (۵۰) +

ایک جگہ پرمیشور دعا دیتا ہے :۔

"اے انسانو! تمہارے ایدھ یعنے توپ بندوق وغیرہ آتشگیر سلحہ اور تیر و کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں بد کردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو تم مضبوط اور طاقتور اور کارنمایاں کرنیوالے ہو تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں روگردان و پسپا کرو تمہاری فوج جرار و کارگزار اور نامی گرامی ہو تا کہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قایم ہو اور تمہارا حریف نابنجار (الیسی خلقی آفات لواریان کن) شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے (جیسا غازی محمود غزنوی مرحوم اور محمد غوری مغفور نے نیچا دکھایا) رگ وید اشٹک اول ادھیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲ +

ایک جگہ پرمان ہے :۔

"اے دشمنوں کے مارنے والے اصول جنگ میں ماہر بیخوف ہراس پُر جاہ و جلال عزیزو! اور جوانمردو تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو پرمیشور کے حکم پر چلو اور بد فرجام دشمن کو (اسے مہلاچ اتنی کھیگی) شکست دینے کے لئے لڑائی کا سرانجام کرو تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے تم نے جو اس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے تم سنگین تن اور فولاد بازو ہو۔ اپنی زور شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تا کہ تمہارے زور بازو اور ایشور کے لطف و کرم سے ہماری فتح ہوئے" (اتھروید کانڈ ۶ - انو واک ورگ ۹۷ منتر ۳) +

منوجی کا پرمان یہ ہے :۔

"جب رعایا پرور راجا کو کوئی اپنے سے چھوٹا خواہ برابر خواہ بڑا جنگ کیلئے طلب کرے تو کشتریوں کے دھرم کو یاد کرکے میدان جنگ میں جانے سے ہرگز پہلو تہی نہ کرے بلکہ بڑی ہوشیاری کیساتھ اُن سے جنگ کرے۔ جس سے اپنی فتحیابی ہوئے (۷-۸۷ ستیارتھ صہ ۱۹۵)

ایک جگہ پرمان ازیں کم ہے :۔

"کسی وقت مناسب سمجھے (اور) دشمن کو چاروں طرف سے محاصرہ کرکے روک رکھے اور اُس کے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ اور غلہ گڑ گھاس لکڑی (خوراک پانی اور ہیزم) کو تلف اور

خراب کردو ۔ (اے ارحم مجسم حامیو ادھرم مارگ) دیکھو منوجی ۷ ۔ ۱۹۵ ستیارتھ پرکاش ص۲۱۱ ایک جگہ پرمان ہے :۔

مطلب براری کیلئے مناسب یا غیر مناسب وقت میں دشمن کے ساتھ جو اپنا کسی مدت کا خطاوار ہو رہا چنانچہ اسی دوقسم کی بنار پر جنگ کرنی چاہئے ۔ (منوجی ۷ ۔ ۲۴) سند جہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۰ +

کیا اتنے حوالجات ۔ کہ جو بی محقق جی اور اُن کے چیلے جہاد کو منہ پر لائیں گے اور کہیں گے کہ اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانیکا حکم نہ دیتا ۔

ناظرین! یہ ہے سوامی جی کا انصاف اور یہ ہے آپکی ایمانداری اور پھر لیڈر قوم سے

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں + بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

ہمارے ان ویدک حوالجات سے جہاں جہاد کا مسئلہ حل ہو گیا ۔ وید کی قدامت اور ابتدائے دنیا سے ہونا بھی باطل ہوا ۔ ناظرین بغور دیکھیں !

اب تحقیقی جواب سنئے ! قرآن میں کہیں مذکور نہیں کہ کافروں کو محض کفر کی وجہ سے مارو اور قتل کرو ۔ بلکہ صاف ارشاد ہے **قَاتِلُوا الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ** (جو تم سے لڑیں اُن سے لڑو اور لڑنے میں زیادتی مت کرو ۔ بیشک اللہ زیادتی کرنیوالے والوں سے محبت نہیں کرتا) ۔

سوامی جی! اگر کافروں کو کفر کی وجہ سے مارنے کا حکم ہوتا تو کافروں کو رعیت بنا کر کیوں رکھا جاتا ۔ یہ مسئلہ ہماری تصانیف کے متعدد مواقع میں مفصل مذکور ہے ۔ آگے بھی سوامی جی کو جن جن آیات میں شبہ ہو گا دور کیا جائیگا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

ناظرین! محقق جی کا انصاف دیکھئے کہ یہ آیت ایسی منصفانہ پاکیزہ تعلیم کی بھری ہوئی ہے ۔ مگر پنڈت جی کو بالائی بھی حلق سے نہیں اُتری ۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ کی ہے ۔

موید جی سے یہ تو نہ ہو سکا کہ ان ویدک حوالجات سے انکار کرتے یا ہمارے تحقیقی جواب کی تردید کرتے ۔ جھٹ سے یہ لکھ مارا کہ !۔

آپ نے جس قدر منتر پیش کئے ہیں اُن میں سے کسی ایک میں بھی یہ ہدایت نہیں کہ تم آپنے مذہب پھیلانیکی خاطر اوروں سے لڑو یا اُن کو قتل کرو۔ وہاں تو سیاست مدنی کے متعلق عدل والضاف کی بناء پر مبنی ہے بلا تمیز رنگ قوم مذہب و ملت تمام انسانوں کے لئے یکساں عالمگیر ہدائیتیں ہیں جن کا کسی خاص قوم یا مذہب سے ذرا بھر تعلق نہیں ہاں یہی مضمون قرآن میں درج ہے جسپر ہمارا اعتراض ہے اور تمہاری چون چرا کرنا خطا ہے۔

(آریہ مسافر بابت ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء)

مؤید صاحب اگر انصاف سے ہمارے تحقیقی جواب کو دیکھتے تو یہ کلمہ منہ پر نہ لاتے کہ قرآن میں مذہب پھیلانے کے لئے جہاد ہے اور وید میں ملک گیری اور سیاست کے لئے۔ ہم منتظر تھے کہ لالہ صاحب قرآن سے دعوے کا ثبوت دینگے مگر انتظار ہی انتظار رہا مؤید صاحب لیجئے! ہم اور بھی واضح لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ **قرآن شریف** ایمان بالجبر کو کن لفظوں میں ناپسند کرتا ہے۔ غور سے **سُنو!**

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (کیا تو اے رسول لوگوں کو مجبور کریگا۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں) علاوہ اسکے یہ بھی غلط کہ وید کے منتر مذہبی لڑائی کے لئے نہیں بلکہ سیاست مدنی کے لئے ہیں کیونکہ ان منتروں میں جن لوگوں کو خطاب ہے یعنی جن لوگوں کی سلطنت تمام دُنیا پر قایم کرنے کی خواہش کی گئی ہے وہ کون لوگ ہیں یا تو وہ جو ویدک مذہب کے پابند ہونگے یا کوئی بھی ہوں جو اُسوقت دنیا میں حاکم تھے خواہ وہ بُت پرست ہوں یا صلیب پرست مسلمان ہوں یا یہودی۔ لیکن الہامی اور مذہبی کتابوں سے یہ مطلب کوسوں دُور بلکہ بعید از امکان ہے کہ ایسے احکام اُن لوگوں کے لئے جاری کریں جو اُس کتاب کے پیرو نہوں۔ بلکہ ایسے احکام انہی لوگوں کے لئے ہوتے ہیں۔ جو اُس کتاب کے پابند ہوتے ہیں۔ پس ان معنے کو ملحوظ رکھکر ویدک منتروں کو بغور دیکھیں کہ کیونکر ویدک دہرم کی سلطنت اور اشاعت تمام ملک میں کرنے کی ہدایت ہے +

بھلا اگر دو ملکوں خلاً پنجاب اور بنگال دونوں میں ویدک دہرم کے پیرو رہتے ہیں۔ تو

لہ اس ہی کے اشارے کو ہم نہیں سمجھے کہ کدھر کو ہے؟

اُن میں اگر کسی بات پر بگاڑ ہو جاوے تو دونوں قومیں ان منتروں کو پڑھ پڑھ کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہونگی۔ اور وید صاحب کی شرح پیش کریگی کہ یہ منتر سیاست ملکی سے متعلق ہیں بنگالی کہینگے کہ پنجابی ہمارے خلاف فساد پھیلانے میں کوشش کرتے ہیں اور پنجابی کہینگے کہ بنگالی ایسا کرتے ہیں جس طرح ہو سکے ہم اُن کو زیر کئے بغیر نہ رہیں گے کیونکہ وید مقدس میں ایشور نے ہماری ہی سلطنت کو دنیا پر قایم کیا ہے۔

کچھ شک نہیں کہ ایسے موقع کے لئے نہ تو وید صاحب اور نہ سوامی جی ان منتروں کا تعلق تبلا دینگے پر تبلائیے یہ منتر مذہبی لڑائی سے متعلق نہ ہوئے تو کس سے ہوئے سنو ایک بات میں قرآن شریف کا واقعی قصور ہے کہ اُس نے برخلاف تمام قوموں اور سلطنتوں کے دنیا کو صلح سے رہنے کی ایک نرالی تجویز تبلائی ہے تمام قوموں اور سلطنتوں میں یہ دستور رہے کہ جبتک فریق مقابل سر تسلیم خم نہ کرے یعنی تابعدار فرمان نہ ہو۔ لڑائی موقوف نہیں کرتے خواہ ہمقوم ہو یا ہم مذہب۔ انگریزوں اور بوئروں۔ جرمنی و فرانس وغیرہ کی لڑائیاں تمثیلاً موجود ہیں۔ اسلام اور قرآن نے یہ تجویز تو منظور کی چنانچہ ارشاد ہے وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (اگر کافر صلح چاہیں تو تم بھی صلح پسند کرو۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو) اسکے علاوہ دوسرا طریق بھی تبلایا جسکا ہم اس موقع پر ذکر کرنے کو ہیں۔ جس سے اکثر مخالفین کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر فریق مخالف مسلمان ہو جائیں تو جنگ کا خاتمہ ہے۔ غور سے سنو! فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (یعنی اگر کفار مسلمان ہوکر اسلامی احکام کے پابند ہو جائیں تو اُن کا تعرض چھوڑ دو)

یہی آیت ہے جس سے بے سوچے سمجھے مخالفین کو شبہ ہوتا ہے کہ اسلامی جنگیں لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے تھیں مگر حقیقت الامر اسکے خلاف ہے یہ تو قرآن شریف کا احسان عام اور ایک مجرب طریق ہے صلح جوئی کا جو آجتک کسی مہذب قوم کو نصیب نہیں ہوا کہ فریق مقابل کے ہم مذہب ہونے پر جنگ کا خاتمہ کیا جاوے بے کیا سنہ ۱۹۰۰ء کی انگریزوں اور بوئروں کی جنگ کو دنیا بھول گئی ہے کہ جب تک انگریزوں نے ملک کو زیر نگیں نہیں کر لیا

نہیں چھوڑتا ۔ خواہ وہ ہزار دفعہ مسیح اور صلیب کو سجدہ کرتے رہے ۔ ہاں قرآن شریف پر یہ الزام اسصورت میں عاید ہو سکتا تھا کہ صرف یہی ایک طریق صلح اور خاتمہ جنگ کا ہوتا ۔ لیکن جبصورت میں اس طریق کے علاوہ دوسرا طریق بھی موجود ہے کہ مقابل بیشک اپنے مذہب بلکہ بُت پرستی پر بھی جمے رہیں مگر صلح کی درخواست کریں یہ بھی شرط نہیں کہ وہ اسلامی خلیفہ کو شہنشاہ منظور کریں تو فوراً لڑائی بند کیجائیگی جسکا ثبوت اوپر بیان ہو چکا ۔ اب فریق مقابل کو اختیار ہے کہ وہ جس میں اپنا فائدہ سمجھے اختیار کرے لیکن اسلام اور خلیفۂ اسلام کی طرف سے اُسے جبر نہ ہوگا کہ وہ مسلمان ہی ہوں تو جنگ ختم ہوگی ۔ نہیں بلکہ درخواست صلح پر آزاد یا رعیت بنکر بھی صلح کر سکتے ہیں مگر شر و فساد سے نہیں غور سے پڑھو!

قَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ (لڑو اُن سے جبتک فتنہ فرو ہو جاوے)

مختصر یہ کہ مہذب قوموں میں صلح کا ایک ہی طریق ہے مگر قرآن مجید میں دو طریق ہیں اور یہی قرآن کا بھاری قصور ہے ؎

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں ✦ اُن میں دو وصف ہیں بد خو بھی ہیں خود کام بھی ہیں

آگے چلئے!

(۵-۴) خداوند دن انصاف کا ۔ تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہمکو راہ سیدھا (آئت ۴-۵)

محقق } کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا؟ کسی خاص دن انصاف کرتا ہے تو اندھیر کی بات ہے اُسی کی عبادت کرنا اور اُسی سے مدد چاہنا یہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا بُری باتمیں مدد کا چاہنا درست ہے اور سیدھا راستہ کیا صرف مسلمانوں ہی کا ہے؛ یا دوسروں کا بھی سیدھے راستے کو مسلمان کیوں قبول نہیں کرتے؛ کیا سیدھا راستہ بُرائی کی طرف کا تو نہیں چاہتے؟ اگر اچھی باتیں سب کی سب یکساں ہیں تو پھر مسلمانوں میں کچھ خصوصیت نہ رہی اور اگر دوسروں کی اچھی باتیں نہیں مانتے تو متعصب ہیں ✦

مدقق } خدا ہمیشہ انصاف کرتا ہے ۔ قرآن کو پڑھو تو معلوم کرو ۲ مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ کیسا صریح ارشاد ہے ۔ خاص اُس روز کو انصاف کا دن اسلئے

۱ مارنا برے پاپی ہیں ۔ ۲ جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے تمہاری شامت اعمال ہے ✦

کہا کہ اُس دن کا انصاف سب لوگ بچشم خود دیکھیں گے اور کوئی مکذب تکذیب نہ کر سکیگا نبصر ذٰلک الیوم حبیبکو غور سے پڑھو +

بُرے کاموں میں خدا سے مدد مانگنے کا ذکر یہاں نہیں یہ تو آپکی سمجھ کا پھیر ہے بلکہ نیک کاموں میں خدا سے مدد مانگی گئی ہے چنانچہ اس جگہ عبارت کا قرینہ بھی موجود ہے۔ ہاں سوامی جی وید بھگوان کی طرح چاہتے ہونگے کہ جسمانی خواہشوں کے (وہ بھی ایسی کہ محالات سے ہوں) پورا ہونیکی دعا کیوں نہیں سکھائی سُنیئے! وید منتر

"اے بھگوان! آپ کی عنایت سے ہماری تمام خواہشیں سچی یا پوری ہوں یعنی ہماری تسخیر عالم اور اقبال وحشمت حاصل ہونیکی خواہش بامراد بے اثر نہ ہو" (یجروید ادھیائے ۲ منتر ۱۰)

اور سُنیئے!

"اے وراٹ (محیط کل ایشور) اپنی نظر عنایت سے مجھ خواستگار کی خواہش کو پورا کرا دو مجھ تمام سکھ یا تمام عالم کی حکومت عطا کر" (یجروید ادھیائے ۱۷ منتر ۲۲)۔

محقق جی! اگر کل جہان کے لوگ یہی دعا مانگیں کہ مجھے تمام دنیا کی حکومت عطا کر تو سب کی قبول ہوگی؟ ؎

کلاہِ خسروی و تاجِ شاہی + بہر کل کے رسد حاشا وکلّا

بیشک اسلام ہی سیدھی اور درست راہ ہے کیا ویدک مت کے سوا دوسرا کوئی مذہب سیدھا نہیں جو آپ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴ پر لکھ آئے ہیں کہ: "وید کا منکر ملحد اور دہریہ ہے" راستی کی راہ ہمیشہ ایک ہی ہوتی ہے ہم سب مذاہب کی اچھی باتیں مانتے ہیں کسی مذہب کی عمدہ باتوں سے انکار نہیں۔ مگر آپ کو معلوم نہیں کہ مذہب کس چیز کا نام ہے؛ مذہب معمولی اخلاق کا نام نہیں ہوتا۔ اصل مذہب معرفت آلٰہی اور طریق عبادت کا نام ہے باقی معمولی اخلاق تو ہر مذہب میں برابر ملتے ہیں۔ اگر اپنے ہی مذہب کو صحیح سمجھنا تعصب ہے تو آپ اول درجہ کے متعصب ہیں جو لکھتے ہیں:

؎ مجرموں کی بینائی اُس روز تیز ہوگی۔

* چنے اور مسور کی دال +

"اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں بیان کیا گیا ہے ہم اُسکو مانتے ہیں (ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۷ انتہا) آگے چلیئے:-

(۲۴) راہ اُن لوگوں کی نعمت کی ہے تونے اوپر اُن کے سوائے اُن کو جو غصہ کیا گیا ہے اوپر اُن کے اور نہ گمراہوں کے رستہ ہمکو دکھا۔

محقق جب مسلمان لوگ تناسخ اور پہلے کئے ہوئے گناہ اور ثواب نہیں مانتے تو بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض لوگوں پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا دینا صرف بے انصافی کی بات ہے اور بلا سبب کسی پر رحم اور کسی پر غضب کی نظر کرنا بھی اوسکی فطرت سے بعید ہے بلا وجہ وہ رحم یا غضب نہیں کر سکتا اور جب اُنکے سابقہ "سنچت" گناہ و ثواب ہی نہیں تو کسی پر رحم اور کسی پر غضب کرنا یہ بات ہی نہیں بن سکتی اور اس سورت کی شرح میں یہ الفاظ کہ یہ سورت اللہ صاحب نے آدمیوں کے منہ سے کہلائی کہ ہمیشہ اس طرح سے کہا کریں درج ہیں اگر یہ بات درست ہے تو اُلف۔ ب۔ حروف بھی خدا ہی نے پڑھائے ہونگے اگر کہو کہ بلا حروف جاننے کے اس سورت کو کیسے پڑھ سکتے تو سوال یہ ہے:- کہ کیا حلق ہی سے بُلائے اور بولتے گئے۔ اگر یہ درست ہے تو سب قرآن ہی زبانی پڑھایا ہوگا۔ یہ سمجھنا چاہیئے کہ جس کتاب میں طرفداری کی باتیں پائی جائیں وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی مثلاً عربی زبان میں نازل کرنے سے عرب والوں کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان بولنے والوں کو مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے خدا طرفدار ٹھیرتا ہے۔ اور جس طرح کہ خدا نے کل دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظر انصاف سے سب ملکوں کی زبانوں سے نرالی سنسکرت زبان میں جو کہ سب ملکوں والوں کیلئے یکساں محنت سے حاصل ہوتی ہے ویدوں کو نازل کیا ہے ایسے ہی زبان میں اگر نازل کرتا تو یہ نقص عائد نہ ہوتا۔

مدقق (۲۴) کیا ہی نئی منطق ہے محقق جی! کیا پہلے اعمال کی وجہ ہی سے رحم اور انعام ہو سکتا ہے اس جنم کے اعمال کوئی شے نہیں۔ سُنیئے اور غور سے سُنیئے! اسی جنم کے

نیک اعمال اُن کے لئے موجب انعام ہوئے تھے۔ دوسری آیت ان معنی کی شرح کرتی ہے جہاں خدا تعالےٰ نے ان انعام پانے والوں کو خود ہی تبلا کر آپکے لایعنی سوال کو حل کر دیا ہے غور سے پڑھو!

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا (جنپر اللہ نے انعام کیا وہ نبی اور بڑے سچے اور نیک صالح لوگ ہیں)

ہاں! یہ خوب سوجھی کہ خدا نے حرف پڑھائے ہونگے۔ محقق جی کے بھولے بھالے بچوں کے سے سوال سُن کر بے اختیار ہنسی آتی ہے پھر جب ایسے شخص کو ایک قوم کا لیڈر سنتے ہیں تو بلا تکلف زبان پر جاری ہوتا ہے ؎

صبت بھی خدائی کرتے ہیں قدرت خدا کی ہے!!

سوامی جی مہاراج! جس طرح وید آپکے رشیوں کو بتلائے گئے تھے اُسی طرح قرآن بھی مسلمانوں کو سکھایا گیا۔ ذرا مذکورہ بالا منتروں پر غور کیجئے +

بیشک جس کتاب میں طرفداری کی باتیں ہوں وہ خدا کی نہیں ہوتی مگر یہ تو فرمائیے شودر کے گھر کا پکا ہوا کھانے سے جو آپ منع کر آئے ہیں خواہ کیسا ہی بھلا مانس کیوں نہو (ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر۱) یہ کس کتاب کا حکم ہے اور یہ آپ کی طرفداری تو نہیں؟

محقق جی! عربی زبان میں قرآن کے نازل کرنے کی وجہ تو قرآن نے خود ہی بتلائی ہوئی ہے سُنو خدا فرماتا ہے:۔

وَلَوْ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ (اگر ہم قرآن کو عربی کے سوا کسی اور زبان میں اُتارتے تو عربی لوگ کہتے کہ اُسکے حکموں کو واضح کیوں نہیں کیا کلام عجمی اور مخاطب عربی)

چونکہ اول مخاطب اسکے عرب کے لوگ تھے اسلئے اُس زبان میں نازل ہوا انہوں نے اُسکو سمجھکر دوسرے لوگوں کو سمجھا دیا یہی عین انصاف ہے۔ فرق صرف آپکی سمجھ کا ہے۔

سورہ بقر (۵) یہ کتاب کہ جس میں شک نہیں پرہیزگاری کی راہ دکھلاتی ہے جو کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اُس چیز سے کہ جو ہم نے دی خرچ کرتے

ہیں جو لوگ جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو رکھتے ہیں تیری طرف یا تجھ سے پہلے اتاری گئی اور یقین قیامت پر رکھتے ہیں یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی چھٹکارا پانے والے ہیں حقیقت کہ جو لوگ کافر ہوئے اور اُن پر تیرا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے ایمان نہ لاوینگے۔ مہر کی اللہ نے اوپر دلوں اُن کے اور اوپر کانوں اُنکے۔ اور اُنکی آنکھوں پر پردہ ہے اور اُن کے واسطے بڑا عذاب ہے (آیت ۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔۷)

محقق } کیا اپنے ہی منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کے دبدبہ کی بات نہیں؟ جو پرہیزگار لوگ ہیں وے تو خود راہِ راست پر ہیں اور جو جھوٹی راہ پر ہیں اُن کو یہ قرآن راہ ہی نہیں دکھلا سکتا۔ تو پھر کس کام کا رہا؟ کیا گناہ و ثواب اور محنت کے بغیر خدا اپنے ہی خزانہ سے خرچ کرنے کو دیتا ہے؟ اگر دیتا ہے تو سب کو کیوں نہیں دیتا؟ اور مسلمان لوگ محنت کیوں کرتے ہیں؟ اگر بائیبل۔ انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیوں نہیں لاتے؟ اور اگر لاتے ہیں تو قرآن نازل ہونا کس واسطے ہے؟ اگر کہیں کہ قرآن میں زیادہ باتیں ہیں تو کیا پہلی کتاب میں خدا لکھنا بھول گیا تھا؟ اور اگر نہیں بھولا۔ تو قرآن کا بنانا لاحاصل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بائیبل اور قرآن کی چند باتیں آپس میں نہیں ملتیں اور بہت سی ملتی ہیں ایک ہی مکمل کتاب جیسی کہ وید ہے کیوں نہ نازل کی؟ کیا قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہئے۔ اور کسی چیز پر نہیں؟ کیا عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر چلنے والے ہیں اور اُن میں کوئی گنہگار نہیں ہے؟ کیا وہ عیسائی اور مسلمان جو دیندار نہیں وے نجات پاویں گے اور دوسرے جو دیندار ہیں وے نہیں۔ کیا یہ سخت بے انصافی اور اندھیر کی بات نہیں ہے؟ کیا جو لوگ مسلمانی مذہب کو نہیں مانتے اُن کو کافر کہنا یکطرفہ ڈگری نہیں ہے؟ اگر خدا ہی نے اُن کے دل اور کانوں پر مہر لگائی ہے اور اسی وجہ سے وے گناہ کرتے ہیں تو اُنکا کچھ بھی قصور نہیں۔ یہ قصور خدا ہی کا ہے۔ ایسی صورت میں اُن کو سکھ دکھ یا گناہ ثواب نہیں ہو سکتا پھر خدا اُن کو سزا و جزا کیوں دیتا ہے؟ کیونکہ اُنہوں نے گناہ یا ثواب خودمختاری سے نہیں کیا

لہ: ناظرین محقق جی کا ترجمہ غور سے پڑھئے جو ٹوٹا در ڈیرہ بستی کی طرح ہے۔

مدقق ۵ { افسوس اس بھولے پن پر جو ہر گھڑی ذلت کا موجب ہو۔ سوامی جی کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ وید خود اپنی تعریف اس سے کئی درجہ بڑھکر کرتے ہیں سنو!

کہ کرنے والے اعمال کو ظاہر کرنیوالا جس میں قابل تعریف گیان (علم) کا وصف ہے ایسے اعلیٰ مجموعہ علوم کے دینے والا جو وید کا کلام ہے وہ جملہ فنون کی ماہیت سے مجھکو باخبر کرتا ہے" (رگوید مندرجہ آریہ مسافر صفحہ ۱۸ بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء)

اور **سنیئے** :-

"غلطی سے مبرا مجموعہ علوم کا مخزن جو وید خاستر ہے غیر متناہی طاقت سے پرمیشور نے ظاہر کیا (مندرجہ مہابھاشیہ دوسری سطر صفحہ ۲ ستیارتھ سوامی جی)

سوامی جی متقیوں کے لئے ہدایت ہونے کے وہی معنی ہیں جن معنے سے آپ ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۲ میں لکھتے ہیں کہ ضدی اور ناانصاف کو جواب نہ دینا چاہیے سنیئے! قرآن خود اپنی تفسیر کرتا ہے خدا فرماتا ہے "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا" (ہم قرآن کو سب لوگوں کی بیماریوں کے لئے شفا اور ایمانداروں کے لئے رحمت بنا کر نازل کرتے ہیں اور ظالموں (منکروں) کو بجز نقصان دہی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا)

سوامی جی! اگر کوئی مریض حکیم کے نسخے اور تبلائے ہوئے پرہیز پر عمل نہ کرے۔ تو قصور کس کا؟ ع

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

سب کو وہ اپنے خزانہ سے محض اپنی مہربانی سے دیتا ہے بندوں کا اس پر کوئی حق نہیں وہ حکیم بھی ہے جتنا مناسب سمجھتا ہے دیتا ہے سنو! اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (کیا منکر نہیں دیکھتے کہ خدا جسکو چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے تنگ دیتا ہے بیشک اس میں بہت سی اسکی قدرت کی نشانیاں ہیں)

قرآن کو اگر آپنے کسی پاٹھ شالہ میں پڑھا ہوتا تو یہ بائبل کا سوال نہ کرتے سنیئے! قرآن

مانتا ہے کہ پہلے الہامی کتابیں آئی ہیں۔ مگر ساتھ اس کے یہ بھی کہتا ہے کہ محرفوں نے اُن میں گڑبڑی کر دی ہے۔ جو مضمون قرآن مجید بتلاوے اُسکو صحیح سمجھو اور جو غلط کہے غلط جانو۔ خدا فرماتا ہے وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَمُہَیْمِنًا عَلَیْہِ (ہمنے تیری طرف (اے نبی) قرآن اُتارا ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اُن پر محافظ بھی ہے یعنی غلط کو صحیح سے الگ کرتا ہے ؎

قیامت پر ایمان کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ جسکو آئندہ کی جزا و سزا کا یقین ہوتا ہے وہی نیک عمل کرتا ہے اور بدکاری سے بچتا ہے۔ جو بے ڈر ہو۔ اُسے کیا غرض پڑی ہے کہ اپنے ذمہ بلا لے عیسائی نہیں بلکہ صرف مسلمان وہ بھی نیک مسلمان جنکا اس آیت میں بیان ہو گیا جو وید کو نہیں مانتے اُن کو ناستک اور دھریہ کہنا انصاف ہے؟ ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۱۴ کو دیکھکر جواب دیجئیگا مہر کا جواب نمبر ۷ میں آتا ہے۔

(۶) اُن کے دلوں میں بیماری ہے۔ اللہ نے اُنکی بیماری بڑھادی (آیت)

محقق } بھلا بلا قصور خدا نے اُنکی بیماری بڑھادی رحم نہ آیا۔ اُن بیماروں کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی۔ کیا یہ شیطان سے بڑھکر شیطنت کا کام نہیں ہے کسی کے دل پر مہر لگانا کسی کی بیماری بڑھانا۔ خدا کا کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیماری کا بڑھنا اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے

مدقق } خدا کسی کے دل پر ناحق مہر نہیں لگاتا۔ سمجھئے اس کلام کے وہی معنے ہیں جو آپ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۸۱ پر بودھوں کی بے دینی اور گمراہی کے بارے میں لکھے ہیں:-

"اُنہوں نے کس درجہ اپنی ضد یا جہالت کی ترقی کی ہے جسکی نظیر سوائے اُنکے دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہے کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنے کا اُن کو یہی نتیجہ ملا ہے"

اور جیسے کہ وید ادہیائے ۴۰ منتر ۳ میں بیان ہوا ہے

"جو پرمیشور علم وغیرہ عطا کرنے والا ہے جسکے ظل حمایت و پناہ و عنایت سے محروم ہونا ہی موت یعنے متواتر جینے مرنے کے چکر میں پڑنا ہے"

قرآن نے تو اپنی تفسیر دوسری آیت میں خود کر دی ہے سنئے کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ (خدا متکبروں گردن کشوں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے) بلکہ اسی آیت میں ایک ایسا لفظ بھی ہے جسکو آپ غور سے دیکھتے۔ تو گو آپ کو اعتراض کرنے کا شوق ہے تاہم یہ شوق کسی اور جگہ پورا کرتے سنئے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ جس کا آپ نے ترجمہ نقل کیا ہے اس میں سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ صلہ ہے بدل ہے اگر علم ہے تو سمجھو یا کسی عربی پاٹھ شالا میں پڑھو پس آیت کے معنے بالکل صاف ہیں کہ خدا کے حکموں سے گردن کشی کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ باقی جواب فقرہ نمبر ۵ میں آگیا۔ سوامی جی کو زیادہ نمبر لینے کا شوق ہے۔ اُسی جواب میں شیطانی باتوں کا جواب بھی ملیگا +

محقق جی! رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲ کو غور سے دیکھئے جو اس کے ارتھ ہیں وہی اس آیت کے معنے ہیں اگر آپکو یا آپکے چیلوں کو دیکھنے کا موقع نہ ملے تو سُنئے ہم بتلائے دیتے ہیں غور سے سُنئے پرمیشور کہتا ہے۔

"میں بدکار ظالموں کو کبھی آشیرباد (نیک دعا) نہیں دیتا"

(۸) جس نے تمہارے واسطے زمین کو بچھونا اور آسمان کی چھت بنائی (آیت ۲۲)

محقق۔ بھلا آسمان چھت کسی کی ہو سکتی ہے؟ یہ جہالت کی بات ہے آسمان کو چھت کے مانند ماننا تمسخر کی بات ہے۔ اگر کسی اور کرۂ زمین کو آسمان مانتے ہیں تو اُن کے گھر کی بات ہے +

مدقق۔ آسمان نیلگوں مثل چھت کے نظر آرہا ہے۔ عربی میں ہر بلند شے کو جو سر کے اوپر ہو سقف کہا کرتے ہیں۔ اسی بنا پر آسمان کو سقف (چھت) کہا گیا سوامی جی کی ایسی غرض نہ تھی کہ ایسی تحقیق کرتے۔ نیز اُن کو اپنے معمولی مسخراپن سے فرصت بھی نہیں تھی۔ باقی نمبر ۲۸ میں دیکھو +

(۹) جو تم اُس چیز سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے پیغمبر کے اوپر اُتاری تو اُس کی سی ایک سورۃ لے آؤ اور شاہدوں اپنے کو پکارو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے اور ہر گز نہ کرو گے تم اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں (آیت ۲۳، ۲۴)

محقق بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اُسکے مانند کوئی سُورۃ نہ بنے؟ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنایا تھا؟ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے؟ کیا اس دنیا کی آگ سے ڈرنا چاہئے۔ اِس آگ میں بھی جو کچھ پڑے وہ اس کا ایندھن ہے۔ جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں ویسے پرانوں میں لکھا ہے کہ ملیچھوں کے لئے گھور نرک بنا ہے۔ اب کہئے کسکی بات سچی مانیں؟ اپنے قول سے تو دونوں بہشت میں جانے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی رو سے دونوں دوزخی ہوتے ہیں۔ پس ان سب کا جھگڑا جھوٹا ہے۔ ہاں جو دھارمک ہیں وے سُکھ اور جو پاپی ہیں وے سب مذہبوں میں دُکھ ہی پاویں گے +

مدقق محقق جی کو یہ تو خبر نہیں کہ بے نقط عبارت کیا ہوتی ہے اور فصیح کسے کہیں اُنہوں نے کسی سے سُن لیا کہ فیضی نے بے نقط تفسیر لکھی تھی تو وہ سمجھے کہ قرآن کا مقابلہ ہو گیا۔ بھلا **سوامی جی**! اگر فیضی کی تفسیر قرآن کی طرح بے نظیر ہوتی۔ تو پہلے فیضی ہی کو کیوں قرآن کی نسبت شبہ نہ ہوتا اور وہ کیوں اس غرور میں **اسلام** سے برگشتہ نہ ہوتا کہ میں نے قرآن کی مثل کلام بنا لیا ہے۔ بس آپکے جواب میں یہی کافی ہے۔

آپ کا اختیار ہے آپ اس آگ سے بھی ڈریں کون آپ کو کہتا ہے کہ نہ ڈریں۔ بات تو صرف یہ ہے کہ دوزخ کی آگ چونکہ مشرکوں اور ضدیوں کی سزا ہے اسلئے اُس سے ڈرنیکے یہ معنے ہیں کہ ایسے کام کو چھوڑ دو۔ یہ محقق جی کی واقفیت ہے۔ لکھتے ہیں کہ قرآن میں کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں۔ آگے بھی کئی جگہ سوامی جی نے اپنی لیاقت کا اظہار کیا ہے غور کرو تو یہ **اسلام** کا معجزہ ہے کہ آپ جیسے علم دوست ایسی ہلکی ہلکی باتیں کرنے لگجاتے ہیں اگر قرآنی اور پورانی اپنے اپنے قول سے بہشتی ہیں۔ اور آپکے دونوں کے قول سے دوزخی ہیں اپنی فکر کیجئے۔ ”جھگڑا پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو“ دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں سے حق پر کون ہے سو اس کی شناخت کیجئے باقی باتوں سے کیا فائدہ؟ یہ ٹھیک ہے کہ پاپی ہیں وہ سب مذہبوں میں دکھ ہی پاوینگے۔ مگر اس سے زیادہ پاپ کیا ہو گا؟

جس مذہب کو کروڑوں آدمی مانتے ہوں۔ اُس کو بُرا کہا جاوے۔ (غور سے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹۹)

(۹) اور خوشخبری دے اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے اُن کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے سے نہریں جب دیئے جاویں گے۔ اُس میں سے میووں سے رزق کہینگے یہ وہ چیز ہے جو دیے گئے تھے ہم پہلے اس سے اور واسطے اُن کے بیویاں ہیں ستھری اور ہمیشہ وہاں رہنے والی ہیں (آیت ۲۶)

محقق } بھلا اس قرآن کی بہشت میں دنیا سے بڑھکر کون سی عمدہ شے ہے؟ جو چیزیں دنیا میں ہیں وہی مسلمانوں کی بہشت میں ہیں اور اتنی زیادتی ہے کہ یہاں جیسے آدمی مرتے اور پیدا ہوتے اور آتے جاتے ہیں۔ اُسیطرح بہشت میں نہیں مگر یہاں عورتیں ہمیشہ نہیں رہتیں اور وہاں بیبیاں ہمیشہ رہتی ہیں۔ جبتک قیامت کی رات نہ آویگی۔ تب تک اُن بیچاریوں کے دن کس طرح گزرتے ہونگے؟ ہاں اگر خدا کی اُن پر مہربانی ہوتی ہوگی اور خدا کے سہارے وقت گزرتی ہونگی یہی ٹھیک ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کا بہشت گوکلئے گوسائیوں کے گولوک اور مندر کی طرح معلوم ہوتا ہے جہاں کہ عورتوں کی تعظیم و تکریم بہت ہے۔ آدمیوں کی نہیں۔ اسی طرح خدا کے گھر میں عورتوں کی قدر بہت ہے اور اُن سے خدا کی محبت بھی آدمیوں کی نسبت زیادہ تر ہے کیونکہ خدا نے بی بیوں کو بہشت میں ہمیشہ کیلئے رکھا ہے اور مردوں کو نہیں۔ وے بیبیاں بغیر خدا کی مرضی بہشت میں کیونکر ٹھہر سکتی ہیں؟ اگر یہ بات ایسی ہی ہے تو خدا بھی عورتوں میں غلطان ہے۔

مدقق } سوامی جی! جس کلام کو آدمی نہ سمجھے اُسپر اعتراض کرنے سے ندامت ہوتی ہے آپ خود ہی دیباچہ میں غیر مذہب پر غور و فکر کرنا ضروری کہہ آئے ہیں کیا وہ اوروں کیلئے ہے آپ کے لئے نہیں۔ ہم نے تو جتنے اعتراضات آپ کے دیکھے ہیں۔ اُن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اُس اصول سے مستثنٰی ہیں۔ بہشت میں سب کچھ آرام اسی طرح کے عیش و عشرت (مگر مہذبانہ) کے سامان خدا کی طرف سے ہونگے آپ اُسکو دنیا کی سی سمجھتے ہیں۔ کیا آپ نے باوا نانک جی کا قول بھی نہیں سنا۔ نانک دکھیا سب سنسار۔ پھر آپ دنیا کو بہشت کی طرح سمجھیں تو کس کا قصور ہے۔ سوامی جی!

؎ یہ لفظ نہیں معلوم محقق جی کو کس نے سکھا دیا ہے ہر جگہ یہی بولتے ہیں۔ مذکر و مؤنث اصحاب عورت اور آدمی کا

دنیا میں کوئی شخص کبھی کسی حالت میں بہمہ وجوہ عافیت میں نہیں ہو سکتا۔ کوئی نہ کوئی رنج اسکو دامنگیر رہتا ہے۔ مال سے ہو یا اولاد سے دوستوں سے ہو یا دشمنوں سے جسمانی ہو یا روحانی مگر جنت میں سب بلاؤں سے امن ہوگا۔ سنو! لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ (نہ جنت والوں کو کوئی تکلیف ہوگی اور نہ اُس سے باہر کیے جاینگے) اُن بیچاریوں کی فکر تو جب کرتے کہ قرآن کی کسی آیت سے دکھاتے کہ وہ ابھی سے پیدا بھی ہو چکی ہیں اور نامردوں کی چاہت میں بیتاب ہیں۔ محقق جی! جھوٹ بولنا ہر ایک مذہب میں برا ہے مردوں سے عورتوں کی کم قدر کونسی آیت سے آپنے سمجھی ہے۔ اسی برتے پر آپ سوامی بنے ہیں کہ آپکو اتنی بھی خبر نہیں کہ قرآن میں صیغہ مذکر کا وارد ہے یعنے خالدین جسکے معنے ہیں نیک مرد ہمیشہ جنت میں رہنے والے ہونگے آپکو کسی نے "والے" کا لفظ "والی" کرکے سنایا۔ تو آپکے کان میں والی (بالی) پڑگئی بس آپ کا سارا تار و پود ٹوٹ گیا۔ قرآن کے محاورہ میں عورتیں مردوں کے حکم کی تابع ہوتی ہیں۔ یعنی جو حکم بالعموم مردوں کو ہوتا ہے۔ وہ عورتوں کو بھی ہوتا ہے۔ سوا اس کے جو مخصوص کیا جائے۔

(۱۰) آدم کو سارے نام سکھائے۔ پھر فرشتوں کے سامنے کرکے کہا جو تم سچے ہو مجھے اُن کے نام بتلادو۔ کہا اے آدم بتادے اُن کو نام انکے پس جب بتادئے اُن کے نام تو خدا نے فرشتوں سے کہا۔ کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تحقیق میں زمین اور آسمان کی چھپی چیزیں اور ظاہر اور چھپے اعمالوں کو جانتا ہوں (آیت ۲۲-۲۴)

محقق بھلا اس طرح پر فرشتوں کو دھوکا دیکر اپنی بڑائی کرنا خدا کا کام ہو سکتا ہے؟ یہ تو ایک دھبہ کی بات ہے اس کو کوئی عالم مان نہیں سکتا اور نہ ایسی بات ترقی کر سکتا ہے کیا ایسی باتوں سے خدا اپنی کرامات جتانا چاہتا ہے؟ ہاں جنگلی رگوں میں کوئی کیسا ہی پاکھنڈ پھیلا لیوے چل سکتا ہے۔ شائستہ آدمیوں میں نہیں ۔

مدقق (۱۰) محقق جی کو اصل مطلب سے تو مطلب ہی نہیں مگر اپنے ناظرین کو اس آیت کا مطلب بتلاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خدا نے حضرت آدم کے پیدا کرنے اور دنیا میں خلیفہ بنانے کی فرشتوں کو اطلاع کی۔ فرشتوں نے اپنی خواہش مخفی رکھکر عرض معروض کی جس کا مطلب یہ

تھا۔ کہ ہم شرف خلافت کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ہم تیری عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ اور دل میں یہ بات بھی رکھی کہ ہمکو سب چیزوں کا علم بھی ہے جو خلافت کا مستلزم ہے چونکہ یہ دعوی ہمہ دانی اُنکا غلط تھا۔ اسلئے خدا نے اُن کی تغلیط رائے کے لئے آدم کو سب چیزوں کے نام اور ماہیت بتلائی (جس طرح اگنی۔ وایو۔ انگرہ۔ ادتیہ رشیوں کو وید بتلائے دیکھو ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۷) پھر فرشتوں سے اُنکے دعوے کی تصدیق کرانے کو ان سب چیزوں کے نام پوچھے وہ نہ بتلا سکے آخر اپنے قصور علم کے قائل ہوئے مضمون صاف ہے مگر محقق جی نہ سمجھیں تو قصور کس کا؟ افسوس سوامی جی ہر بار اپنا اصول بھول جاتے ہیں۔

جو مذہب دوسرے مذہب کو جسکو ہزاروں کروڑوں مانتے ہوں جھوٹا بتلاوے۔ اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اُس سے بڑھکر جھوٹا اور کون مذہب ہو سکتا ہے (فقرہ ۲۷)

(۱۱) جب ہم نے فرشتوں سے کہا سجدہ کرو آدم کو۔ پس سب نے سجدہ کیا۔ پر شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا کیونکہ وہ بھی ایک کافر تھا (آیت ۳۶)

محقق } اس سے ثابت ہوا کہ خدا ہمہ دان نہیں یعنی ماضی۔ حال۔ استقبال کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا۔ تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا؟ اور خدا میں کچھ جلال بھی نہیں ہے کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اُسکا کچھ بھی نہ کر سکا اور دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیئے۔ مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر ہیں وہاں مسلمانوں کے خدا اور مسلمانوں کی کیا پیش چل سکتی ہے؟ کبھی کبھی خدا بھی کسی کی بیماری بڑھا دیتا اور کسی کو گمراہ کرتا ہے۔ خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی اور شیطان نے خدا سے کیونکہ سوائے خدا کے شیطان کا اُستاد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

مدقق } بھولے پنڈت جی! کس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کو علم نہیں اگر شیطان کے پیدا کرنے سے خدا بے علم ثابت ہوتا ہے تو پرمیشور نے جینیوں کو کیوں پیدا کیا ہے جو بقول آپکے بُت پرستی کے بانی مبانی ہوئے جنکی بابت ستیارتھ پرکاش میں آپ لکھتے ہیں:۔

مورتی پوجا کا جتنا جھگڑا چلا ہے وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا ہے اور پاکھنڈوں

کی جڑ ہی بین نہ ہے" صفحہ ۵۵

اور سنئے! خدا نے غازی محمود کو کیوں پیدا کیا جس نے آریہ ورت کی کایا پلٹ دی،
اور بلا سپا ایشور نے پرانوں کے مصنفوں کو کیوں اتپن (پیدا) کیا جنہوں نے (بقول آپکے)
تمام پران گپوں سے بھر کر آریہ ورت کو گمراہ کر دیا؛ اور سنئے! خدا نے مسلمان کیوں بنائے
کہ ویدک دھرم کا تمام کاروبار ہی ٹوٹ گیا جب آپ ان سوالوں کا جواب دیں گے تو ہم بھی بتلا دیں گے
کہ شیطان کو کیوں پیدا کیا؛

اصل یہ ہے کہ شیطان کسی کی گمراہی کے لیے علت تامہ نہیں بلکہ وہ صرف ایک مشیر
کی طرح برے خیالات کا سوجھانے والا ہے چنانچہ اس کا یہ بیان مصرحہ قرآن مجید میں مذکور ہے
غور سے سنو مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ (یعنی میرا تم پر زور نہ تھا
میں نے صرف تم کو بلایا تھا تم نے قبول کر لیا) جیسے دنیا میں اور بد صحبتیں ہوتی ہیں ایسی شیطان
کی بھی ایک بد صحبت ہے۔ اس سے زائد نہیں۔ اس بد صحبت کے دفعیہ کیلئے خداوند تعالیٰ نے کئی
ایک علاج بتلائے ہیں۔ بڑا مضبوط علاج جو واقعی موثر ہے۔ ذکر الٰہی ہے چنانچہ قرآن شریف
میں اس کا بھی ذکر ہے إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ یعنی خدا کے نیک بندوں پر شیطان کا کوئی داؤ
نہیں چل سکتا جو لوگ خدا تعالیٰ کے ذکر شغل میں وقت گزارتے ہیں اور فضولیات سے پرہیز
کرتے ہیں شیطان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہاں جو لوگ بیہودہ گوئی اور بد صحبتوں میں وقت
ضائع کرتے ہیں۔ انہی پر شیطان غالب آتا ہے۔ ستیارتھ سمولاس ۱۴ کو غور سے پڑھو،

پس شیطان کی مثال بالکل زہر کی سی سمجھو۔ جیسا خدا نے زہر پیدا کر کے اس کا علاج
بھی بتا دیا ہے ایسے ہی شیطان پیدا کر کے اس کا شر بتلا کر علاج (توبہ، تمام بدوات، اتباع انبیاء)
بھی بتلا دیا۔ مفصل بحث شیطان کی تفسیر ثنائی جلد اول حاشیہ ختم اللہ پر ۴ ملاحظہ ہو۔

کل ایک یاد آیا کہ دنیا میں اس وقت کروڑوں مسلمان، کروڑوں عیسائی، بے شمار بدھ
یہودی وغیرہ قومیں ایشور کے گیان (وید) کو نہیں مانتے بلکہ اس کو بت پرستی کا مخزن
ہیں تو یہ ایشور کیسا عاجز ہے کہ ان کو سیدھا نہیں کر سکتا کیا اس کے جلال میں فرق تو نہیں آتا؟
ہرگز نہیں۔ ایسے کرانگشت ہی تو ہیں۔ آخر کس کس سے بگاڑ سے، اور کس کس کو مگر دیں، جیسے

سوامی جی! جیو آتما (روح) فاعل مختار ہے (دیکھو ستیارتھ سملاس ۲) مذہبی امور میں خدا نے آزادی دی ہوئی ہو جسکا جی چاہے تابعدار ہو جو چاہے نہ ہو سنو! قرآن شریف بتلاتا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (جو چاہے ایمان لاؤ اور جو چاہے کافر بنی) بس ایک شیطان کیا عموماً دنیا کے تمام کافر اس وقت خدا کی پاک کتاب پر سکہ چڑھاتے ہیں مگر وہ سب کو امن و عافیت دیتا ہے۔ لیکن بکرے کی ماں کبتک خیر منائیگی خدا کے گمراہ کرنے اور باقی شیطانی باتونکے جوابات نمبر ۶ میں دیکھو

(۱۴) اور کہا ہم نے اے آدم تم اور تیری جورو بہشت میں رہکر کھاؤ تم بافراغت جہاں چاہو اور مت نزدیک جاؤ اُس درخت کے کہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ شیطان نے اُن کو گمراہ کیا اور اُن کو بہشت کے عیش سے کھو دیا تب ہم نے کہا کہ اُترو۔ بعضے تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور تمہارا ٹھکانہ زمین پر ہے اور ایک وقت تک فائدہ ہے۔ پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں۔ پس وہ زمین پر آ گیا (آیت ۳۷،۳۵-۳۹)

محقق دیکھیے خدا کی کم علمی۔ ابھی تو بہشت میں رہنے کے دعا دی اور ابھی کہا کہ نکلو اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا ہوتا تو دعا ہی کیوں دیتا؛ اور معلوم ہوتا ہے کہ بہکانے والے شیطان کو سزا دینے سے خدا قاصر بھی ہے وہ درخت کس کے لیے پیدا کیا تھا؛ کیا اپنے لئے یا دوسرے کے لئے اگر دوسروں کیلئے تو کیوں آدم کو روکا؟ اسلئے ایسی باتیں نہ خدا کی اور نہ اُس کی بنائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔

آدم صاحب خدا سے کتنی باتیں سیکھ آئے تھے؛ اور جب زمین پر آدم صاحب آئے تب کس طرح سے آئے؛ کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا آسمان پر؛ اُس سے کیونکر اُترا آئے کیا پرندی کی مانند اُڑ کر یا پتھر کی طرح گر کر؛

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب آدم صاحب خاک سے بنائے گئے تو اُن کے بہشت میں بھی خاک ہو گی اور جتنے وہاں فرشتے وغیرہ ہیں وہ بھی خاک ہی ہونگے کیونکہ خاک کا جسم بغیر عناصر نہیں بن سکتے اور خاک کا جسم ہونیکی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئیگا۔ اگر وہاں موت ہوتی ہے تو وہاں سے بعد موت کہاں جاتے ہیں؛ اور اگر موت نہیں ہوتی تو اُنکی پیدائش

بھی نہیں ہونی چاہیے۔ جب پیدائش ہے تو موت بھی ضروری ہے۔ ایسی صورت میں قرآن کا یہ لکھنا کہ بی بیاں ہمیشہ بہشت میں رہتی ہیں جھوٹا ہو جائیگا۔ کیونکہ انہیں بھی مرنا پڑیگا۔ جب یہ حالت ہے تو بہشت میں جانے والوں کی بھی موت ضرور ہوگی۔

مدقق۱۲ } سوامی جی! دیکھئے آپ کی بے علمی کہ اجازت کو آپ دعا سمجھے بیٹھے ہیں
بڑے صاحب! اسکن صیغہ امر مخاطب کا ہے جس کے معنی ہیں۔ رہو جنت میں۔ پھر ساتھ ہی فرما بھی دیا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم نافرمان ہو جاؤگے جس سے نتیجہ صریح نکلتا ہے۔ کہ یہ امر اسکن کا ویسا ہی ہے جیسے پرمیشور کیطرف سے آریہ کو حکم ہوتا ہے۔ کہ میں نے تمکو کرم جونی (عمل خانہ) انسانی قالب دیا ہے اس میں رہنا اور بدکاریاں اور بد اخلاقیاں نہ کرنا ورنہ تم بندر اور سور بنا ئے جاؤگے چنانچہ بہت کے آریوں کو وہ دن دیکھنا نصیب ہوتا ہے سچ ہے پرمیشور کو گیان نہیں! بہشت جناب کسی مرتفع مکان پر ہوگا شاید وہاں ہی ہو جہاں پر جیو آتما (بقول آپکے) مکتی (نجات) کے بعد رہتا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۹۔ تعجب ہے آپ پوچھتے ہیں کہ آدم کو کتنی باتیں سکھائیں بھولے پنڈت جی! سب باتیں جنکی بنی آدم کو ضرورت ہو سکھائیں قرآن میں کُلَّھَا کا لفظ دیکھئے! محقق جی کے ٹیڑھے سوال دیکھئے کہ آدم دنیا پر کس طرح۔ خدا کی حفاظت میں آئے اگر زیادہ کرید کرو تو سنو!

جس طرح غبارہ باز اتر آتے ہیں۔ اس طرح بھی اترنا ممکن ہے حاکم کسی مجرم کو سزا دینے سے تب قاصر ہوا کرتا ہے کہ اسکی سزا کا وقت آچکا ہو اور پکڑ نہ سکے اور اگر وقت نہیں پہنچا تو قبل از وقت قاصر کہنا آپکے فہم قاصر کا قصور ہے۔ ورنہ بتلائیے محمود غازی مرحوم اور محمد غوری مغفور کو اتنی مدت عمر میں جس میں انہوں نے ہندوستان کی کایا پلٹ دی پرمیشور نے کیوں سزا نہ دی؟ بیشک جو خاکی چیز ہے وہ محل موت ہو سکتی ہے لیکن اگر خدا کی طرف سے بدل ما یتحلل پہنچا رہے اور خدا اس کی موت نہ چاہے تو کچھ ضرور نہیں کہ دینگا دھینگی مر ہی جائے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض آدمی ایک روز بلکہ ایک سانس کی زندگی لیکر چلدیتے ہیں اور بعض

روزمرہ جو غذا کھائی جاتی ہے۔ یہ غذا انسان کے اعضاء میں تحلیل ہو کر عوض بنتی ہے اس کو بدل ما یتحلل کہتے ہیں۔

سو برس سے تجاوز ہو جاتے ہیں تو یہ تفاوت ہمیں متنبہ کرتا ہے کہ ان کی تاریخ موت بہ خیر کے ہاتھ میں ہے۔ پس اسی طرح بہشتیوں کی تاریخ موت خدا نے بے انتہا زمانہ پر ڈال دی ہو۔ یا بالکل موت کو اُن سے اُٹھا ہی دیا ہو تو کیا خرابی ہے۔

(سوال) اُس دن سے ڈرو۔ کہ جب کوئی روح کسی روح پر بھروسہ نہ رکھیگی نہ اُس کی سفارش قبول کیجاویگی نہ اُس سے بدلہ لیا جاویگا۔ اور نہ وہ مدد دیئے جاویں گے (آیت ۴۸)

محقق } کیا موجودہ دنوں میں نہ ڈریں؟ بُرائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے۔ جب سفارش نہ مانی جاویگی تو یہ بات کہ پیغمبر کی شہادت یا سفارش سے خدا بہشت دیگا۔ کیونکر سچ ہو سکیگی؟ کیا خدا بہشت والوں ہی کا مددگار ہے۔ دوزخ والوں کا نہیں؟ اگر ایسا ہے تو خدا طرفدار ہے۔

مدقق } سوامی جی! بطلب معاف۔ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست "کسی دن سے ڈرنا" اور "کسی دن میں ڈرنا" ان دونوں عبارتوں میں فرق ہے۔ آپ کو کون کہتا ہے کہ اُس دن سے موجودہ دنوں میں نہ ڈریں۔ خدا گر نصیب کرے۔ کیونکہ بُرائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے +

پنڈت جی مرے۔ کا لفظ جزا پر آیا کرتا ہے۔ چنانچہ آپنے بھی بُرائی کرنے سے لکھا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے نزدیک کاس جزا سزا اُس دن میں ہوگی اس لئے کہا گیا کہ اُس دن سے ڈرو۔ جسکے صاف معنی ہیں کہ بُرائی کرنے سے ڈرو۔ **سوامی جی!** دیکھا

میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اسی لئے ہم بار بار عرض کرتے ہیں کہ قرآن کو بھی کسی عربی یا شناسا سے پڑھ لیتے تو قصور کا رُخ اور ہوتا۔ سفارش بغیر اذن خداوندی چونکہ نہیں ہوگی یعنی کسی نبی یا ولی کا ذاتی حق یا ملکہ نہیں ہوگا۔ کہ مجرم کی سفارش کرے جبتک خدا اُس کو اجازت خاص عرض معروض کی نہ دے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی گو نبی کوئی غیر سفارش ہی نہیں کریگا اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۔ خوب کہی دوزخ والے

ف مگر جس کو خدا اجازت بخشے اور درست بات کہے (کہ مشرک کی سفارش نہ کرے)

حامی نہیں تو طرفدار ہے ۔

سوامی جی کو اوروں کی تو کیا فکر ہوتی۔ ایسے بھولے ہیں کہ اپنی بھی بھول جاتے ہیں

سنئیے!

میری اشیرباد (دعا) اُنہیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں نہ اُن کے لئے جو رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنیوالے ہیں۔ **میں بدکردار ظالموں** کو کبھی اشیرباد نہیں دیتا (رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳ ورگ ۱۸)

سماجیو! بتلاؤ پرمیشور طرفدار ہے یا نہیں؛ ہے

ہاتھ لاؤ استاد کیوں کیسی کہی!

۱۴۱) ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے دیئے ہم نے اُن کو کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ یہ ایک ڈر دکھایا جو اُن کے سامنے اور پیچھے تھے اُن کو اور ہدایت ایمانداروں کو (آیت ۶۴-۶۵-۶۶)

محقق اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی تو قرآن کا ہونا فضول ہے یہ بات جو بائبل اور قرآن میں لکھی ہے۔ کہ اُس کو معجزے کرنے کی طاقت دی تھی۔ قابل تسلیم نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تھا۔ تو اب بھی ہوتا۔ اگر اب نہیں ہوتا تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا جیسے خود غرض لوگ آجکل بھی جاہلوں کے درمیان عالم بن جاتے ہیں۔ ویسے ہی اُس زمانہ میں بھی فریب کیا ہوگا۔ کیونکہ خدا اور اولیا کی پرستش کرنیوالے اب بھی موجود ہیں۔ تو بھی اس وقت خدا معجزے کرنے کی طاقت کیوں نہیں دیتا؟ اور نہ وہ معجزے کر سکتے ہیں۔ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی تو دوبارہ قرآن کے دینے کی کیا ضرورت تھی؛ کیونکہ اگر بھلائی بُرائی کرنے نہ کرنے کا اُپدیش سب جگہ یکساں ہے تو دوبارہ مختلف کتابوں کے بنانے سے پسے ہوئے کے پیسنے کی مثال عائد ہوتی ہے کیا خدا اُس کتاب میں جو کہ موسیٰ کو دی تھی تو کچھ بھول گیا تھا اگر خدا نے ذلیل بندر ہو جانا محض ڈرانے کیلئے کہا تو اُس کا کہنا جھوٹا ہوا یا اُس نے دھوکا دیا جو ایسی باتیں کرتا ہے وہ خدا نہیں اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی +

مدقق تعجب کی بات خوب پرشن (سوال) کیا سوامی جی! بقول آپکے ابتدائے آفرینش میں اگر آدمی جوان جوان پیدا ہوئے تھے (ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر

تو اب کیوں جوان جوان پیدا نہیں ہوتے اگر کہو کہ بچے پیدا ہوتے۔ تو اُنکی پرورش کیلئے دوسرے انسان درکار ہوتے (حوالہ مذکور) جس سے آپکا مطلب یہ کہ اب جوان پیدا ہونیکی ضرورت نہیں تو ٹھیک اسیطرح چونکہ پیغمبر کوئی نہیں۔ اسلئے معجزہ نمائی کی بھی حاجت نہیں۔ آپنے یہ سوال تو کیا کہ معجزہ نمائی کی اب طاقت کیوں نہیں مگر یہ نہ سوچا کہ پہلی جو طاقت تھی تو کس قسم کی تھی؟ آج پنڈت جی ہوتے تو ہم اُن سے پوچھتے کہ بتلایئے آپ کی زندگی میں تو آریہ جو کو ویدوں کی تفسیر لکھنے کی طاقت تھی اب کیوں نہیں۔ کیوں آپ ہی کی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں کیوں آپکے پونے دو ویدوں کی ٹیکہ (تفسیر) کو پورے دو بھی نہیں کر دکھاتے لالہ صاحب!

کلاہِ خسروی و تاجِ شاہی + بہر کل کے رسد حاشا و کلّا

مزید تفصیل **تفسیر ثنائی** جلد ثالث میں ملاحظہ ہو۔ بائیبل کے ہوتے قرآن کی ضرورت کے متعلق ہم پہلے فقرہ نمبر ۵ میں لکھ آئے ہیں اور **سُنیئے**! آپ ہی کے لفظوں میں سناتے ہیں:۔

> ایشور کا علم غیر متناہی ہے یا نہیں؟ ہے تو پھر کس کام کے لئے؟ اگر کہو کہ اپنے ہی لئے ہے تو کیا ایشور اوپکار (دوسروں کی بھلائی) نہیں کرتا۔ تم یہ کہو گے کہ کرتا ہے پھر اس سے کیا؟ اس سے یہ کہ علم اپنے لئے ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے بھی۔ کیونکہ اس کو یہی دو مقصد ہیں اگر ایشور اُپدیش (الہام) نہ کرتا تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا اسلئے ایشور نے اپنے علم (یعنی قرآن) کے اپدیش سے اس دوسرے مطلب کو پورا کیا ہے پرمیشور بڑا رحیم ہے اگر ایسا نہ کرتا تو ہمیشہ جہالت کا سلسلہ قایم رہتا اور انسان دھرم ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) کے حصول سے محروم رہکر پرم آنند (راحت اعلےٰ) نہ پا سکتا؟
>
> (رگ وید آدی بھاشہ بھومکا صفحہ ۹)

تبلایئے! اگر قرآن نہ آتا تو عرب جیسے خونخوار وحشی اور شرک آلود ملک کو کون ہدایت کرتا۔ ویدوالوں کو تو وہ رستہ بھی معلوم نہ تھا نہ وہ غیروں کو ہدایت کرکے اپنے میں ملاتے تھے نہ وید میں یہ کشش تھی کہ غیر کو کھینچ لاتا جسکا بدیہی ثبوت ہے کہ بقول آپکے دو ارب سال وید بنے کو ہو گئے۔ آجتک کہیں کسی ملک میں بجز ہند کے کوئی بھی اس کا نام لیوا نہیں کوئی اتنا بھی

* سوامی جی کی تحریر میں وید ہے +

تو نہیں جانتا ؎

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی + کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

توریت انجیل والوں کا حال یہ تھا کہ بجائے توحید کے تثلیث میں آجتک باوجود دعوی تہذیب اور "یہ" اور "وہ" "شا" رہیں۔ سُنیئے! قرآن اپنے بیان میں قاصر نہیں ہے وہ اپنی وجہ آپ بتلاتا ہے وید کی طرح "مریداں مے پرانند" کا محتاج نہیں۔ خدا عربوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ "اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ"

(عربی میں قرآن اس لئے اُتارا ہے تاکہ تم نہ کہنے لگو۔ کہ ہم سے پہلے لوگوں پر کتاب اُتری تھی اور ہم اُن کی تعلیم سے بیخبر تھے)

بیشک واقعی اُن کو بندر بنایا تھا جھوٹ کیوں ہوتا۔ مگر ایسے نہیں کہ آپ کو تناسخ کی سوجھے بلکہ اُن کے اُسی جسم کو جس میں وہ تھے۔ نہ کہ حسب معمول ماں کے رحم میں جاکر جیسے ویدک مت والے بنتے ہیں مفصل رسالہ بحث تناسخ میں دیکھو +

(۱۵) اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ تم سمجھو (آئت ۶۷)

محقق } اگر مردوں کو خدا زندہ کرتا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا؟ کیا وہ قیامت کی رات تک قبروں میں پڑے رہیں گے؟ کیا آجکل دورہ سپرد ہیں؟ کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں ہیں۔ کیا زمین سورج چاند وغیرہ نشانیاں نہیں ہیں؟ کیا کائنات میں جو گوناگون مخلوقات سامنے نظر آتی ہے۔ یہ کوئی کم نشانیاں ہیں؟

مدقق (۱۵) } اس آئت کا ترجمہ جو آپنے نقل کیا ہے غلط ہے۔ اصل ترجمہ یہ ہے کہ "اسی طرح خدا مردوں کو زندہ کریگا" چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے "اسی طرح خدا جلادیگا مردے" پس آپ کا سوال سرے سے غلط گیا جو بناء فاسد علی الفاسد تھا۔ آجکل دورے سپرد نہیں بلکہ جزا و سزا بھگت رہے ہیں اگر آپنے قرآن کسی عربی یا لہ شالا میں پڑھا ہوتا۔ تو آپ کو معلوم ہوتا سُنیئے! لے اُدْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۙ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ فرعون

لے ایک نیک آدمی مشرکوں کو سمجھاتا تھا۔ اُنہوں نے اُس کو مار دیا۔ خدا فرماتا ہے۔ اُسے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جلد اُس نے

اور اُس کے اتباع کے حق میں فرمایا:- اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا (صبح و شام فرعونیوں کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے) قیامت میں ایسے ہی جسموں کے ساتھ اُٹھیں گے جیسے جسموں سے وہ دنیا میں جیتے تھے۔ ورنہ جزا سزا تو بعد مرنے ہی کے شروع ہو جاتی ہے۔

بیشک کل کائنات خدا کی قدرت کے نشان ہیں۔ دیکھئے خدا فرماتا ہے:-

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ لیکن سوامی جی! عقل بڑی بیا بیٹھے: آیت معروضہ میں کس کس نشانی کا نام لیا ہے اور کس کس کی نفی کی ہے جو آپ یہ اعتراض کرنے بیٹھے ہیں +

(۱۷) وے ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہنے والے ہیں (آیت ۵۷)

محقق) چونکہ جیو (روح) غیر متناہی گناہ و ثواب کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اسلئے ہمیشہ کیلئے بہشت یا دوزخ میں نہیں رہ سکتے اور اگر خدا ایسا کرے تو وہ بے منصف اور لاعلم ٹھہرے اگر قیامت کی رات انصاف ہوگا تو انسانوں کے گناہ و ثواب مساوی ہونے چاہئیں اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو اُن کا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور مسلمان لوگ دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برس سے بھی کم بتلاتے ہیں کیا اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھا رہا تھا؟ اور کیا قیامت کے پیچھے بھی نکما رہے گا۔ یہ باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کے کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں اور جس قدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں۔ اُس کے مطابق ہی اُس کو وہ ثمرہ دیتا ہے لہذا قرآن کی یہ بات بھی نہیں ہے +

مدقق) سوامی جی کو اگر عدالت ملجاتی تو شاید چور کو اتنی ہی مدت قید کرتے جتنی اُس نے چوری کرنے میں خرچ کی ہوتی پنڈت جی اگر اعمال کے وقت جتنی جزا سزا ہے تو کرشن جی گیتا میں کیوں کہتے ہیں کہ روح نیک اعمال کر کے تناسخ کے چکر سے چھوٹ جاتی ہے۔ گو آپ اُس کو کسی خاص وجہ سے نہ مانتے ہوں لیکن کرشن جی کا پرمان آپکے گمان سے کہیں بڑھکر ہے آپ کسی دلیل سے بتلاویں کہ اعمال کے وقت سے مساوی جزا سزا

ف ۔ یقین کرنیوالوں کیلئے کل زمین میں خدا کی نشانیاں ہیں بلکہ خود تمہارے نفوس میں بھی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو

کا ہونا ضروری ہے حالانکہ قانون شاہی میں ہم ایسے جرم بھی دیکھتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت میں کٹ جاتے ہیں۔ اور عمر بھر قید ان کی سزا ہے چنانچہ آپ بھی بحوالہ منو جی (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۱) یہ لکھتے ہیں کہ "سرکاری ملازم کو رشوت لینے پر ضبطی جائداد اور تمام عمر کیلئے جلاوطن اور جھوٹی گواہی دینے پر زبان کاٹ ڈالی جائے اور بعد مرگ راحت بے نصیب"۔

فرمائیے! مدت کے ساتھ سزا کمی یا زیادہ۔ سچ پوچھو تو اپنے من گھڑت باتوں کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ آدمی کو بجز ذلت کے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ ہاں یہ خوب دلیل ہے جو پنڈت جی نے نفرت کے ثبوت میں دی ہے

"اگر میٹھا ہی روز کھایا جاوے تو تھوڑے ہی دنوں میں زہر لگتا ہے"

بھلا سوامی جی! آپ نے میٹھے کی مثال دی تو مین کی کیوں نہ دی۔ اگر کوئی مدت تک میٹھا کھا کر میٹھے سے گھبرا جاتا ہے سو اس لئے کہ میٹھا اس کے مرغوب خاطر اس قدر نہیں ہوتا جس قدر نمکین ہوتا ہے پس وہ میٹھے سے نہیں بلکہ غیر مرغوب چیز سے نفرت کر جاتا ہے کیا ہی سمجھ ہو۔ بھلا اگر کوئی شخص دنیا میں بہت مدت تک عیش و آرام میں ہو تو کسی وقت اس کا جی چاہتا ہوگا کہ میں قید خانہ میں بھی کچھ مدت گزاروں؛

آٹھ ہزار سال دنیا کی عمر آپ نے کہیں قرآن کے اکتیسویں[1] پارہ میں تو نہیں دیکھی؟ کسی آیت یا حدیث میں یہ مضمون نہیں ملتا بلکہ محض آپ کا یا آپ جیسوں کا خیال ہے۔

ہاں خوب کہی کہ اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھا تھا پنڈت جی! لیجئے ہم آپ کو بتلاتے ہیں یہ تو آپ کا معمولی صدرغ بے فروغ ہے کہ مسلمان دنیا کی عمر آٹھ ہزار سال سے مانتے ہیں۔ مگر ہاں اس میں شک نہیں کہ مسلمان بڑے پاپی ہیں کہ ماسوی اللہ کل کائنات کو حادث (نوپید) ضرور جانتے ہیں کیونکہ کل کائنات مرکب ہیں اور مرکب کبھی قدیم (انادی) نہیں ہو سکتا۔ اس تقریر کی وضاحت کیلئے آپ ہی کے کلام کو پیش کرنا مناسب ہے آپ خود ناستکوں (دہریوں) کے جواب میں لکھتے ہیں۔

[1] قرآن کے کل تیس پارہ ہیں۔

"بغیر فاعل کے کوئی بھی حرکت یا حرکت سے پیدا ہونیوالی شے نہیں بن سکتی جو زمین وغیرہ اشیا ترکیب خاص سے ملکر بنی ہوئی نظر آتی ہیں وے ازلی کبھی نہیں ہو سکتیں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۰)

نیز صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں:-

"جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ ازلی ابدی کبھی نہیں ہو سکتا" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۵)

پس فرمائیے کہ دنیا کی عمر چاہے آپ کتنی ہی لگا لیں اور کتنے ہی اس کے حسب زمانہ یا پیدائش کہیں۔ مگر اس سے تو آپ انکار نہیں کر سکتے کہ دنیا مرکب ہے اور جو مرکب ہے حادث زمین ہے۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ دنیا کے حدوث کا ابتدا ہے۔ جس سے پہلے وہ نہ تھی چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں:-

"جو شے اتصال سے بنتی ہے وہ اتصال سے پیشتر نہیں ہوتی۔ اور انفصال کے آخیر بھی نہیں رہتی" (صفحہ ۲۰۰ مذکور)

پس آپ کے کلام سے ہی لازم آیا کہ خدا کسی وقت نکما بیٹھا ہوگا۔ ایسا ہی کسی وقت نکما بیٹھے گا۔ اگر آپ کہیں کہ گو موجودہ دنیا کی ابتدا و انتہا ہے۔ مگر اس کا سلسلہ ازلی ہے ایک دنیا کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری علیٰ ہذا القیاس (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۸) تو یہ آپ کے اصول مسلمہ کے خلاف ہے کیونکہ انادی پدارتھ (قدیمی اشیاء) آپ نے صرف تین ہی گنی ہیں۔ پرمیشور (خدا) جیو (روح) پرکرتی (مادہ عالم ناقابل تقسیم اجزا) ستیارتھ ۲۰۰۔

پس اگر ان چیزوں کے سوا دنیا کے سلسلہ کو بھی آپنے قدیم اور ازلی مانا۔ تو چار پدارتھ کیوں ازلی نہیں مانتے ہو جس سے دہریہ پن کی بنیاد پختہ ہو۔ یہ امر بالکل بدیہی ہے کہ اجزاء دیمقراطیسیہ کوکب پر تقدم زمانی ہوتا ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ایک وقت ضرور ایسا ہوگا جبکہ اجزا ہوں۔ مگر کل جو ان سے جاہیے نہ ہو چنانچہ آپ بھی مانتے ہیں کہ جو شے اتصال سے بنتی ہے وہ اتصال سے پیشتر نہیں ہوتی:

ف: اجزا دیمقراطیسیہ ان کو کہتے ہیں جو دیکھنے میں آئیں جیسے دیوار کی اینٹیں +

احالہ مذکور ہیں اس اصول کے مانتے ہوئے بھی دنیا کے سلسلہ کو قدیم کہنا تناقض کا
قائل ہونا ہے جو داناؤں سے بعید ہے پس نتیجہ صاف ہے کہ دنیا کا ہمیشہ کسی خاص
وقت سے چلا اور جسکو خدا نے اسکے لیے مناسب سمجھا۔ اس سے پہلے خدا بے کار
ہو یا با کار ہر دونوں کے دیکھنے سے ظاہر ہے۔ ہمارا تو صرف اتنا ہی قول ہے کہ
خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ا خدا نے سب چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز
کو جانتا ہے ؎

جب کچھ نہ تھا تب اک رب تھا + خلقت کا پیدا کرنا تھا

۱۶۱۔ اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ بہاؤ گے تم لہو اپنے آپس کے اور نہ نکال دو گے
آپس اپنے کو گھروں اپنے سے پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو۔ پھر تم وہ لوگ ہو کہ
مار ڈالتے ہو آپس اپنے کے اور نکال دیتے ہو۔ ایک فرقے کو آپ میں سے گھروں
اُن کے سے ۔ آیت ۸۴-۸۵۔

محقق بھلا اقرار کرنا اور کرانا محدود العقل آدمیوں کی بات ہے یا خدا کی؟ جب
خدا ہمہ دان ہے تو ایسی بیہودہ باتیں دنیاداروں کی مانند کیوں کرے گا؟
آپس میں لہو نہ بہانا اور اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نہ نکالنا اور دوسرے مذہب والوں
کا لہو بہانا اور گھر سے اُنہیں نکال دینا بھلا کونسی اچھی بات ہے؟ یہ تو بیوقوفی اور طرفداری
سے بھری ہوئی فضول بات ہے۔ کیا خدا پہلے ہی سے نہیں جانتا تھا کہ یہ اقرار کے خلاف
کرینگے؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا بھی عیسائیوں کی بہت سی صفت کہتا
ہے اور یہ قرآن دوسری کتاب کا محتاج ہے۔ کیونکہ اس کی تھوڑی سی باتوں کو چھوڑ
باقی سب بائبل کی ہیں +

مدقق ایسے لایعنی اعتراض اگر کوئی اور کرتا تو اُسکی شکایت بھی ہوتی۔ پنڈت جی
کی طبیعت میں تو ایسی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اسلئے بحکم العادۃ طبیعۃ
ثانیۃ کسی قدر معذور ہیں کیا ہی عجیب منطق چھانی ہے کہ اقرار کرانا بھی محدود العقل
آدمیوں کا کام ہے۔ پنڈت جی اصل کے اقرار سمجھے ہوئی ہیں اگر حکم دینا بھی محدود العقل

آدمی کا کام ہے۔ تو تمام وید بھگوان کی تفسیر لکھنے کی تکلیف کیوں گوارا کی تھی۔ باقی مرنے مارنے کا جواب فقرہ نمبر ۷ میں آچکا ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ پہلے نہیں جانتا تھا کہ یہ اقرار کے خلاف کریں گے۔ کیا پرمیشور نہیں جانتا تھا۔ کہ آریہ ورت کے آریوں نے میری مجوزہ ہدایتوں پر تو عمل کرنا نہیں۔ جس کا بدلہ اُن کو دنیا ہی میں محمود غزنوی اور محمد غوری سے دیا جائیگا۔ پھر کیوں ہتھیاروں کی صفائی اور لیس رکھنے کی ہدایت کرتا رہا (دیکھو نمبر ۶)

پنڈت ـ بہت لوگ ایسے ضدی ہوتے ہیں۔ کہ وہ متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں۔ ان کی عقل تاریکی میں پھنسکر زائل ہو جاتی ہے (دیباچہ ستیارتھ پرکاش [illegible])

(۸۱) ایسے لوگ ہیں کہ مول لیا زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے پس نہ ہلکا کیا جاویگا اُن سے عذاب اور نہ وے مدد کئے جاویں گے (آیت ۸۶)

محقق

بھلا ایسی نفرت وحسد کی باتیں کبھی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں؟ جن لوگوں کے گناہ ہلکے کئے جاویں گے یا جن کو مدد دیجاویگی وے کون ہیں؟ اگر وے گنہگار ہیں اور گناہوں کے بلا سزا دیئے ہلکے کئے جاوینگے تو بے انصافی ہوگی جو سزا دیکر ہلکے کئے جاوینگے۔ تو جنکا بیان اس آیت میں ہے یہ بھی سزا پا کر ہلکے ہو سکتے ہیں اور سزا دیکر بھی ہلکے نہ کئے جاویں گے۔ تو بھی بے انصافی ہوگی۔ اگر گناہوں سے ہلکے کئے جانے والوں سے مطلب پرہیزگاروں سے ہے تو اُن کے گناہ تو آپ ہی ہلکے ہیں خدا کیا کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ تحریر کسی عالم کی نہیں اور واقعی ہر ایک [illegible] اور دہریوں کو دکھ اُن کے اعمالوں کے مطابق ہمیشہ دینا چاہیے

محقق

نہ محقق بود نہ دانشمند * چار پایہ برو کتابے چند

پنڈت جی! آپ کی نفرت کا یہ حال ہے کہ بد کار انسانوں کو کبھی آشیرباد نہیں [illegible] (رگ وید اشٹک ۱ ادھیائے ۲ ورگ ۱۰ منتر ۲) اگر مگر میں آپ نے [illegible] کیا تھا [illegible] عربی پاٹھ شالہ میں جاکر اس آیت کا مطلب پوچھتے کہ یہ لوگ کون ہیں تو اتنی تکلیف آپ کو نہ ہوتی نہ اسلام کی نسبت غلط فہمی پھیلانا پڑتا

باپ ہوتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو آپ بھی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴ میں بحوالہ منوجی کہہ آئے ہیں کہ:۔

"جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے وہی ناستک (ملحد) ہے"!

بلکہ یہ وہی ہیں جن کی بابت وید میں کہا گیا ہے:۔

"وہ پرمیشور کی ظل حمایت سے محروم رہ کر ہمیشہ کی سوت یعنے جینے مرنے کے چکر میں رہتے ہیں" (یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۲)

سنو اور غور سے سنو! اصل الفاظ قرآنی یہ ہیں۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ (انہی لوگوں نے دین کے بدلے دنیا کو پسند کیا۔ پس ان سے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ہی اُن کو کسی سے مدد پہنچیگی)

سماجیو! اگر عربی سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہو تو ان الفاظ پر غور کرو نہیں تو ترجمہ ہی دیکھ لو اور اپنے سوامی کے اعتراضوں کی داد دو۔

(۱۹) اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پیچھے ہم پیغمبر کو لائے اور دیئے ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے ساتھ روح پاک کے۔ کیا پس آیا جب تمہارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے جی تمہارے تکبر کیا تم نے پس ایک فرقہ کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو (آیت ۸۷)

محقق جب قرآن میں شہادت ہے کہ موسیٰ کو کتاب دی تو اُس کا ماننا مسلمانوں کے لئے لازم آیا اور جو جو اُس کتاب میں نقص ہیں وے بھی مسلمانوں کے مذہب میں آگئے۔ اور معجزے کی باتیں سب فضول ہیں اور سادہ لوح آدمیوں کے بہکانے کے واسطے گھڑی گئی ہیں۔ کیونکہ قانونِ قدرت اور علم کے برخلاف تمام باتیں جھوٹی ہی ہوا کرتی ہیں اگر اُس وقت معجزے تھے۔ تو اب کیوں نہیں ہوتے؟ چونکہ اس وقت نہیں ہوتے۔ اس لئے اُس وقت بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔

مدقق (۱۹) بائیبل کے ماننے کے الزام کا جواب نمبرہ میں دے چکا ہوں پنڈت جی کی عادت ہے۔ کہ سادہ لوحوں کے بہکانے کو نمبروں کی تعداد بڑھاتے (۲)۔ معجزوں کا جواب بھی نمبر ۱۸ میں ہو چکا ہے

(۲۰) اور اس سے پہلے وہ فرد پر فتح چاہتے تھے۔ جو کچھ پہچانا تھا۔ جب اُس کے پاس وہ آیا جھٹ کافر ہو گئے۔ کافروں پر لعنت ہے اللہ کی (آیت ۸۹)

محقق جس طرح تم غیر مذہب والوں کو کافر کہتے ہو۔ اُسیطرح کیا وے تم کو کافر نہیں کہتے؟ اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے تمہیر لعنت دیتے ہیں پھر کہو کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ جب غور سے دیکھتے ہیں سب مذہب والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے اور جو سچ ہے۔ وہ سب یکساں ہے سب جھگڑے جہالت کے ہیں۔

مدقق (۲۰) اس فقرہ میں تو سوامی نے فیصلہ ہی کر دیا جس کا مطلب ان لفظوں سے سمجھنے سے کوئی امر مانع نہیں کہ ستیارتھ پرکاش جس میں تمام مذاہب کا کھنڈن ہے بالکل جہالت سے بھری ہے۔ ہم اگر یہ بات کہتے تو ہمارے تمام دوست ہم سے ناراض ہوتے۔ اور ہمیں متعصب اور کیا نہیں کیا القاب بخشتے۔ مگر شکر مدعا علیہ کی اقبالی ڈگری نے فیصلہ کر دیا ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں ✦ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

باقی رہا غیر قوموں کا ہمکو کافر کہنا ہم اس سے ناراض نہیں۔ کافر کے معنی "منکر" کے ہیں۔ ہم خود کہتے ہیں۔ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (ہم تمہارے دین سے منکر ہیں مذہبی امور میں ہماری تمہاری مخالفت ہمیشہ کے لئے ہے۔ جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ (قرآن)

ہاں سوامی جی! جس طرح آپ وید کے منکروں کو دہریہ اور ملحد کہتے ہیں۔ اسیطرح عیسائی اور ہم آپ کو بوجہ انجیل اور پرانوں سے انکار کرنے کے بے دین سمجھتے ہوں گے

---

(۱) دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۔۔۔

پھر کہیے! تم ہیں سے کون جھوٹا اور کون سچا ہے؟ یہاں تو سوامی جی بڑی چال کی نہیں چلے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ پنڈت جی کے کئی رنگ ہیں لیکن ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش ✤ من انداز قدت را مے شناسم

(۲۱) خوش خبری ایمانداروں کو۔ اللہ۔ فرشتوں پیغمبروں جبرائیل اور میکائیل کا جو دشمن ہے اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے (آیت ۹۸)

محقق جب مسلمان کہتے ہیں کہ خدا لاشریک ہے پھر یہ فوج کی فوج شریک کہاں سے کر دی؟ کیا جو اوروں کا دشمن ہے وہ خدا کا بھی دشمن ہے؟ اگر ایسا ہے تو ٹھیک نہیں کیونکہ خدا کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔

مدقق ترجمہ مرقومہ بالا کے دیکھنے والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ دیانند جی کو غلط بیانی میں کہاں تک آنند (مزہ) آتا ہے ترجمہ ایسا نقل کیا ہے جسکا سر ہے نہ پیر ہے کیوں نہو۔ سوامی کا پرمان کیا ہی سچ ہے "آگے پیچھے نہ دیکھنے والے جاہلوں کو علم کہاں۔ بھومکا ص ۵۲"

مگر خیر ہمیں تو اُن کے سوال کا جواب دینا ہے سماجی مِتّر تو گلا پھاڑ پھاڑ کر پرمیشور اکیلا سرب شکتیمان کہتے ہیں پھر کیا سبب ہے۔ کہ وید بتلاتا ہے۔

"پرماتما کے اُس خزینہ قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہیں کون جان سکتا ہے"

(اتھروید کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴ منتر ۲۳)

وید یہ بھی آگیا دیتا ہے:۔

"تینتیس دیوتا اُس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں۔ وہ اُس کی قدرت کے جزوی مظہرات ہیں۔ جو لوگ اُس برہم یعنی وید یا محیط کل ایشور کو پہچانتے ہیں۔ وہی اُن تینتیس دیوتاؤں کو جانتے اور اُن کو اُسی ایک برہم کے سہارے قائم مانتے ہیں" (ایضاً منتر ۲۷)

جب پرمیشور ایک لاشریک ہے تو پنڈت جی یہ فوج (شریک) کہاں سے آگئی یہ ہے سوامی جی کی لیاقت علمی اتنا بھی نہیں جانتے کہ مخلوق کا خدا کے کام کیساتھ محض ذکر آجانا

شرک نہیں ہوا کرتا بلکہ اُسی حیثیت اور اُسی کیفیت سے خدا کا نام آئے تو شرک ہوتا ہے
بھلا اگر کوئی کہے کہ خدا اُس پاپی کو نشٹ کرے جس نے دیانند جی کو زہر سے ہلاک کیا
تو کیا یہ بھی شرک ہے۔

ناظرین! پنڈت جی کے اسی فقرہ پر آپ حیران نہ ہوں۔ آگے بھی بہت سے
مواقع پر آپ سنیں گے کہ سوامی جی شرک سے ایسے ہی بھاگتے ہیں جیسے یہاں چنانچہ
لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو ملانا بھی شرک سمجھیں گے کیوں
نہ ہو بیچارے سناتنیوں کے ڈسے ہوئے رسیوں سے ڈرتے ہیں۔ مدتوں کے شرک اور
بت پرستی میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کے احسانات سن سن کر اس حالت پر آگئے ہیں
اس لئے ہم کسیقدر معذور بھی ہیں مگر افسوس ؎

کس نیاموخت علم تیر از من ✤ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

ہاں یہ خوب کہی کہ "بندگی کا دشمن نہیں ہو سکتا"۔ ہم پنڈت جی کے الفاظ کی
کہاں تک شکایت کریں **ایشور کا پرمان سنئے** اور غور سے سنئے!

"میں بدکار ظالموں کو کبھی اشیرباد (نیک دعا) نہیں دیتا" (رگ وید اشٹک
درگ ۱۸ منتر ۹)

بتلائیے! یہ کون لوگ ہیں جنکو اشیرباد نہیں دیتا۔ وہی ہیں جنکو قرآن میں عدو اللہ
یا اِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ کہا گیا ہے۔ سوامی جی یہ سمجھے بیٹھے ہونگے۔ کہ جس طرح ہم اپنے
دشمن کو ہو سکے تو دم بھر جینے نہیں دیتے خدا بھی ایسا ہی کرتا ہوگا مگر ان کو معلوم نہیں ؎

ولیکن خداوند بالا و پست ✤ بعصیاں در رزق برکس نہ بست

(۲۲) اور کہو کہ معافی مانگتے ہیں ہم معاف کریں گے تمہارے گناہ اور زیادہ نیکی کرنے
والوں کے (آیت ۵۹)

محقق بھلا یہ خدا کی ہدایت سب کو گنہگار بنانیوالی ہے یا نہیں۔ کیونکہ جب گناہ
معاف ہونیکا سہارا آدمی کو ملتا ہے تب گناہوں سے کوئی بھی نہیں

لہ فقرہ نمبر ۵۲ و نمبر ۵۵ وغیرہ۔

ڈریگا۔ اس واسطے ایسا کہنی والا خدا اور یہ خدا کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ وہ عادل ہے بے انصافی کبھی نہیں کرتا اور گناہ معاف کرنے سے تو بے انصاف ہو جاتا ہے مگر جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی عادل ہو سکتا ہے۔

مدقق یہ مسئلہ سوامی کا قابل غور ہے۔ اس کو پنڈت جی نے کئی ایک موقعوں پر لکھا ہے جن سب کا مطلب یہی ہے کہ توبہ قبول نہیں ہوتی۔ مگر ہم جب وعدہ پہلے وید منتر مسلمہ سوامی بیان کر کے اُس کا مدعا سماجیوں سے پوچھتے ہیں منتر مذکور سے پہلے خود پنڈت جی **بھومکا** میں ایک تمہید لکھتے ہیں وہ بھی قابل غور ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"اس ایشور کی ہدایت کئے ہوئے دہرم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور چونکہ **اس کی مدد کے بغیر سچے دہرم** کا علم اور پابندی اور تکمیل کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہئے!

"اے اگنی (پرمیشور) عہد وصداقت کے مالک و محافظ میں سچے دہرم پر چلوں گا۔ یعنی اُس کی پابندی کرونگا۔ اے پرمیشور! مجھے سچے نیک چلن اور دہرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو۔ آپ مجھ کو ہمت دیجئے۔ کہ میرا یہ سچے دہرم کا عہد آپ کی عنایت سے پورا ہو (عہد یہ ہے) میں آج سے سچے دہرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹے چلن اور ادہرم سے دُوری اختیار کرتا ہوں"!

(یجر وید ادہیائے ۱۔ منتر ۵)

اب سوال یہ ہے کہ اس عہد کے مطابق جسکو اسلامی محاورہ میں **توبہ** کہتے ہیں۔ اس عہد (توبہ) کرنے والے کو کیا فائدہ خدا کے سامنے تو ایسی عاجزی سے اظہار اخلاص کیا۔ اور وہاں سے جواب ملا کہ تیرے پچھلے گناہ تو بدستور ہیں جنکی پاداش میں تو ایک دفعہ پاخانہ کا کرم یا بندر سور بنیگا۔ کیونکہ بغیر اسکے ہمارا عدل اور رحم بگڑتا ہے۔ البتہ آئندہ کو اگر تو نے لچھنک کام کئے تو اُن کا تجھے عوض ملیگا۔ یہ ہے تعلیم ایسے ایشور کو تسلیم کیجئے ودکانداری بھی کئی درجے اچھے ہوں۔ جن کے ذکر اگر اخلاص سے توبہ کریں

اور آئندہ کو فرمانبرداری اور نیک چلنی کا عہد کریں تو وہ بھی ایک دو دفعہ تو ان کو بخش ہی دیتے ہیں۔ مگر پرمیشور ایسا دیالو (مہربان) ہے کہ باوجودیکہ اُسے بندے کے دل کا حال بھی بخوبی معلوم ہے کہ وہ محض اخلاص سے میرے آگے گڑگڑاتا ہے تاہم اُسکے حال پر رحم کرکے اُس کے قصور معاف نہیں کرتا۔ سچ پوچھو تو پرمیشور بھی سچا ہے وہ (بقول آریہ سماج) اسی طرح توبہ پر گناہ معاف کرتا جائے تو اُس کے ملک اور حکومت میں خلل آتا ہے کیونکہ اُنہیں بدکاروں کو تو اُس نے حیوانی قالبوں میں ڈال ڈالکر دُنیا کو آباد رکھنا ہے اگر یہی بٹیریں ہاتھ سے نکل گئیں تو وہ لائے گا کہاں سے؟ فافہم (چیرز)

تعجب تر تو یہ ہے کہ سوامی جی کے منہ سے بھی کبھی کبھی بلا اختیار سچی بات نکل جاتی ہے۔ گو کسی پیرایہ میں نکلے۔ آپ خود ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۲۳ پر مانتے ہیں کہ عدل اور رحم خداوندی آپس میں متضاد نہیں۔ پس ہم بھی پنڈت جی کی تقریر کی تشریح کرنے کو اُنہیں اور اُن کے چیلوں کو بتلاتے ہیں کہ عدل کے معنے ہیں وضع الشئی فی محلہ (ہر ایک چیز کو اُسکے ٹھکانے پر رکھنا) اور رحم کے معنی ہیں ارادہ خیر "یا کسی کی حالت زار پر ترس کھانا" یہ صفت "ارادہ خیر" پنڈت جی بھی خدا کی نسبت مانتے ہیں (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۵) پس آپ بتلائیے کہ ایک شخص جو دلی اخلاص سے خدا کے آگے بغیر کسی عذاب دیکھنے کے گڑگڑاتا ہے توبہ کرتا ہے تو اُس کا عدل (جسکے معنے تھے ہر ایک چیز کو ٹھکانہ پر رکھنا) اس توبہ کیلئے بھی کوئی محل تجویز کریگا اور اُسکی گریہ زاری اور بے دیکھے آہ و بکا کا بھی کوئی محل ہے؛ بندوں کے ہر ایک فعل کے لئے جب کوئی نہ کوئی محل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس فعل (توبہ) کا کوئی محل نہ ہو۔ پس بتلائیے کہ قبولِ توبہ عین عدل اور رحم دونوں ہے یا نہیں۔ بلکہ توبہ کا قبول نہ ہونا اور گناہوں کا معاف نہ ہونا سراسر ظلم اور خلاف عدل ہے کیونکہ وضع الشئی فی محلہ (چیز کا ٹھکانہ پر رکھنا) کے خلاف ہے اصل میں سوامی جی کو حقوق العباد (بندوں کے حقوق) اور حقوق اللہ (خدا کے حقوق) میں اشتباہ ہوگیا۔ ان کی تقریر

نہ ھذا علی تسلیم المخالف + والا فالکل فضل من اللہ ...

سے جسکو ستیارتھ پرکاش پر ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دونوں میں تمیز
نہیں سو ہم اپنے سماجی دوستوں کو بتلاتے ہیں کہ ان میں بہت بڑا فرق ہے اور ہم جی
قسم اول میں قبول توبہ کے قائل نہیں جبتک وہ شخص جسکا کچھ نقصان کیا ہو معاف
نہ کرے۔ کیونکہ اس سے انتظام عالم بگڑتا ہے۔ اور قسم ثانی میں قبول توبہ کو مانتے ہیں
بشرطیکہ صدق دل اور خلوص نیت سے محض خدا کے عذاب اور اپنی سوء عاقبت کے خوف
سے توبہ کرے نیز یہ بھی شرط ہے کہ توبہ کرتے وقت آئندہ کا پختہ خیال جی میں اُس
کام کے نہ کرنیکا کرے۔ سنو اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ
مِنْ قَرِيْبٍ (اللہ کے نزدیک توبہ اُنھی لوگوں کی قبول ہوتی ہے جو غلبہ نفسانی میں پھنسکر
بُرے کام کرتے ہیں پھر جلد سے توبہ کرتے ہیں) وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا
اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (معافی اُن لوگوں کے لئے ہے جو گناہ کر کے خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے
گناہوں پر بخشش مانگتے ہیں اور جانتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا
اور اپنے کئے پر دانستہ اڑے نہیں رہتے)

سوامی جی نے اس پر بھی غور سے کام نہیں لیا کہ جتنی صفات کمال دنیا میں ہیں
اُن سب کا سرچشمہ صفات خداوندی ہیں مثلاً سخاوت ایک صفت کمال ہے تو دراصل
اُسی سرچشمہ کا ایک نشان ہے ایسا ہی عدل۔ رحم۔ محبت وغیرہ صفات کمال سب
کی سب اُسی سرچشمہ کے نشان ہیں۔ جسکو اللہ۔ پرمیشور۔ گاڈ۔ خدا وغیرہ کہتے ہیں
پس جب ہم دُنیا میں بہت سے مقدمات میں مدعیان اور مستغیثان کو معاف کرتے
بھی دیکھتے ہیں اور اُن کی تعریف کرتے ہیں اور بسا اوقات کہا کرتے ہیں کہ

درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست

تو خدا کی نسبت کونسی دلیل اس صفت کمال کو ماننے سے ہمیں مانع ہے۔ ہاں سوامی
جی کا یہ کہنا کہ توبہ سے گناہوں کی جرأت ہوتی ہے تعجب حیرت افزا ہے۔ پنڈت جی
کو یہ بھی معلوم نہیں کہ دنیاوی کاروبار میں جس میں بندوں کو اپنے قصور کی معافی کا علم ہی

ہوجاتا ہے۔ معافی سے جرأت اور دلیری نہیں ہوتی تو خدائی معافی میں جس کا علم بھی اس دنیا میں قطعی طور پر نہیں ہوسکتا کیونکر موجب جرأت ہوگا۔ ہاں ایسے آدمیوں کی توبہ اسلام میں بھی قبول نہیں جو گناہ کرتے ہوئے یہ دلیری رکھیں کہ توبہ سے گناہ معاف کرالینگے پس ہم فرمان خداوندی سنا کر اس فقرہ کو ختم کرتے ہیں سنو! اور غور سے سنو!!

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ (تو میرے گنہگار بندوں کو کہدے کہ میری رحمت سے بے امید نہ ہوں۔ بیشک اللہ (توبہ کرنے پر) سب گناہ معاف کردیگا وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے)

(۲۳) جب موسٰے نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مار اُس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے (آیت ۶۰)

تحقیق دیکھئے ان ناممکن باتوں کے برابر دوسرا کوئی شخص کیا کہیگا؟ ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشموں کا نکلنا بالکل ناممکن ہے۔ ہاں! اُس پتھر کو اندر سے پولا کر اُس میں پانی بھرنے اور بارہ سوراخ کرنے سے ایسا ہونا ممکن ہے اور کسی طرح نہیں ۔

مدقق معجزہ کے ممکن اور غیر ممکن ہونے کے متعلق ہماری مفصل تحریر **تفسیر ثنائی** جلد ثالث حاشیہ نمبر اول میں ہے خلاصہ اُس کا یہ ہے۔ کہ معجزہ غیر ممکن نہیں بلکہ اس کا نبوت کے ساتھ ایک ایسا مجہول الکیفیت تعلق ہے۔ جیسا کہ انسان کی روح اور عقل کا جسم کے ساتھ پس جہاں نبوت ہوگی وہاں معجزہ کا ہونا فاذاًم قدرت ہے۔ بلا نبوت معجزہ نہیں۔ پنڈت جی کے اس قول سے تو سب سے زیادہ حیرانی ہے۔ کیونکہ فقرہ ۲۷ میں خود ہی فرماتے ہیں کہ:۔

جس مذہب کو ہزاروں کروڑوں آدمی مانتے ہوں اُس کو جھوٹا کہنے والے سے بڑھکر جھوٹا کون ہے" ستیارتھ ص ۶۹۶

لیکن یہاں پر یہ قاعدہ بھول گئے اور یہ خیال نہ فرمایا کہ معجزہ کو سوا آپکی ذات خاص کے

آپ کے چیلوں کے جن کا شمار ہاتھوں کی انگلیوں پر ہو سکتا ہے اب اہل مذاہب (مسلمان یہودی عیسائی ۔ ہندو ۔ بودھ وغیرہ) مانتے ہیں اور اپنے اپنے بزرگوں کی نسبت بہت سے معجزات اور کرامات کا اپنے لفظوں میں اظہار کرتے ہیں ۔ پس آپ خود ہی فیصلہ دیں کہ آپ جو ایسی بات کو جسے قریب قریب کل دُنیا کے لوگ مانتے ہیں کھنڈن (رد) کرتے ہیں ۔ آپ سے بڑھ کر ۔ ۔ ۔ ۔ کون ہے ؟

(۴۲) اور اللہ خاص کرتا ہے جسکو چاہتا ہے ساتھ اپنے رحم کے (آیت ۹۸)

محقق کیا جو مخصوص اور رحم کئے جانے کے لائق نہیں اُن کو بھی مخصوص کرتا اور اُس پر رحم کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو خدا بڑا گڑبڑ مچانیوالا ہے ۔ پھر اچھا کام کون کریگا ؟ اور بُرے کام کو کون چھوڑیگا ؟ کیونکہ ایسی صورت میں خدا کی رضامندی پر انسان بھروسہ کرینگے اور اعمالوں کے نتائج پر نہیں ۔ اس گڑبڑ کی وجہ سے تو سب نیک اعمال کرنے سے دست بردار ہو جائینگے ۔

مدقق پنڈت جی! پوچھ لینے میں کیا ہرج تھا ۔ اگر آپ ایکسال کیلئے کسی عربی پاٹھ شالا میں قرآن پڑھ لیتے سنئے قرآن نے خود دوسری آیت میں اس کی تفسیر کردی ہے اللّٰہ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (جس شخص کو خدا نبی کرتا ہے اُس کے حال سے خوب واقف ہوتا ہے) ۔

ہاں آپ بتلائیے کہ بموجب ہدایت یجروید ادھیائے ۱۸ منتر ۲۲ جو شخص یہ دعا کرے ۔ کہ مجھکو تمام سکھ یا تمام عالم کی حکومت عطا کر اُس کو کیا ملیگا ۔ کیا ایک وقت میں اگر سارے ہندوستان کے رہنے والے سارے عالم کی نہیں صرف ہندوستان کی حکومت مانگیں تو سب کو ملیگی ۔ یا کسی خاص کو ۔ سب کو تو کیونکر مل سکتی ہے؟ اگر کسی خاص کو تو کیوں؟ اگر پہلے اعمال کا نتیجہ ہے تو اس دعا کا کیا فائدہ؟ سوچکر جواب دیجئے ۔

(۵۰) ایسا نہ ہو کہ کافر لوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے منحرف کر دیویں کیونکہ اُن میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں (آیت ۱۱۰)

محقق اب دیکھئے خدا ہی اُن کو یاد دلاتا ہے کہ تمہارے ایمان کو کافر لوگ نہ گرا دیویں

کیا خدا ہمہ دان نہیں ہے؟ ایسی باتیں خدا کی نہیں ہو سکتی ہیں +

مدقق یہ دوسرا مقام ہے کہ ہم آواز بلند کہتے ہیں کہ بھولے سوامی جی کو انصاف سے کوئی مطلب نہ تھا۔ اس فقرہ کا ترجمہ معلوم نہیں پنڈت جی نے کہاں سے نقل کیا ہے ہمارے عربی قرآن میں نہ تو اس ترجمہ کی کوئی آیت ملتی ہے اور نہ مترجم قرآن میں یہ ترجمہ ہے۔ ہمنے سمجھا تھا کہ پنڈت لیکھرام ہی میں یہ کمال ہے کہ اپنی طرف سے ترجمہ میں **بھیں** کا لفظ بڑھا کر تناسخ کا ثبوت دیا تھا۔ مگر ستیارتھ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ دراصل سوامی جی جیسے دہرم میں لیکھرام کے گرو تھے۔ ان باتوں میں بھی وہ آپ ہی سے فیضیاب تھا +

محقق جی کے دل کا حال تو خدا کو معلوم ہے کہ اس سوال سے اُن کا مطلب کیا تھا۔ ہاں جس آیت کا نمبر لگایا ہے وہ یہ ہے غور سے سنو! اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ یعنی خدا نماز پڑھتے رہو۔ زکوۃ دیتے رہو۔ جو کچھ بھلائی اپنے لئے پہلے سے بھیجو گے اُس کو خدا کے ہاں پاؤگے جو کچھ بھی تم کرتے ہو خدا دیکھ رہا ہے۔

اگر کوئی سماجی دوست پنڈت جی کا منقولہ ترجمہ ہمیں دکھادیں تو ہم مبلغ صد روپیہ اُن کی نذر کریں گے +

سماجیو! منہ نہ چھپاؤ۔ سامنے آؤ۔ مرد میدان بنو۔ کہاں گیا تمہارا چوتھا اصول کہ سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہئے؟ اگر ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور۔ اور کھانے کے اور نہیں تو آؤ ہم دونو اس پر عمل کریں

تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

لہ پنڈت لیکھرام نے رسالہ ثبوت تناسخ میں قرآن سے تناسخ کا ثبوت دیتے ہوئے یہ آیت بھی لکھی ہے وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جسقدر جانور ہیں یہ بھی تمہاری طرح جماعتیں ہیں چونکہ اتنے سے پنڈت مذکور کا کام نہ چلتا تھا اس لئے **بھیں** کا لفظ بڑھا کر یوں ترجمہ کیا کہ یہ جانور اتیس بھیں شل تمہاری۔ اسی طرف ہمنے اشارہ کیا ہے

ایک سماجی دوست کے زبانی ایسے موقع کا ذکر آیا جسمیں سوامی جی نے قرآن شریف کے ترجمہ میں "ایجاد بندہ" سے کام لیا ہے۔ دوست مذکور نے وعدہ کیا کہ میں یہ ترجمہ آپکو دکھا دونگا میں نے اُس سے بھی انعام کا وعدہ کیا۔ مگر افسوس کہ آجتک ہمارے دوست نے نہ تو انعام حاصل کیا اور نہ سوامی سے الزام اُٹھایا۔ اُٹھا بھی کیسے سکتا؟ ؎

تروح الی العطار تبغی شبابها

ولن یصلح العطار ما افسد الدھر

اس سے بڑھکر اُن مترجموں سے افسوس ہے جنہوں نے کتاب ستیارتھ کا ترجمہ کرتے ہوئے قرآن شریف یعنی مُترجَم کو سامنے تو رکھا مگر یہ نہ ہو سکا کہ جہاں ترجمہ نہیں ملتا اُس نمبر کو کاٹ ہی دیتے اور اگر کاٹ دینے سے دوسری پارٹی کا خوف تھا تو انہیں سے اس بارہ میں خط کتابت کرتے اور اگر وہ دُشٹ اس قابل نہ تھے یا اپنی باہمی کدورت وغیرہ اس مشورہ سے مانع تھی تو جیسے اور متعدد مواقع پر حواشی لگائے ہیں۔ ان مواقع پر بھی حواشی لگاتے اور صاف کہتے کہ سوامی سے غلطی ہوئی یا اُن کو اُردو خوانوں نے غلطی میں ڈالا۔ مگر یہ کرتے تو کیونکر کرتے تحقیق سے غرض نہیں۔ انصاف سے مطلب نہیں۔ سوامی جی کے ہاتھ میں باگ ہے جدھر چاہیں لئے پھریں جن کا یہ دو حرفہ اصول ہو ؎

پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جا * بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا

اُن سے ایسا انصاف اور ایسی تصحیح؟ ایں خیال است و محال است و جنوں *

ایک سماجی دوست نے کتاب چھپنے کے بعد بتلایا کہ سوامی جی سے آیت کے نمبر بتلانے میں غلطی ہوئی ہے مگر اس ترجمہ کی آیت قرآن شریف میں ہے آخر اُس نے یہ آیت بتلائی وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ دوست مذکور سے جس طرح فیصلہ ہوا اُسے تو وہی جانتا ہے مگر عام ناظرین کی خاطر اس آیت کا ترجمہ ہی نقل کرنا کافی ہوگا۔

؎ ایک عورت سفید بالوں کے لئے وسمہ لینے جا رہی تھی کسی شاعر نے دیکھ کر یہ پڑھا۔ کہ عطار سے جوانی طلب کرنے جاتی ہے جسکو زمانہ نے بگاڑا ہو۔ اُس کو عطار کبھی نہیں سنوار سکتا *

خدا فرماتا ہے "بہت سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد محض اپنی ضد اور حسد سے باوجود حق ظاہر ہو جانے کے کافر بنائیں" اگر سوامی جی کی مراد یہی آیت ہے تو بتلائیے اس آیت سے خدا کی ہمہ دانی ثابت ہوتی ہے یا بے علمی سمجھو اچھے اصول کو یاد کر کے بتلانا۔ سچ ہے ؎

گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست

(۲۶) تم جدھر منہ کرو۔ اُدھر ہی منہ اللہ کا ہے (آیت ۱۱۶)

محقق اگر یہ بات سچی ہے تو مسلمان قبلہ کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر کہیں کہ ہم کو قبلے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے تو یہ بھی حکم ہے کہ چاہے جس طرف کو منہ کرو۔ کیا ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی ہو گی؟ اور اگر اللہ کا منہ ہے تو وہ سب طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک منہ ایکطرف رہیگا۔ سب طرف کیونکر رہ سکیگا اس واسطے یہ بات ٹھیک نہیں۔

مدقق آیت کے معنی صاف ہیں کہ جدھر کو منہ کر کے دعا کرو گے خدا کی توجہ اور قبولیت پاؤ گے نہیں معلوم سوامی جی کو اعتراض کرنے پر کیوں ایسی رال ٹپکتی جاتی ہے کہ بے سوچے سمجھے نمبر پر نمبر بڑھا کر اپنی ودیا کا ثبوت دیئے جاتے ہیں مطلب آیت کا یہ ہے جو ہم نے بتلایا۔ نماز کے وقت میں کعبے کی طرف رُخ کرنا الگ حکم ہے اسکو اس سے تعلق نہیں وہ ایک خاص وقت ہے یہ عام دعا کا وقت ہے۔ زیادہ تفصیل نمبر ۳۰ میں آویگی اللہ کے منہ سے مراد توجہ اور قبولیت ہے چنانچہ ہمنے ترجمہ کر دیا سفافہم

(۲۷) جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے۔ جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ یہ نہیں کہ اُس کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ اُسے کہتا ہے کہ ہو جا پس ہو جاتا ہے (آیت ۱۱۸)

محقق بھلا جب خدا نے حکم دیا کہ ہو جا۔ تو یہ حکم کس نے سُنا؟ اور کس کو سُنایا گیا اور کون بن گیا؟ کس مادہ سے بنایا گیا؟ جب یہ لکھتے ہیں۔ کہ آفرینش کے پہلے سوائے خدا کے کوئی بھی دوسری چیز نہ تھی تو یہ دُنیا کہاں سے ہوئی علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا تو اتنا بڑا جہان علت کے بغیر کہاں سے ہو گیا۔

بات صرف رنگینی کی ہے +

مدقق اس فقرہ میں سوامی نے مادہ کے متعلق سوال اُٹھایا ہے یعنی مسلمان جو آریوں کی طرح مادہ کے قائل نہیں تو دنیا کس چیز سے بنی ہے اس لئے ہم بھی اس فقرہ میں کسیقدر تفصیل سے مادہ کے حالات بتلاوینگے اور جہانتک ہم سے ہوسکیگا سائنس کے مسلمہ اصول سے کام لیں گے اور ناظرین کو دکھا دینگے کہ آریوں کا دعوے "جہاں سائنس کی روشنی پہنچیگی۔ وہاں آریہ دھرم کا جھنڈا سب سے پہلے لہریگا" کہاں تک ثبوت رکھتا ہے۔ مگر اس تقریر سے پہلے آفت موعودہ کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ آفت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے نزدیک جلدی سے جلدی کسی کام کا ہوجانا اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا کہ تم اس کا تصور ذہن میں لاتے ہی اُس کو ہونے کا حکم کرو۔ اور وہ ہوجائے مثلاً کسی مکان کا نقشہ تو ذہن میں جمایا اور تم نے اسے کہا کہ تیار ہوجا وہ فوراً ہوگیا۔ اسی طرح سمجھو کہ خدا کے کام جلدی ہوتے ہیں۔ اُن میں کسی چیز کی روک ٹوک نہیں نہ کوئی اُن میں مانع آسکتا ہے۔ جس کام کو جتنے وقت میں وہ کرنا چاہے اُتنے ہی وقت میں ہوتا ہے۔ اس میں کہ تکلف ہوسکے یہ نہیں کہ خدا اُس کو کُن کہتا ہے کُن کہنے میں تو دو حرف بولنے کی دیر لگتی ہے وہاں ارادہ ہی ہوا اور مفعول حاضر (دیکھو تفسیر بیضاوی وغیرہ)

پس اس کے بعد ہم سوامی جی کی طرف روئے سخن پھیرتے اور سوال کرتے ہیں۔ پنڈت جی نے مادہ کی کیفیت اور ماہیت جو بتلائی ہے وہ یہ ہے:

"سب سے لطیف جزو جو کاٹا نہیں جاتا۔ اُس کا نام پرمانو ہے۔ ساٹھ پرمانوؤں کے ملے ہوئے کا نام انو اور دو انو کا ایک دونیک جو کثیف ہوا ہے تین دونیک کی آگ چار دونیک کا پانی پانچ دونیک کی مٹی" (ستیارتھ صفحہ ۲۲)

سوامی جی کے اس کہنے سے کہ وہ کاٹا نہیں جاتا صاف سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اپنی عدم قابلیت سے نہیں کٹ سکتا یا کوئی آلہ اس کے کاٹنے کے مناسب نہیں ملتا جو اُس کو کاٹ سکے گرشق اول میں اُس میں کٹنے کی قابلیت نہیں ہے۔ صورت ثانیہ یعنی وہ قابلیت

تو کٹنے کی رکھتا ہے۔ مگر ایسا باریک آلہ کوئی نہیں مل سکتا جس سے اُسکو کاٹا جائے تو ثابت ہوا کہ پرمانو اپنے وجود میں تو مرکب ہیں۔ مگر بوجہ عدم آلۂ تقسیم کے منقسم نہیں ہو سکتے پس ہم یہ کہہ سکتے ہیں:۔

"جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ ازلی ابدی کبھی نہیں ہو سکتا" (ستیارتھ پرکاش ۵۵)

اور اگر صورت اول ہے یعنی اُن پرمانوؤں میں جنکو آپ دنیا کا مادہ مانتے ہیں تقسیم کی استطاعت اور قابلیت ہی نہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسے پرمانوؤں کا وجود ہی نہیں ہو سکتا کیوں؟ غور سے سُنئے!

اقلیدس کی بیسویں شکل کا دعویٰ ہو کہ ہر ایک مثلث کے دو ضلع تیسرے سے ضرور بڑے ہونگے اور عروسی شکل کا دعویٰ ہے کہ مثلث قائم الزاویہ کی ضلع مقابل زاویہ قائمہ پر جو مربع بنیگا وہ دو دیگر دونوں کے مجموعہ کی برابر ہوگا۔ پس اسی اصول پر نظر رکھکر ہم مادہ کے دس اجزا کی لکیر اس طرح (.............) بنا کر دوسری لکیر اس طرح ⁞ اس کے ساتھ لگا کر تیسرا ضلع ان دونوں پر اس طرح لگاتے ہیں اور بعد ازاں تینوں ضلعوں پر مربع اس طرح بنا کر پوچھتے ہیں کہ بتلایئے بحکم عروسی ضلع ا کا مربع ضلع ب اور ج دونو کے مجموعہ کی مساوی ہوگا۔ اور اس میں تو شک نہیں کہ مربع ب اور ج ہر ایک سو سو اجزا کا ہے کیونکہ ہر ضلع دس دس اجزا سے مرکب ہے اور دس دہا کے سو۔ پس مربع ا کا بحکم عروسی دو سو اجزا کا ہوا اور بوجہ صحیح نہ ہونے جذر دو سو کے ہر ایک ضلع میں کسر ہو گی یعنی مربع کلاں کا جو مقابل زاویہ قائمہ کے بنا تھا کوئی ضلع بلا کسر سالم اجزا سے مرکب ہوگا۔ پس جن اجزا کی کسر اُن میں ہوگی۔ وہ تقسیم ہو گئے جس سے باقی اجزا کا قابل تقسیم ہونا بھی ثابت ہو جائیگا۔ کیونکہ نوع سب کی ایک ہی ہے اور قابل تقسیم کا حادث ہونا تو بدیہی امر ہے جسے آپ بھی صفحہ ۵۵ پر مان چکے ہیں۔ پس مادہ کا حدوث اس دلیل سے بھی ثابت ہوا۔

اور سُنئے! اس سے بھی آسان طریق سنیئے! ادنیٰ پرمانو (جزء لا یتجزیٰ) کو ہم

اِس طرح (.:.) ملاکر رکھیں گے۔ ان سے اوپر تیسرا پرمانو اس طرح (.:.) رکھکر پوچھینگے کہ تیسرا پرمانو دونوں طرف ملتا ہے یا ایک طرف۔ ایک طرف ملنے سے وسط میں نہ ہوگا ہم نے تو وسط میں رکھا ہے۔ اور اگر دونوں طرف ملتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ اُسکی دو طرفین ہونگی جن سے اُس اوپر والے کی تقسیم لازم آیگی۔ چونکہ نوع سب کی ایک ہے اسلئے سب کی تقسیم اور ترکیب لازم آیگی۔ اسی تقریر کو اور آسان لفظوں میں سُنئے کہ ہم تین پرمانوؤں کو اس طرح (...) ملاکر برابر رکھتے ہیں اور سماجی دوستوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ درمیان کا پرمانو دونوں طرف ملیگا یا نہیں؟ اگر دونو طرف ملیگا تو تقسیم اور ترکیب لازم آئی اور اگر باوجود درمیان ہونے کے دونوں طرف نہیں ملتا تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس میں کمیت (طول عرض) نہیں۔ جب ایک میں نہیں۔ تو باقی میں کہاں سے آیگا۔ کیونکہ نوع سب کی ایک ہے پس بتلائیے! کہ اجسام میں جو پرمانوؤں سے مرکب ہیں کمیت (طول عرض) کہاں سے آئی۔ کیا نیستی سے ہستی ہونا ناممکن نہیں؟

(ستیارتھ پرکاش ۲۸۲)

اور سُنئے! ہم آپ سے یہ بھی نہیں پوچھتے کہ آپ کا مادہ قابل تقسیم ہے یا نہیں؟ کچھ بھی ہو ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اتنا تو آپ بھی مانتے ہونگے کہ مادہ ابتدائی حالت میں بھی کسی نہ کسی شکل سے متشکل تھا اور یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ جس شکل سے بھی وہ متشکل ہو۔ وہ شکل حادث ہوگی۔ کیونکہ اگر حادث نہ ہوتی تو زائل بھی نہ ہوتی کیونکہ قدیم کو زوال نہیں چنانچہ آپ بھی مانتے ہیں کہ:۔

"جو شے انادی (قدیم) ہے وہ کبھی دُور نہیں ہوسکتی" (ستیارتھ ص۵۶۳)

حالانکہ ہم اُس کا زوال بدیہی دیکھ رہے ہیں کہ حالت ترکیب میں مادہ کی پہلی شکل نہیں رہتی۔ اور بعد ازاں بھی ردو بدل ہوتا ہے پس جب تمام اشکال حادث ہیں اور یہ ضرور ہے کہ مادہ کسی نہ کسی شکل سے متشکل ہو۔ کیونکہ شکل نام ہے اُس کیفیت کا جو کسی چیز کو بوجہ محدود ہونے کے عارض ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ مادہ کے اجزاء

ملے یہ دونوں جزوں میں فرق دیکھنے میں ہے۔ مگر رکھتے ہوئے فرق نہ سمجھنا چاہیے۔

اپنے وجود میں محدود ہیں۔ غیر محدود نہیں۔ پس نتیجہ صاف ہے۔ کہ مادہ کے اجزاء کسی حالت میں ہوں جبکہ متشکل ہیں تو مادہ بھی حادث ہے کیونکہ مادہ بغیر کسی نہ کسی شکل کے ہو نہیں سکتا۔ اور اشکال تو سب کی سب حادث ہیں۔ کیونکہ زوال پذیر ہیں نتیجہ یہ ہے کہ مادہ کے اجزاء بھی جو کسی نہ کسی شکل کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ضرور حادث ہونگے۔ پس تبلائیے کہ آپ کا مادہ کس مادہ سے پیدا ہوا تھا۔ وفیہ مافیہ فافہم

سائنس سے پہلے جھنڈا اڑانے والو! کہاں ہو۔ ان دلائل کو سوچو اور شکستہ جھنڈے کی مرمت کراؤ۔

پس جب تک آپ ان دلائل کا جواب نہ دیں۔ آپکا حق نہیں کہ سوال کریں۔ کہ خدا نے دنیا کو کس چیز سے پیدا کیا؟ ہاں بطور احسان ہم آپ کو آپ کی کتاب ہی سے استنباط کر کے تبلاتے ہیں۔ **سنیئے!**

پرمیشور کے ہاتھ نہیں۔ لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور قابو رکھتا ہے پاؤں نہیں۔ لیکن محیط ہونے کے باعث سب سے زیادہ صاحب سرعت ہے۔ آنکھ نہیں لیکن سب کو ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے کان نہیں پھر بھی سب کی باتیں سنتا ہے حواس باطنی نہیں مگر تمام دنیا کو جانتا ہے۔ اور اس کو حد کے ساتھ جاننے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴) **اتنا فقرہ اور زیادہ کر لیجئے** کہ ہماری طرح اس کے پاس مادہ بھی نہیں پر دنیا کو محض اپنی قدرت سے جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے۔

یہ نہیں کہ قدرت اس کے لئے مادہ ہے۔ بلکہ قدرت سے مادہ کو بھی پیدا کر لیتا ہے کیونکہ دلائل سے ثابت ہے کہ جسکو آپ مادہ کہتے ہیں۔ وہ بھی حادث ہے۔ سچ ہے ؎

جب کچھ نہ تھا تب نرا کار تھا ۔ خلقت کو پیدا کرنہار تھا

(۲۸) جب ہم نے لوگوں کے لئے کعبہ کو جائے ثواب اور امن دینے والی بنائی تم نماز کے واسطے ابراہیم کی جگہ پکڑو۔ (آیت ۱۲۶)

تحقیق کیا کعبہ کے پہلے مقدس جگہ خدا نے کوئی بھی نہیں بنائی تھی؟ اگر بنائی تو

کعبہ کے بنانے کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ اگر نہیں بنائی تھی تو بیچارے پہلے پیدا ہوئے لوگوں کو مقدس جگہ سے محروم ہی رکھا تھا۔ پہلے خدا کو مقدس جگہ بنانے کی یاد نہ رہی ہوگی +

مدقق | بہ سچ ہے:-

"انسان کو کامل علم کے لئے اس طرح دلیل کرنی چاہئے۔ کہ اس منتر (یا آیت) کا مطلب کیا ہوگا؟ اس طرح سوچنے یا غور کرنے کو ادا کہتے ہیں صرف منتر (یا آیت) سنکر یا محض دلیل سے منتروں کے معنے بیان کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھ کر معنے کرنے چاہئیں۔ ان منتروں (یا آیتوں) کا اُن لوگوں کو جو رشی اور ریاضت کرنیوالے نہیں ہیں اور نیز ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔ (بھومکا صفحہ ۵۲)

یہ بھی بالکل سچ ہے:-

"بہت لوگ ایسے ضدی اور متمرد ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں۔ خصوصاً مذاہب والے لوگ کیونکہ مذہب کے پاس خاطر سے اُن کی عقل تاریکی ... زائل ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲)

پس اب ہم آیت کا ماقبل و مابعد بتلا کر سوامی جی کی نسبت رائے لگانا ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ ہمارے بتلانے کی حاجت بھی نہیں۔ سوامی جی نے وہ الفاظ خود ہی نقل کر دیئے ہیں یعنی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ "بعد تیار ہو جانے کعبہ شریف کے خدا نے حکم دیا۔ کہ جہاں اس مسجد (کعبہ) میں ابراہیم نے نماز پڑھی ہے تم وہاں نماز پڑھو" اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ کعبہ شریف ملک عرب کی آبادی کے وقت بنا ہے اور اُس وقت کے لوگوں کو ابراہیم کی پیروی کا حکم ہوا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کہ اس سے پہلے کوئی مقدس مقام تھا یا نہیں۔ یہ تو پنڈت جی کا معمولی اجتہاد ہے۔ جو بحکم "ایجاد

بندہ اگرچہ گندہ ہے قابل پذیرائی نہیں +

اور اگر ہم اس بات کے قائل بھی ہوں۔ کہ کعبہ شریف سب دنیا سے پہلے بنا اور وہیں سے دنیا کی آبادی شروع ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بانی ثانی کہیں تو معلوم نہیں کہ سوامی جی کس دلیل سے ہماری تکذیب کر سکینگے گو وہ اپنے خیال میں اس بات کے قائل ہوں کہ دُنیا کی ابتدا سب سے پہلے تبت میں ہوئی۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۵) جس پر کوئی دلیل نہیں۔ نہ ہی سوامی جی نے کوئی دلیل بتلائی۔ لیجئے! ہم بتلاتے ہیں۔ سنیئے!

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ (سب سے پہلا عبادتخانہ جو دنیا میں لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ کعبہ ہے جو مکہ میں ہے)

(۲۹) وے کون آدمی ہیں کہ جو ابراہیم کے دین سے پھر جائیں۔ لیکن جس نے اپنی روح کو جاہل بنایا اور تحقیق ہم نے دنیا میں اُس کو پسند کیا اور حقیقت میں آخرت میں وے ہی نیک ہیں (آیت ۱۲۱)

محقق یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو ابراہیم کے دین کو نہیں مانتے وے سب جاہل ہیں؟ ابراہیم کو ہی خدا نے پسند کیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اگر دیندار ہونے کے سبب سے کیا تو دیندار اور بھی بہت سے ہو سکتے ہیں؟ اگر بلا دیندار ہونے کے پسند کیا تو بے انصافی ہوئی۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے کہ جو دھرماتما ہے وہی خدا کو عزیز ہوتا ہے۔ ادہری نہیں +

مدقق (۲۹) سوامی جی کی بے باکی کی کوئی حد ہے؟ دیکھئے تو کیسے معقول سوال کرتے ہیں۔ چشم بد دُور۔ پنڈت جی کی طرف سے نیابتاً کسی نے خوب کہا ہے ؎

نازک کلامیاں میری توڑیں عدو کا دل

میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

سوامی جی! یہ کیونکر ممکن ہے کہ:-

"ویدوں کا منکر ناستک (دہریہ اور ملحد) ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۳)
یہ بھی بھلا ممکن ہے:
"اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو یہی جواب دینا چاہیے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۲)

یونہی "اگر مگر" کا شوق نہ ہو تو قرآن اپنا مضمون آپ تبلاتا ہے۔ کیا اسی آیت میں یہ لفظ نہیں۔ وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ یعنی ابراہیم آخرت میں نیکوکاروں سے ہے جس کا ترجمہ سوامی جی نے کسی بڑھیا سے سُنکر یوں کر دیا کہ "اور حقیقت میں آخرت میں وے ہی نیک ہیں" مفرد کو جمع کی صورت میں بدل کر ناحق تناسخ کا ثبوت دیا۔ مگر سچ بھی کیا ہی جادو ہے کہ آخر کسی نہ کسی پیرایہ میں منہ سے نکلجاتا ہے چنانچہ آپ ہی لکھتے ہیں "جو دہریا تا ہے وہی خدا کو عزیز ہے اوہری نہیں" بیشک! سنیئے اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ (بیشک ابراہیم بڑا بُردبار دردرسیدہ خدا کیطرف رجوع تھا)

(۳۰) تحقیق ہم تیرے مُنہ کو آسمان میں پھرتا دیکھتے ہیں۔ ضرور ہم تجھے اُس قبلہ کو پھیریں گے کہ پسند کرے اُسکو بس مُنہ مسجد الحرام کی طرف پھیر۔ جہاں کہیں تم ہو اپنا منہ اُس کی طرف پھیر لو (آیت ۱۴۵)

محقق کیا یہ چھوٹی بُت پرستی ہے؛ نہیں نہیں بڑی۔

مدقق "بڑے ہی جاہل اور متمرد ہیں وہ لوگ جو متکلم کے خلاف منشار کلام کے معنے کرتے ہیں۔ خصوصاً ہٹ دھرمی جنکی عقل مذہب کی تاریکی میں پھنسکر زائل اور معدوم ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ)

افسوس! ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہیں۔ پنڈت جی اگر یہ اصول صحیح ہے کہ ہر کلام کے وہی معنے صحیح ہیں جو متکلم کی مراد ہے تو سُنیئے! ہم آپ کو متکلم کی مراد بتلاتے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہیں۔ ایک ہی آیت پر غور کر لیا

ہوتا۔ سمجھو اغور سے سنو!
فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (کعبہ کے رب یعنی خدا کی عبادت کریں جو بھوک میں اُن کو کھانا دیتا ہے اور خوف میں اُن کو امن بخشتا ہے) +

سوامی جی! آپ کو اپنے بھائی ہندوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے اتنا خیال بھی نہ آیا۔ کہ وہ تو صاف اور صریح لفظوں میں اُنہی سے جن کے وہ بت سامنے رکھتے ہیں دعائیں کریں اور اُنہی سے اپنی حاجات طلب کریں کیا ہماری نماز کے الفاظ میں بھی کوئی لفظ ایسا آپ کو ملا ہے جس کے یہ معنے ہوں کہ ہم اس کعبہ سے حاجات طلب کرتے ہیں یا اس کو مخاطب بناتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ کعبہ کا نام تک بھی ساری نماز کے الفاظ میں آپ کو نہ ملیگا۔ مطلب قرآنی تو بالکل صاف ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہے

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۰)

مفصل دیکھنا ہو تو ہمارا رسالہ نماز اور کعبہ دیکھو جس میں مسلمانوں۔ آریوں۔ ہندوؤں عیسائیوں کی عبادتوں کا مقابلہ دکھایا گیا ہے +

(۳۱) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ مت کہو کہ یہ مُردے بلکہ وے زندہ ہیں (آئت ۱۵۵)

محقق بھلا خدا کی راہ میں مرنے مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کیوں نہیں کہتے ہو۔ کہ یہ بات اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے ہے یعنی یہ لالچ دیں گے تو لوگ خوب لڑیں گے۔ اپنی فتح ہو گی مارنے سے نہ ڈرینگے۔ لوٹ مار کرنے سے عیش و عشرت حاصل ہو گی۔ بعد ازاں گلچھرے اُڑائیں گے۔ اپنی مطلب براری کیلئے اس قسم کی اُلٹی باتیں گھڑی ہیں +

مدقق آج معلوم ہوا کہ پنڈت جی دل میں مصنفان وید کو کچھ اور ہی سمجھتے ہیں صرف اپنا مطلب سیدھا کرنے کو اُن کے الہام کے قائل ہیں سنو!

پرمیشور کہتا ہے:۔

"اے انسانو! تمہارے آیدہ آتشگیر اسلحہ اور تیر و کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بد کردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو (رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۲)

بتلایئے! ایسی جنگ میں اگر آریہ مریں تو کس کی راہ میں مرینگے؟ پرمان تو پرمیشور کا ہے پھر راہ کس کی؟ کیا یہ سچ ہے کہ یونہی بانیان وید نے گلچھرے اڑانے کو پرمیشور کا نام لے دیا۔ ورنہ در اصل "مطلب سعدی دیگر ست"۔ کیوں جی سوامی صاحب سچ ہے ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مفصل نقرہ دوم میں بصفحہ ۱۶ کتاب ہذا دیکھو۔

(۲۳) اور یہ کہ اللہ سخت تکلیف دینے والا ہے شیطان کے پیچھے مت چلو تحقیق وہ واقعی تمہارا دشمن ہے۔ اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ برائی اور بے شرمی کی اجازت دے اور یہ کہ تم کہو اللہ پر جو نہیں جانتے (آئت ۱۶۶۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰)

محقق کیا تمہارا خدا بدوں کو عذاب دینے والا اور نیکوں پر رحم کرنے والا ہے؟ یا مسلمانوں پر رحم کرنے والا اور دوسروں کو عذاب دینے والا۔ موخر الذکر صورت میں وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا طرفدار نہیں ہے تو جو آدمی جس جگہ دھرم کریگا اُس پر خدا کا رحم اور جو ادھرم کرے گا اُسکو خدا سزا دیگا۔ ایسی حالت میں محمد صاحب اور قرآن کو شفیع ماننا ضروری نہ رہا۔ اور جو سب کو برائی کرانے والا ہر ایک انسان کا دشمن شیطان ہے۔ اُس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا؟ کیا وہ آئندہ کی بات نہیں جانتا تھا؟ اگر کہو کہ جانتا تھا لیکن آزمائش کے لئے بنایا تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ آزمائش کرنا محدود العقل کا کام ہے۔ ہمہ دان خدا سب روحوں کے اچھے برے اعمالوں کو ہمیشہ سے ٹھیک ٹھیک جانتا ہے اور اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے۔ تو شیطان کو

کس نے بہکایا؛ اگر کہو کہ شیطان خود بخود بہکایا جاتا ہے تو اور بھی خود بخود بہکائے جا سکتے ہیں درمیان میں شیطان کا کیا کام ہے؛ اور اگر خدا ہی نے شیطان کو بہکایا تو خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھیریگا۔ ایسی بات خدا کی نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی کو بہکاتا ہے وہ بد صحبت اور لاعلمی کے باعث خود گمراہ ہو جاتا ہے +

محقق بیشک خدا مسلمانوں پر بشرطیکہ پابند احکام اسلام ہوں رحم کریگا اور کافروں پر جو خدا کے احکام کی تکذیب پر کمربستہ ہوں۔ دُکھ کی مار ڈالیگا۔ اگر اس کا نام طرفداری ہے تو تبلائیے! کوئی شخص وید کا منکر ہو تو پرمیشر کے نزدیک کیوں ناستک اور ملحد ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۰) دیکھئے پنڈت جی کی چالاکی لکھتے ہیں "جو آدمی جس جگہ دھرم کریگا"! بھلا اس سے کون منکر ہے۔ آپ ہندوستان میں رہکر مسلمان ہوں اور احکام اسلام کے پابند رہیں اور ایک آدمی مکہ شریف میں ہو۔ دونوں کو برابر اجر ملیگا۔ یہ تبلائیے! وید کے مخالف رہکر کسی اجر کا مستحق ہے؟ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۲ ملاحظہ کر کے جواب دیں قرآن اور سید الانبیاء محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وعلی اتباعہ وسلم) کی سفارش یہی کیا کم ہے کہ اُن کے وسیلے سے بہت سے کفار ناہنجار راہ راست پر آئے۔ گو بہت سے اپنے مرض الموت میں ہلاک اور تباہ بھی ہوئے اور ہو رہے ہیں +

سوامی جی کے بھولاپن کی کہاں تک شکایت کریں بھلا پنڈت جی پرمیشور کو یہ بھی معلوم تہا کہ غازی محمود غزنوی اور محمد غوری ہندوستان ہاں (آریہ ورت) کی پاک سرزمین کو دشمنوں سے خراب کر دیں گے۔ پھر اُن کو پیدا ہی کیوں کیا۔ اگر کہو کہ پُر جنم (تناسخ) کے سلسلہ سے اُن کو ایسا ہی جسم اور حکومت ملنی ضروری تھی۔ تو سوال یہ ہے کہ حکومت اور بادشاہی تو (بقول آپکے) کسی نیک کام پر ملتی ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اُن کو پہلے نیک کرموں (عملوں) کا انعام ملتا ہے۔ پھر کیا خدا کو معلوم نہ تھا کہ یہ دونوں بادشاہ اس انعام کو ایسی طرز سے برتیں گے کہ بہت سے

لہ اگر کوئی یو پوچھے تمہارا اعتقاد کیا ہے۔ تو یہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہی (صفحہ ۵ کوں)

پوتر آریوں کو اور اُن کی پاک سرزمین کو تباہ کر دیں گے اور آریہ ورت میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دینگے۔ اس سے بڑھکر دیکھئے کہ بُدھ کو بھی پیدا کیا۔ ایک نشٹ ددشٹ ۔ جس نے کروڑہا آریاؤں کو ناستک (دہریہ) بنا دیا۔ کہو جی کون دہرم ہے؟ (دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۴۱ م)

سوامی جی! سُنیئے! خدا نے جو کچھ پیدا کیا۔ اُس کی حکمت تو وہی جانتا ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اُس نے ہر ذی عقل کو فاعل مختار بنایا ہے گو وہ بھی جانتا ہے کہ یہ شخص اپنی فاعل مختاری کو ضایع کر کے مستوجب سزا ہو گا۔ تاہم وہ محض اپنے فضل وکرم سے اُس کو مطلع کر دیتا ہے۔ پھر جو کچھ اُس نے کرنا ہوتا ہے کرتا ہے اور اپنے اعمال کا نتیجہ پاتا ہے۔ اس میری تقریر پر آپ ستیارتھ پرکاش میں دستخط کر چکے ہیں۔ سُنیئے!

"جس طرح جیو خود مختاری سے کام کرتا ہے اُسی طرح علیم کُل ہونے سے ایشور جانتا ہے۔ اسیطرح جیو کام کرتا ہے یعنے ایشور ماضی مستقبل اور حال کے علم میں اور نتیجہ دینے میں خود مختار ہے اور جیو کسی قدر زمانہ حال کے علم میں اور کام کرنے میں خود مختار ہے۔ ایشور کا علم ازلی ہونے کے باعث فعل کے علم کی طرح سزا دینے کا علم بھی ازلی ہے۔ اُس کے یہ دونو علم ازلی ہونے کے باعث فعل کے علم کی طرح سزا دینے کا علم بھی ازل سے ہے اُس کے یہ دونو علم سچے ہیں۔ کیا فعل کا علم سچا اور سزا دینے کا علم کبھی جھوٹا ہو سکتا ہے؟ پس اس میں کوئی بھی نقص نہیں۔" (صفحہ ۵۳۰)

پس خدا نے شیطان کو پیدا کیا اور وہ جانتا تھا کہ بندوں کو ورغلائیگا۔ تاہم اُس نے محض اپنی مہربانی سے اعلان کر دیا فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (اے شیطان جو تیرے تابع ہونگے۔ تم سب کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ میرے نیک بندوں پر تیرا تصرف ہرگز نہ ہو گا) یاد رہے کہ شیطان کسی کو ہاتھ سے پکڑ کر گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ محض بد راہی سُجھا دیتا ہے چنانچہ وہ خود قیامت کے روز گمراہوں کو جب وہ اُسے الزام دینگے بطور جواب کہیگا۔ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا

اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ (میرا تم پر زور نہ تھا میں نے
تمکو بلایا تھا۔ تم نے میری بات کو قبول کیا۔ پس اب مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے آپ کو
کرو) لوگ خود بخود بدراہی اختیار کرتے ہیں۔ ہاں اُس کی شیطنت کو اتنا ہی دخل ہوتا
ہے جتنا کہ کسی بد صحبتی کا اثر ہو سکتا ہے جس سے بجز آپکے شاید کوئی بھی منکر نہو
تاہم یاد رہے کہ۔ یہ اغوائے شیطانی بھی اُسی وقت ہوتا ہے۔ جب آدمی خدا سے
تعلق نیاز توڑ لیتا ہے اور اپنی مستی اور جہالت میں پھنسکر تباہ ہو جاتا ہے سنو!
لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (تم مسلمانو! اون
لوگوں کی طرح مت ہونا جو خدا کو بھول گئے۔ خدا نے اُن کی جانوں کی فکر ان کو بھلا دی
وہی بدکار ہیں) اس مضمون پر ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں آپ بھی دستخط کر چکے ہیں جہاں
بودھوں کی گمراہی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"انہوں نے کس درجہ اپنی اودیا (جہالت) کی ترقی کی جسکی نظیر اُن کے سوا دوسری
ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے کہ وید اور ایشور کی مخالفت کرنے کا اُن کو یہی
نتیجہ ملا ہے" (صفحہ ۱۴۱۵)

کیا یہ مضمون ؎۱ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ کا مطلب نہیں دیتا؟ پس آپکا فرمانا کہ
کہ شیطان کو کس نے بہکایا وغیرہ وغیرہ بالکل شیطانی حماقت ہے +
یہ بحث کسی قدر نمبر ۱۱ میں گذر چکی ہے ورق اُلٹ کر ضرور دیکھو +

(۲۳) تم پر مردار۔ لہو اور گوشت سور کا حرام ہے اور سوائے اللہ جسپر کچھ پکارا جاوے
(آیت ۱۷۴)

محقق یہاں پر سوچنا چاہئے۔ کہ کوئی جانور خواہ خود بخود مرا ہو یا کسی کے مارنے سے
دونوں حالتوں میں وہ مُردار ہے۔ ہاں اُن میں کچھ فرق بھی ہے تو بھی تو
میں کچھ فرق نہیں اور جب صرف سور کی ممانعت ہے۔ تو کیا انسان کا گوشت کھانا روا ہے؟
کیا یہ بات اچھی ہو سکتی ہے کہ خدا کے نام سے دشمن وغیرہ کو عذاب دے کر اس کی جان

؎۱ اے شیطان میرے خاص بندوں پر تیرا زور نہ ہوگا +

لی جاوے ؛ اس سے تو خدا کے نام پر دھبہ لگتا ہے ۔ ہاں خدا نے بلا پورب جنم یعنی زندگی سابقہ کے گناہوں کے مسلمانوں کے ہاتھ سے جانداروں کو عذاب کیوں دلایا ، کیا اُنپر رحم نہیں کرتا ؛ اُن کو اولاد کی مانند نہیں جانتا ؛ جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہنچے مثلاً گائے وغیرہ اِن کے مارنے کی ممانعت نہ کرنے سے خدا دنیا کو نقصان پہنچانیوالا ثابت ہوتا ہے اور ایذا رسانی کے گناہ سے خدا بدنام بھی ہو جاتا ہے ۔ ایسی باتیں خدا اور خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہوسکتیں +

مدقق ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے کھانے میں کیا فرق ہے ؛ جو آپ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۶ میں گوشت خوروں کے ہاتھ کا کھانے سے منع کرتے ہیں بلکہ شودروں (ہندوؤں کی نیچ قوم) کے ہاتھوں کا پکا ہوا بلکہ اُن کے برتنوں میں بھی کھانے سے کیوں منع کیا گیا ہے ۔ ایسی وہم پرستی کی کیا وجہ ہے ؛ خود مردہ جانور کے اندر تمام خون بند رہتا ہے اور مذبوح سے نکل جاتا ہے ۔ جس سے اُسکی حرارت میں فرق آجاتا ہے یہی فرق کافی ہے ۔ ایسا ہی سُور وغیرہ بھی مضر صحت ہے خصوصاً گرم ملکوں میں ۔ آدمی کے گوشت کی حرمت دوسری آیتوں اور حدیثوں سے سمجھ میں آتی ہے ۔ باقی مضمون کا جواب نمبر ۱ اور ۲ میں آچکا ہے ۔ ناظرین ورق اولٹ کر غور سے دیکھئے +

(۴۳) روزہ کی رات تمہارے واسطے حلال کی گئی کہ رغبت کرنا اپنی بیبیوں سے وے تمہاری واسطے پردہ ہیں اور تم اُن کے واسطے پردہ ہو ۔ اللہ نے جانا کہ تم خیانت کرتے ہو ۔ پر اللہ نے معاف کیا تم کو بس اُن سے ملو اور ڈھونڈو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھدیا ہے یعنی اولاد ۔ کھاؤ پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے تمہارے واسطے کالے دھاگے سے سفید دھاگا یارات سے جب دن نکلے (آیت ۱۸۴)

محقق یہ تحقیق ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کا مذہب جاری ہوا تب یا اُس سے پہلے کسی نے کسی پوران کے پوچھا ہوگا کہ چاندرائن برت جو ایک مہینہ بھر کا ہوتا ہے اُس کا طریق بیان کرو ۔ شاستر کا طریق یہ ہے کہ چاند کی کلا کے گھٹنے بڑھنے کے مطابق

لقموں کو گھٹانا بڑھانا اور دوپہر کے وقت کھانا کھانا چاہیے اُسکو نہ جانکر پورانک ذکر کو کہ چاند کو دیکھ کر کھانا کھانا چاہیے۔ اُس چاندراین برت کو مسلمانوں نے اس قسم کا بنا لیا لیکن برت میں مجامعت منع ہے پر ایک اُن کے خدا نے بڑھکر کہہ دی کہ تم روزے کی رات کو مجامعت بھی کیا کرو اور رات میں جتنی دفعہ چاہو کھاؤ۔ بھلا یہ روزہ کیا ہوا دن کو نہ کھایا رات کو کھاتے رہے۔ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے کہ دن میں نہ کھانا اور رات کو کھانا۔

مدقق سوامی جی! جھوٹ بولنا سب مذہبوں میں بُرا ہے قرآن شریف میں تو اُس پر لعنت آئی ہے:۔ مگر

"افسوس ہٹ دھرمی مذہب کی تاریکی میں پھنس کر عقل کو زائل کر دیتی ہیں" (دیباچہ ستیارتھ)

پنڈت جی نے یہ سمجھا کہ جس طرح میں (پنڈت) نے ہندوؤں سے سُننے سُنانے ستیارتھ پرکاش طبع اول میں شرادھ کو جائز لکھا اور جب اُس کی غلطی معلوم ہوئی تو دوسرے طبع میں اُس کی تصحیح کر کے غلطی کاتب کے سر پر تھوپ دی۔ اسی طرح یہ بھی ہو گا کیوں نہ ہو۔ المرء یقیس علی نفسہ[1] مگر آپنے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ اس لئے ہم بھی اس کا جواب نہیں دیتے۔ آپکو یہ بھی شاید معلوم نہیں کہ پورانک ہندو تو غازی اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک بھی سمندر چیر کر عرب کا منہ نہ دیکھ سکتے تھے تو اُس سے سینکڑوں برس پہلے کہاں نصیب؛

پنڈت جی! آپ تو خلاف قانونِ قدرت کے سخت منکر تھے اور ستیارتھ پرکاش میں خلاف قانون قدرت کو محال جانتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ خدا بھی خلافِ قانون قدرت نہیں کر سکتا۔ اب کسی مسلمان نے نماز پڑھکر دم کر دیا کہ آپ روزہ کو خلافِ قانون قدرت کہہ بیٹھے ہیں اگر خلاف قانونِ قدرت ہے۔ تو روزہ دار روزہ رکھتے کیسے ہیں؛ سمجھیو! ذرا سوچکر جواب دینا +

(۳۵) اللہ کے راہ میں لڑو۔ اُن میں سے جو تم سے لڑتے ہیں مار ڈالو تم اُنکو جہاں پاؤ قتل سے کفر بُرا ہے یہاں تک اُن سے لڑو کہ کفر نہ رہے اور ہووے دین اللہ کا۔ اُنہوں نے

---

[1] آدمی اور دل کو بھی اپنے پر قیاس کرتا ہے +

جتنی زیادتی کریں تم پر۔ اتنی ہی زیادتی تم اُن کے ساتھ کرو (آیت ۱۹۰ سے ۱۹۱ ۔ ۱۸۹)

محقق اگر قرآن میں ایسی باتیں نہ ہوتیں تو مسلمان لوگ اتنا بڑا ظلم جو کہ غیر مذہب والوں پر کیا ہے نہ کرتے۔ بلا قصور کسی کو مارنا سخت گناہ ہے۔ ان کے نزدیک مذہب اسلام کا قبول نہ کرنا کفر ہے اور کفر سے قتل کو مسلمان لوگ اچھا مانتے ہیں۔ یعنے کہتے ہیں کہ جو ہمارے دین کو نہ مانیگا اُسکو ہم قتل کرینگے چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے رہے ہیں اور مذہب کی خاطر لڑتے لڑتے اپنی سلطنت وغیرہ کھو کر برباد ہو گئے۔ ان کا مذہب غیر مذہب والوں سے سخت ظلم کرنا سکھاتا ہے ان سے پوچھنا چاہئے کہ کیا چوری کا عوض چوری ہی ہے؟ جیسا نقصان ہمارا چور وغیرہ چوری سے کریں کیا ہم بھی اُن کا چوری سے کریں؟ یہ بالکل بے انصافی کی بات ہے۔ کیا کوئی جاہل ہمکو گالیاں دے تو ہم بھی اُس کو گالیاں دیں؟ یہ بات نہ خدا کی نہ خدا کے معتقد عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے یہ تو صرف خود غرض لاعلم آدمی کی ہے۔

مدقق اِس فقرہ نے تو ثابت کر دیا کہ سوامی دیانند جی کا قول سونے سے لکھنے کے قابل ہے:۔

"ہٹ دھرمی کی عقل تاریکی میں پھنسکر زائل ہو جاتی ہے" (دیباچہ ستیارتھ)

سوامی جی مہاراج! اس آیت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں جو آپنے بھی نقل کئے ہیں۔ اگر محض ضد اور ہٹ ...... نہیں تو غور سے سُنو!

"اللہ کی راہ میں لڑو اُن سے جو تم سے لڑتے ہیں"

پھر بھی آپ لکھتے ہیں کہ بلا قصور کسی کو مارنا سخت ظلم ہے۔ سچ ہے: کہ

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (صبح کا صفحہ ۵۷)

مفصل جواب جہاد کا نمبر ۲ میں بصفحہ (۱۶) کتاب ہذا آچکا ہے۔

(۲۰۵) اور اللہ نہیں دوست رکھتا ہے فساد کو۔ اے لوگو کہ ایمان لائے ہو داخل ہو بیچ اسلام کے (آیت ۲۰۷ - ۲۰۴)

محقق اگر خدا فساد نہیں چاہتا تو کیوں آپ ہی مسلمانوں کو فساد کرنے پر

آمادہ کرتا ہے؟ اور صرف مسلمانوں سے دوستی کیوں کرتا ہے؟ اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں ہی کا طرفدار ہے سب دنیا کا خدا نہیں۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن خدا کا بنایا نہ اُس میں کہا ہُوا سچا خدا ہو سکتا ہے

مدقق سوامی جی کو نمبر شماری کا مزہ آتا ہے جس سے دام افتادوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں مگر ہمیں تو ضرورت نہیں۔ جواب نمبر ۲ میں دیکھ لو ہاں اتنا ضرور تبلایئے کہ وید کا منکر دہریہ تو نہیں؟ (ستیارتھ صفحہ ۴۰۰ دیکھو)

(۴۷) اور اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار (آیت ۲۰۹)

محقق کیا بلا گناہ اور ثواب کے خدا ایسے ہی رزق دیتا ہے؟ تو پھر بُرائی بھلائی کا کرنا یکساں ہے کیونکہ رنج و راحت کا حاصل ہونا اُس کی مرضی پر ہے اس لئے دہرم سے منحرف ہو کر مسلمان لوگ اپنی من مانی کارروائی کرتے ہیں۔ اور کئی اس قرآن کے فرمودہ پر اعتقاد نہ رکھکر دہرماتما بھی ہوتے ہیں +

مدقق تناسخ چونکہ باطل ہے اس لئے دنیا وی رنج و راحت کسی نیک یا بد کام کے عوض میں نہیں نیکی بدی کا اصلی عوض دوسری زندگی پر ہے۔ جیسے آپ پرلوک کہتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم نہایت سرکشی کرے اور اپنے فرائض کو پورا نہ کرے تو خدا اُس سے وہ نعمت چھین لیتا ہے غور سے **سنو!** اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے اعمال نہیں بدلتے)

(۴۸) اور سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض سے کہہ وہ ناپاکی ہے پس کنارہ کرو عورتوں کو بیچ حیض کے اور مت نزدیک جاؤ اُن کے۔ یہاں تک کہ پاک ہوں پس جب نہا لیں پس جاؤ اُن کے پاس اُس جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ نے بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح چاہو۔ تم کو اللہ لغو قسم میں نہیں پکڑتا (آیت ۲۱۶-۲۱۸)

محقق ایام حیض میں مجامعت نہ کرنیکا حکم تو اچھا ہے۔ لیکن عورت کو کھیت

سے مشابہت دینا اور یہ کہنا کہ جس طرح چاہو۔ اُنکے پاس جاؤ۔ انسان کی شہوت بھڑکانے کا موجب ہے اگر خدا لغو قسم پر نہیں پکڑتا تو سب جھوٹ بولینگے۔ قسم توڑینگے اس سے خدا جھوٹ کا اجرا کرنے والا ہوجائیگا +

مدقق } کیسا مورکھ (بیوقوف) ہے وہ منش (آدمی) جو اپنا گھر شیشوں کا بنا کر دوسروں پر پتھر برساتا ہے سماجیو! سوامی جی کیسے پکش پاتی متعصب ہیں۔ کہ جس قسم کا استعارہ وہ خود بولتے ہیں۔ اُسی قسم کے استعارے والا کلام اگر قرآن میں اُن کو نظر آجاتا ہے تو فوراً معترض ہوتے ہیں **سنو!** اور غور سے سنو!

"عورت مرد کو دھیان رکھنا چاہیے کہ ویرج (نطفہ) کو بے بہا سمجھیں جو کوئی اس بیش قیمت چیز (نطفہ) کو بیگانی عورت۔ رنڈی یا بُرے مردوں کی صحبت میں کھوتے ہیں۔ وے بڑے بے عقل ہوتے ہیں کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہو کر بھی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوائے اور کہیں بیج نہیں بوتے جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے۔ تو جو شخص کہ اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو بُرے کھیت میں کھوتا ہے وہ بھاری بیوقوف کہاتا ہے کیونکہ اُس کا پھل اُس کو نہیں ملتا" (ستیارتھ صفحہ ۱۵۶)

بتلائیے! اس عبارت میں کھیت کس کو کہا ہے اور درخت کس کو؟ کیوں جی! سچ ہے، ناپاک باطنوں کو علم نہیں ہوتا (بھومکا صفحہ ۵۲)

ہاں اب یاد آیا کہ سوامی جی اس فقرہ پر "جاؤ اپنے کھیت میں جس طرح چاہو"۔ کیوں ناراض ہیں۔ پنڈت جی نے تو عورت کو کھیتی اس درجہ تک کہا تھا کہ اگر مرد کے نطفہ میں کمزوری ہو۔ تو دوسرے سے اولاد لیکر خاوند کی وارث کرسکتی ہے چنانچہ آپ کہتے ہیں:

"خاوند کی وفات وغیرہ سے جدائی ظہور میں آنے پر خواہ نامردی وغیرہ دائمی امراض کی صورت میں عورت کا یا مرد کا بوقت مصیبت اپنے درن (قوم) یا اپنے سے اعلیٰ درن کی عورت یا مرد سے جو اولاد کا حاصل کرنا ہے وہ **نیوگ** کہلاتا ہے" (ستیارتھ)

اور سنیئے! کان کھول کر سنیئے!! دل لگا کر سُنیئے!!! سوامی جی ویدوں کا پرمان سُناتے ہیں۔

سوال۔ نیوگ مرے پیچھے ہی ہوتا ہے یا خاوند کے جیتے جی؟

جواب جیتے جی بھی ہوتا ہے۔ جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے **نیک بخت** اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر (**سماجیو! عمل کرو تو جانیں**) کیونکہ اب مجھ سے اولاد نہیں ہو سکیگی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے۔ لیکن اُس بیاہے مہاشہ خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۴)

قرآن شریف نے بڑا غضب کیا کہ سوامی جی کی اس ترقی کو روک کر صرف خاوندوں کو اُنکے کھیتوں میں جانے کی اجازت بخشی ہے اور یہی بڑا گناہ ہے ؎

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں ✦ اُن میں دو وصف ہیں یہ خود بھی ہیں خود کام بھی ہیں

لغو قسم اُس کو کہتے ہیں کہ کسی گزشتہ زمانہ کی بابت اپنے خیال میں درست سمجھ کر قسم کھائے حالانکہ وہ غلط ہو یا سبقت لسانی سے منہ سے نکلجائے پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایسی قسموں پر جو غلطی سے زمانہ ماضی کے وقوعہ پر کھاؤ یا سبقت لسانی سے تمہارے منہ سے نکل جائیں مواخذہ نہیں یعنی ایسی قسموں پر وہ کفارہ نہیں جو قسم کے توڑنے کی صورت میں تم پر ہے۔ دس مسکینوں کو کھانا دینا یا تین روزے رکھنے یا غلام آزاد کرنا۔ تبلائیے! کیا اعتراض ہے مگر پنڈت جی نے کیا ہی سچ کہا ہے:۔

"بہت سے ایسے ضدی اور متعصب ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں۔ خصوصاً مذہب والے لوگ کیونکہ مذہب کے پاس خاطر سے اُن کی عقل تاریکی میں پھنسکر زائل ہو جاتی ہے۔" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ)

۹ سہ کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو اچھا پس دگنا کرے اسکو واسطے اُسکو (آیت ۲۴۹)

محقق بھلا خدا کو قرض لینے سے کیا ہے کیا جس نے ساری خلقت کو بنایا۔ وہ انسان سے قرض لیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا تو بلا سمجھے کہا جا سکتا ہے۔ کیا اُس کا خزانہ خالی ہو گیا تھا؟ کیا اُس کو ہنڈوی پرچہ سوداگری وغیرہ میں مصروف ہونے سے

خسارہ پڑ گیا تھا جو قرض لینے لگا؟ اور ایک کا دو دو دینا قبول کرتا ہے کیا یہ ساہوکاروں کا کام ہے ایسا کام تو دوالیوں یا فضول خرچوں اور کم آمدنی والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ خدا کو نہیں

مدقق: سوامی جی کا یہ بیان بالکل سچ ہے:-

"انسان کو کامل علم کے لیے اچھی تحصیل کرنی چاہیے۔ کہ اس منتر (یا آیت) کا مطلب کیا ہوگا؟ صرف منتر (یا آیت) سنکر محض دلیل (اپنی اٹکل) سے منتروں (یا آیتوں) کے معنے بیان کر دینا کافی نہیں۔ جب تک انسان مقدم و مؤخر کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نہ کر لے اور منتروں (یا آیتوں) کے معنوں کو اچھی طرح صاف نہ کر لیوے اور اپنے ہم جنسوں میں بلحاظ مہارت علوم قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ کا عالم نہ ہو جاوے تب تک وہ اچھی طرح غور و فکر کے ساتھ عمدہ دلیل سے وید (یا قرآن) کے معنی نہیں کر سکتا۔"

(بھومکا صفحہ ۲۰۵ ملخصاً)

یہ بھی سچ ہے:-

"بعض ہندی لوگ خلاف منشاء متکلم کے تاویل کرتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش)

پس اگر متکلم کے منشاء کے مطابق آگے پیچھے کو ملا کر معنے کرنے صحیح ہیں تو سنیے! اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ (خدا ہی جسے چاہے رزق فراخ کرتا ہے اور جسے چاہے تنگ کرتا ہے) یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آیت زیر بحث میں قرض سے وہ قرض مراد نہیں جو تنگدستی میں لوگ ایک دوسرے سے لیا کرتے ہیں بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خداوند تم کو ترغیب دیتا ہے کہ تم نیکی کے کاموں میں اپنے خرچوں کو ضائع نہ سمجھو بلکہ یہ سمجھو کہ ہم اللہ کو قرض دیتے ہیں۔ جو اُس کا عوض کئی درجے بڑھ کر ہم کو عنایت کریگا۔ میری اس توجیہ پر آپ بھومکا میں دستخط کر چکے ہیں۔ جہاں لکھتے ہیں:-

"جہاں معنے میں غیر امکان پایا جاتا ہے۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے مثلاً کوئی راست گو عالم کسی سے یہ کہے کہ مچان (ہرن کا چبوترہ) بولتے ہیں۔ یہاں یہ مراد بھی جائیگی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں" (صفحہ ۱۰)

پس جب قرآن شریف نے خود ہی بتلا دیا کہ خدا سب کا داتا ہے وہی مالک ہے۔ وہی خالق

ہے۔ تو قرآن کے اصلی معنے سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ پھر آپ کا اُن پر اعتراض کرنا اپنے ہی قول کی تصدیق نہیں ؟ کہ ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا " (دیکھو جیوسماچار ۶۰ے)۔

(۴۳) اُن میں سے کوئی ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا جو اللہ چاہتا ہو نہ لڑتے جو چاہتا ہے اللہ کرتا ہے۔ (آیت ۱۴۴)

محقق کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں وہ خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں کیا وہ ادھرم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ اگر ایسی بات ہو تو وہ خدا ہی نہیں کیونکہ نیک آدمیوں کا یہ کام نہیں کہ صلح توڑ کر لڑائی کرا دیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن نہ خدا کا بنایا اور نہ کسی دیندار عالم کا بنایا ہوا ہے +

مدقق سوامی جی! ہر ایک بات پر غور و فکر کرنا شرط ہے آپ نے رضا اور **مشیت** میں فرق نہیں کیا۔ جو کچھ دُنیا میں ہوتا ہے خدا کی **مشیت** (ارادہ) سے ہوتا ہے۔ مشیت اُس کے قانون کا نام ہے۔ بسا اوقات شاہی قانون پر عمل کرنے سے رضا حاصل نہیں ہوتی۔ کیا آج کل ممالک مغربی و شمالی کے مسلمانوں کا اردو ڈیفنس میں کانفرنس کرنا میموریل پر میموریل دینا شاہی قانون کے مطابق نہیں؟ جس کے یہ معنی ہیں لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کے منشاء سے ہیں یعنی گورنمنٹ کے قانون کے مطابق ہیں مگر جہاں تک ہمیں قرائن سے معلوم ہے لفٹنٹ گورنر ممالک مذکورہ کی رضا اس میں نہیں یہ **ایک مثال انسانی مشیت اور رضا** کی ہے +

اب **سنیئے** خدائی قانون۔ ایک ظالم کسی مظلوم پر حملہ کر کے تمام مال و اسباب چھین لیتا ہے۔ کئی طرح کے ظلم کرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ قانون خداوندی کے مطابق وہ فعل ہوتا ہے یعنی خدائی قانون ہے کہ زبردست کمزور کو دبا سکیگا۔ خواہ وہ حق پر ہو۔ یا ناحق پر۔ پس کسی طاقتور کا کسی کمزور پر حملہ کر کے اُس پر ظلم و ستم کرنا مطابق قانونِ خدا تو ہے۔ مگر کیا اس میں رضا خدا بھی ہے؟ **سماجیو! سوچکر جواب دینا** +

پس آپ اس مختصر تحریر پر غور کریں اور آئندہ کو خدائی مشیت اور رضا میں فرق سمجھا کریں بس اس فقرہ کی کہ:- "کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں"

یوں تسلیم کیجئے "جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں خدا ہی کی مشیت سے ہوتی ہے" جسکا جواب ہم دینگے "ہاں" کیونکہ بدوں مشیت خداوندی کچھ نہیں ہو سکتا۔ "وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ" کے بھی یہی معنے ہیں۔ قرآن کی آیت زیر بحث میں بھی یَشَاءُ کا لفظ ہے جسکا دھاتو (مصدر) مشیت ہے۔ ورتمان کال (مضارع) یَشَاءُ۔ فقرہ "جو چاہتا ہے اللہ کرتا ہے" کے بھی یہی معنے ہیں کہ جو اس کا قانون مخلوق کے متعلق ہے اُسی کے مطابق کرتا ہے۔ جو ایک طرح سے آپکی تائید تھی کیونکہ آپ بھی سرشٹی نیم (اخلاف فطرت) کو محال جانتے ہیں مگر چونکہ آپ اعتراضات کے شوق میں مست ہیں۔ اس لئے اپنی تائید کی بھی تردید کر نے بیٹھ گئے کیونکہ بقول آپکے "ہٹ دھرمی لوگ تاریکی میں پھنسکر عقل زائل کر لیتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ ص)

(۴۹) جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اُسکے لئے ہے چاہئے اُسکی کرسی نے آسمان اور زمین کو سما لیا ہے (آیت ۲۵۰)

محقق جو آسمان زمین پر چیزیں ہیں وے سب انسانوں کیواسطے خدا نے پیدا کی ہیں۔ اپنے واسطے نہیں کیونکہ اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جب اُسکی کرسی ہے تو وہ محدود المکان ہوا جو محدود المکان ہے وہ خدا نہیں کہاتا۔ کیونکہ خدا تو ویاپک اور محیط کل ہے ✦

مدقق مہاراج دھن مہاراج پنڈت جی بیچارے بھی معذور ہیں۔ عربی سے واقف نہیں اردو فارسی سے آشنا نہیں خدا معلوم اس بے علمی سے آپنے کیا کیا دھوکے کھائے ہونگے بھومکا صفحہ ۲۸ کی عبارت کئی دفعہ ہم نقل کر چکے ہیں جس میں آپ خود بھی قائل ہیں جبتک عبارت تامہ نہ ہو۔ کلام کے معنے نہیں سمجھے جاتے سنئے! آیت زیر بحث یوں ہے:۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ عربی میں لام ملک کیلئے آتا ہے چنانچہ کہا کرتے ہیں۔ ھذا المال لزید (یہ مال زید کی ملک ہے) پس آیت کے معنی صاف ہیں "اُسی کا ہے جو کچھ آسمان

"لئے چاہئے" کا لفظ نقل کر کے پنڈت جی نے ہماری دعوی کی تصدیق کر دی کہ آپ سمجھ اور دیانت سے کام نہ لیتے تھے ناظرین مترجم قرآن کو دیکھیں تو یہ "چاہئے" کا لفظ انکو بتلائیگا۔ پھر ہماری تصدیق سے ہمیں اطلاع دینا ✦

اور زمین میں ہے" چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب نے بعینہٖ یہی ترجمہ کیا ہے (دیکھو ترجمہ کرو) کرسی کے معنی بھی آپ نے نہیں سمجھے سنیئے! شاہ ولی اللہ صاحب کا فارسی ترجمہ "فراگرفتہ است بادشاہی او آسمانہا و زمین را" آج معلوم ہوا کہ شاہ صاحب موصوف نے ایسے صحیح لفظوں میں کیوں ایسا ترجمہ کیا صرف آپکے سمجھانے کو۔

ہم ان پرمیشور کے محیط کل ہونے کے معنے ذرہ آپکے لفظوں میں بیان کرکے تھوڑا سا پرشن (سوال) کرنے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے ؎

آپ ستیارتھ پرکاش میں ایشور کے جنم (تولد) نہ لینے کی دلیل لکھتے ہیں بکہ "اگر کوئی شخص اس لاانتہا اکاش (جو یا آسمان) کو کہے کہ حمل میں سما گیا یا مٹھی میں کھ لیا گیا تو ایسا قول کبھی سچ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اکاش غیر متناہی اور محیط کل ہے اسیواسطے اکاش نہ باہر آتا ہے اور نہ اندر جاتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور غیر متناہی اور محیط کل ہونیکی وجہ سے اُس کا آنا جانا کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کسی کا جانا اور آنا اُس جگہ ہو سکتا ہے جہاں وہ نہ ہو۔ کیا پرمیشور رحم میں نہیں تھا جو اندر سے نکلا؟ ایشور کے بارے میں ایسی بات علم سے بے بہرہ لوگوں کے سوائے اور کون کہہ اور مان سکتا ہے"؟ (ستیارتھ صفحہ ۲۴۹)

اِن معنی سے جو محیط کل کا ترجمہ پنڈت جی نے کیا ہے (اگر ہماری سمجھ غلط نہ ہو) تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سوامی جی پرمیشور کو ایسا جانتے ہیں کہ جیسے پانی میں کھانڈ ہوتی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ دور نہیں کہ اُن کے خیال میں پرمیشور بھی متکمم (لمبائی۔ چوڑائی۔ گہرائی والا) ہے۔ پس جو چیز لمبائی چوڑائی والی ہوگی۔ وہ قابل انفصال بھی ہوگی اور یہ تو پنڈت جی بھی مانتے ہیں کہ قابل انفصال ایک وقت سے شروع ہوکر ایک وقت میں فنا ہو جایا کرتی ہے۔ (مفصل تقریر نمبر ۱۶ میں دیکھو اور نتیجہ پاؤ)

دوسرا سوال یہ ہے کہ سوامی جی کی اس تقریر کے مطابق خدا محدود اور متناہی ہو جائیگا اس لئے کہ مخلوق خواہ کتنی ہی ہماری گنتی میں ان گنت ہو تاہم واقع میں ان گنت نہیں کیونکہ اس میں شک نہیں کہ موجودہ دنیا کا آغاز تو ضرور ہے اور پنڈت جی بھی اسکا شروع مانتے ہیں (ستیارتھ صفحہ ۲۸۷)۔ ہم تو اس کے سلسلہ کے لئے بھی نمبر ۶ میں آغاز ثابت کر آئے ہیں)

پس فرض رہے کہ ایک وقت سے اُسکا ابتدا ہو اور یہ تو بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ پرمیشور نے ابتدا میں جو چیزیں پیدا کی تھیں وہ بھی محدود تھیں۔ اُن پر ہر روز اور ہر گھڑی محدود ہی بڑھتی چلی آئیں۔ محدود پر محدود بڑھنے سے محدود ہی رہیگا۔ آخر آجتک وہ سب کی سب محدود ہی ہیں گو وہ ایسے درجہ تک پہنچگئی ہوں کہ بندوں کا حساب اُس تک نہ پہنچ سکتا ہو۔ مگر اس سے وہ واقعی غیر محدود اور غیر متناہی نہیں ہو سکتیں پس جب یہ کل دنیا ایک حد تک محدود ہے گو اُس کی حد کو ہم نہ جانیں۔ تو پرمیشور بھی اُس کی تحدید سے محدود ہوگا کون نہیں جانتا کہ پانی جب گلاس میں محدود ہے تو کھانڈ بھی محدود ہوگی۔ پس تو کیا آپ پرمیشور کو محدود اور متناہی مانیں یا آپ اس دعوے کو کہ پرمیشور غیر متناہی ہے؟ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۵) واپس لیں۔

سائنس سے پہلے **جھنڈا گاڑنے والے سماجیو!** ان دلائل کو سوچ کر جواب دو یا قبول کرو۔

(۲۴) اللہ آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے بس تو مغرب سے لے آ۔ بس جو کافر حیران ہوا تھا۔ تحقیق اللہ گنہگاروں کو راہ نہیں دکھلاتا۔ (آیت ۲۵۴)

محقق دیکھو یہ لاعلمی کی بات ہے آفتاب نہ مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق کبھی آتا جاتا ہے وہ اپنی محور میں گردش کرتا رہتا ہے۔ اس سے تحقیق جانا جاتا ہے کہ قرآن کے مصنف کو علم ہیئت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھا۔ اگر گنہگاروں کو راہ نہیں بتلاتا۔ تو پرہیزگاروں کے لئے بھی مسلمانوں کے خدا کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ دھرماتما تو دھرم کی راہ میں ہوتے ہی ہیں جو گمراہ ہیں۔ اُن کو راستہ بتلانا چاہئے۔ اس لئے اس فرض کا ادا نہ کرنا قرآن کے مصنف کی بڑی غلطی ہے۔

مدقق **سچ ہے** ؎ نہ محقق بود نہ دانشمند + چارپایہ بر وکتابے چند۔ مشرق اور مغرب سے مراد اُس مقام کا مشرق اور مغرب ہے جہاں پر حضرت ابراہیمؑ تھے جن کا یہ کلام ہے اگر کوئی کنارہ دُنیا کا مشرق مغرب نہیں تو آپ کی جغرافیہ دانی معلوم اگر ہم زمین کی حرکت کے قائل ہوں اور سورج کو اپنے محور پر متحرک سمجھیں تو بھی مشرق مغرب

جو دیکھنے میں آتا ہے اس کے مطابق ہر ایک شخص خصوصاً ایسے احمق کے سامنے جو خود ہی خدا بنتا ہو۔ جیسا حضرت ابراہیم کا مخاطب نمرود تھا۔ جس کے جواب میں اُنہوں نے یہ فقرہ کہا تھا۔ ایسے مشاہدہ سے دلیل لائی جا سکتی ہے۔ سوامی جی کی بلا کو غرض ہے کہ آگے پیچھے کو دیکھیں اور غور کریں۔ اُنہیں تو فقرہ مذکورہ بھوکا صفحہ ۲۰ کی تصدیق منظور ہے کہ "جلد بازوں کو علم نہیں ہوتا"

سوامی جی! ہدایت دو قسم پر ہے ایک ہدایت تو وہ ہے جسے راہ نمائی کہتے ہیں یہ تو سب بندوں کو برابر ملتی ہے۔ ایک ہدایت وہ ہے جسے توفیق خیر کہتے ہیں یہ خاص برگزیدوں کا حصہ ہے۔ اس مضمون کو آپ نے بھی ستیارتھ پرکاش کے کئی ایک مواقع میں ادا کیا ہے۔ ایک موقع کے الفاظ یہ ہیں:۔

"جب آتما من (جی) کو اور من حواس کو کسی شئے محسوسہ میں لگاتا ہے یا جس لمحہ میں آتما چوری وغیرہ بُری یا رفاہ عام وغیرہ اچھے کام کرنا شروع کرتا ہے تو جیو کی خواہش اور علم وغیرہ چونکہ اُس وقت اُسی خواہش کی ہوئی چیز کیطرف جھک جاتے ہیں۔ اس لئے اُس لمحہ میں جو آتما کے اندر بُرے کام کے کرنے میں خوف تامل اور شرم اور اچھے کاموں کے کرنے میں بے خوفی عدم تامل خوشی اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے وہ جیو آتما کی طرف سے نہیں بلکہ پرماتما (خدا) کی طرف سے ہے" (ستیارتھ صفحہ ۲۲۳)

اور سُنیئے!

"جو پاپ کرنے کی خواہش کے وقت شک اور شرم پیدا ہوتی ہے وہ انتریامی پرماتما (خدا) کی طرف سے ہے" (ستیارتھ صفحہ ۵۵)

پس ایک وقت انسان کی بدکاری کا وہ آتا ہے کہ یہ شک اور خوف گناہوں پر اُس کو نہیں رہتا۔ اور وہ بے کھٹکے گناہ کرتا ہے۔ بلکہ اپنے افعال قبیحہ کو اچھا جانتا ہے۔ اسی مضمون کو آپنے بھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بودھوں کی گمراہی کے سبب بیان کرتے ہوئے یوں ادا کیا ہے:۔

"اُنہوں (بودھوں) نے کس درجہ اودیا (جہالت) میں ترقی کی ہے۔ جس کی نظیر اُن کے

سو اد دسری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنیکا اُن کو یہی نتیجہ ملا ہے۔" (ستیارتھ صفحہ ۱۹۸)

سُنو! قرآن انسان کی فطرت بتلاتا ہے۔ "وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ" (یاد رکھو کہ ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ آدمی کے دل میں پردہ ہوجاتا ہے یعنی سمجھ کو روک دیتا ہے)

سوامی جی یہی وہ سورت ہے جو آپ بھومکا صفحہ ۲۵ میں (جس کی عبارت ہم نے کئی دفعہ نقل کی ہے) لکھ چکے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے: "دیگراں را نصیحت وخود را فضیحت"

(۳۴) کہا چار جانوروں سے لے اُن کی صورت پہچان رکھ۔ پھر ہر پہاڑ پر اُن میں سے ایک ایک ٹکڑہ رکھدے۔ پھر اُن کو بلا دوڑتے تیرے پاس چلے آوینگے (آیت ۲۵۶)

محقق واہ واہ دیکھو جی مسلمانوں کا خدا شعبدہ بازوں کی طرح کھیل کررہا ہے۔ کیا ایسی ہی باتوں سے خدا کی خدائی ظاہر ہوتی ہے۔ عقلمند لوگ ایسے خدا کو خیر باد کہہ کر کنارہ کشی کرینگے اور جاہل لوگ پھنسینگے۔ اس سے بھلائی کے عوض بُرائی اُس کے پلے پڑیگی۔

مدقق اس آیت کے الفاظ یہ ہیں۔ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا۔

اس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ چار جانور لیکر۔ اُن کو اپنے ساتھ ہلا دو تم اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر رکھو۔" مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو خدا کی طرف سے کہا گیا تھا کہ تم چار جانور لیکر اپنے ساتھ ہلاؤ۔ پھر اُن کو پہاڑ پر رکھ کر اپنی طرف بلاؤ۔ چونکہ وہ تم سے ہلے ہونگے اسلئے تمہارے بلانے پر تمہارے پاس فوراً آئینگے۔ اس سے تم سمجھنا کہ خدا مردوں کو زندہ کرسکتا ہے کیونکہ یہ وحشی جانور چند روزہ تمہاری موانست سے ایسے مانوس ہوگئے ہیں کہ تمہارے بلانے پر تمہارے پاس آئینگے۔ مخلوق تو ساری خدا سے فطرتی طور پر مانوس ہے پھر کیا تعجب ہے کہ خدا کے بلانے پر وہ اس کے حکم کی تعمیل کریں۔ بلکہ نہ کریں تو تعجب ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن شریف کے اصلی الفاظ کے ترجمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا جو ہوتا ہے وہ الگ باتوں پر ہوتا ہے۔ جس کے ہم پابند نہیں۔

(۴۴) جس کو چاہے حکمت دیتا ہے (آئت ۲۴۷)

محقق اگر جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے تو جس کو نہیں چاہتا حکمت نہیں دیتا ہوگا یہ خدا کی بات نہیں۔ بلکہ جو طرفداری چھوڑ کر سب کو حکمت کی ہدایت کرتا ہے وہی خدا اور سچا واعظ ہو سکتا ہے دوسرا نہیں۔

مدقق اس فقرہ کا جواب نمبر ۴۲ میں اور اس سے پہلے کئی دفعہ آچکا ہے پنڈت جی کو نمبر شماری کا شوق چرا جاتا ہے علاوہ اس کے مشیئت (منشار) کے معنے نمبر ۴ میں ہم تبلا آئے ہیں +

(۴۵) وہ کہ جس کو چاہیگا۔ معاف کریگا جس کو چاہے عذاب دیگا۔ کیونکہ وہ سب چیز پر قادر ہے (آئت ۲۸۰)

محقق کیا بخشش کے مستحق کو نہ بخشنا اور غیر مستحق کو بخشنا غیر منصف بادشاہ کا سا کام نہیں ہے؛ اگر خدا جس کو چاہتا ہے گنہگار یا دھرماتما بناتا ہے۔ تو روح کو گناہ و ثواب کرنے والا نہ کہنا چاہیئے۔ جب خدا نے اُس کو ویسا ہی کیا۔ تو انسان کو تکلیف و راحت بھی نہ ہونی چاہیئے۔ جیسے سپہ سالار کے حکم سے کسی نوکر نے کسی کو مارا تو اُس کا ثمرہ حاصل کرنے والا وہ نہیں ہوتا ویسے ہی وے بھی نہیں ہیں۔

مدقق بھولے سوامی! یہ کس لفظ کا مطلب ہے کہ مستحق کو خدا نہ بخشیگا۔ اور غیر مستحق کو بخشیگا۔ مشیئت دعا تو (مصدر) کے معنے جس سے یشاءُ درت ان کال (مضارع) بنا ہے۔ نمبر ۴ میں ہم تبلا آئے ہیں۔ علاوہ اُس کے اُس سے پہلے بھی ایک مواقع میں اُس کا ذکر ہے۔ پس آئت کے معنی صاف ہیں۔ کہ جو لوگ اُس کی بخشش کے قانون کے پابند رہے ہونگے۔ یعنی مستحق ہونگے۔ اُن کو بخشیگا اور جو نہیں رہے ہونگے اُن کو نہیں بخشیگا۔

تصدیق کو علم نہاں (دیکھو صفحہ ۵ دیکھو)

(۴۶) سورۃ آل عمران (۳) کہ اس سے اچھی اور کیا پرہیزگاروں کو خبر دوں کہ اللہ کی

۱؎ نہیں معلوم یہ لفظ کس آئت سے نقل کیا ہے گویا پہلی دفعہ نہیں ہے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

طرف سے بہشتیں ہیں جن میں نہریں چلتی ہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہنے والی پاک بیبیاں ہیں۔ اللہ کی خوشی سے اللہ اُن کو دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے (آیت نمبر ۱۲)

محقق بھلا یہ بہشت ہے یا طوائف خانہ؟ اس کو خدا کہنا یا سترین (عورتوں کا دلدادہ) کیا کوئی بھی عقلمند ایسی باتیں جس میں ہوں اُس کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب مان سکتا ہے؟ خدا طرفداری کیوں کرتا ہے؟ جو بیبیاں بہشت میں ہمیشہ سے رہتی ہیں۔ کیا وے یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں۔ یا وہیں پیدا ہوئی ہیں۔ اگر یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں اور قیامت کی رات میں سب کا انصاف ہوگا۔ اس عہد کو کیوں توڑا؟ اگر وہیں پیدا ہوئی ہیں تو قیامت تک وے کیونکر گزارہ کرتی ہیں؟ اگر اُن کے واسطے آدمی بھی ہیں۔ یہاں سے بہشت میں جاتے مسلمانوں کو خدا بیبیاں کہاں سے دیگا؟ اور جیسے بی بیاں بہشت میں ہمیشہ رہنے والی بنائیں ویسے مرد علی کو وہاں ہمیشہ رہنے والے کیوں نہیں بنایا؟ اس واسطے مسلمانوں کا خدا بھی بے انصاف اور بے سمجھ ہے۔

مدقق سوامی جی کا ترجمہ یوں تو تمام و کمال نور ہوتا ہے مگر اس فقرے کے لفظوں نے تو ثابت کر دیا کہ سوامی جی کا یہ مان واقعی سونے سے لکھنے کے قابل ہے کہ "ہٹ دھرمی کی عقل پر پتھر" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۲) اللہ اللہ جس شخص کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مبتدا اور خبر میں تمیز کر سکے۔ معمولی اُردو اور اُردو سے ناگری کیا ہوا ترجمہ بھی صاف نقل نہیں ہو سکتا۔ تو ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسے علم و عقل کے مہاتما نے کہاں تک قرآن شریف پر جس کو ہزارہا ودوان (اہل علم) الہامی کتاب مانتے اور راہ نجات جانتے ہیں غور و فکر کی ہوگی۔ ہم ہر فقرہ پر یہ شکایت کرتے تو ایسی شکایت ہی سے کتاب بنجاتی۔ ناظرین خصوصاً ہمارے سماجی دوست اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے ذرا اپنے سوامی کا ترجمہ منقولہ خصوصاً جہاں جہاں ہم نے ترجمہ کی نقل پر اعتراض کئے ہیں، مترجم قرآنوں سے مقابلہ کریں +

لہ یہ لفظ سوامی جی کو کسی ہندو استری نے ایسا سکھایا ہے کہ کیا مجال بھولیں +

نقرہ نمبر ۷۲ میں بھی سوامی جی نے یہی اعتراض کیا ہے۔ پنڈت جی کو اعتراضات بڑھانے کا ایسا شوق چرایا ہوا ہے کہ ایک ہی اعتراض کو کئی ایک مواقع پر کر کے سور کھوں میں نمبر شماری کراتے ہیں۔ قرآن شریف کا مطلب کسی عالم سے پوچھ لیا ہوتا؛ قرآن میں اہل بہشت کے لئے بیبیوں کا ہونا بیشک مذکور ہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پر سوامی جی کو کیا سوال ہے؟ اگر خدا کسی نیک آدمی کی نیک بیوی کو بہشت میں اُس کے ساتھ ہی جگہ دے تو کیا قباحت ہے؟ ہاں جو نیک مرد بے نکاح مرینگے اُن کا ملاپ اُن عورتوں سے ہوگا۔ جو ویسی ہی نیک اعمال میں بے نکاح مرینگی یا خدا اُن کے لئے بہشت میں اُن کے مناسب عورتیں پیدا کر دیگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اگر اہل بہشت مردوں کو ایک عورت سے زیادہ کی خواہش ہوگی تو اور عورت وہاں کی پیدائش سے اُس کو مل جائیگی۔ پنڈت جی نے چونکہ تمام عمر خلافِ قانونِ قدرت تجرد میں گزاری ہے۔ اس لئے وہ جب سنتے ہیں کہ اہل بہشت کو بیویاں ملینگی تو وہ حیران ہوتے ہیں کہ میں تو باوجود اینہمہ جد و جہد دنیا میں بھی بے نصیب رہا۔ مسلمان اِس لوک (دنیا) کے علاوہ پرلوک (آخری زندگی) میں بھی کامیاب ہو گئے جاتے ہیں۔ مگر یہ قصور کس کا؟

باقی جواب نمبر ۹ میں ملاحظہ ہو +

(۷۴) تحقیق اللہ کی طرف سے دین اسلام ہے (آیت ۱۶)

محقق کیا اللہ مسلمانوں ہی کا ہے اوروں کا نہیں؟ کیا تیرہ سو برسوں سے پہلے خدا کا مذہب تھا ہی نہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں بلکہ کسی متعصب کا بنایا ہوا ہے +

مصدق ایک شخص نے ایک طوطے کی پرورش کی اور اُسے "**دریں چہ شک**" کا لفظ اب ضبط کرایا کہ ہر ایک بات کے جواب میں طوطا "**دریں چہ شک**" بیساختہ کہہ دیتا۔ آخر ایک دفعہ مالک اُس کا بازار میں بیچنے کو لے گیا اور خریدار کے پوچھنے پر سو روپیہ مول کیا۔ خریدار کی تکرار پر مالک نے کہا کہ طوطا جی مہاراج سے پوچھ لو۔ طوطا رام جی جھٹ بول اُٹھے کہ "**دریں چہ شک**" خریدار نے سمجھا کہ ایسا

طوطا کہاں سے ملیگا؟ کہ فارسی میں ہر بات کا جواب دیتا ہے؛ ٹھیک اسی طرح پنڈت جی کو یہ لفظ ضبط ہے کہ "مسلمانوں ہی کا خدا ہے۔ اوروں کا نہیں" مگر جب اپنے پر گذرتی ہے تو صاف کہہ جاتے ہیں کہ "وید کا منکر ناستک (دہریہ ملحد) ہے" (ستیارتھ ۳۲۴) اور

اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو یہی جواب دینا چاہیے کہ ہمارا

اعتقاد وید ہے (ستیارتھ پرکاش ۲۰۱)

تیرہ سو برسوں سے پہلے کا جواب منبر ۱ میں ملاحظہ ہو +

(۲۰۴) ہر ایک روح کو پورا دیا جاویگا۔ جو اس نے کمایا اور وے نہ ظلم کئے جاویںگے۔ کہہ یا اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے جس کو چاہے دیتا ہے۔ جس سے چاہے چھینتا ہے۔ جس کو چاہے عزت دیتا ہے۔ جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔ سب کچھ تیرے ہی ہاتھ میں ہے ہر ایک چیز پر تو ہی قادر ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں بھاتا ہے اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور جس کو چاہے بیشمار رزق دیتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کو دوست نہ بناویں سوائے مسلمانوں کے۔ جو کوئی یہ کرے پس وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ کہہ جو تم چاہتے ہو۔ اللہ کو تو پیروی کرو میری۔ اللہ چاہیگا تم کو اور تمہارے گناہ معاف کریگا۔ تحقیق بخشنے والا مہربان ہے (آئت ۱۸، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷)۔

محقق جب ہر روح کو اعمال کا پورا پورا اجرہ دیا جاویگا تو گناہ معاف نہیں ہو سکینگے اور اگر معاف ہونگے تو پورا اجرہ نہیں دیا جاویگا۔ اور بے انصافی ہوگی۔ اگر بلا نیک اعمال کے سلطنت دیگا۔ تو بھی غیر منصف ہو جائیگا۔ بھلا زندہ سے مُردہ اور مُردہ سے زندہ کبھی ہو سکتا ہے۔ خدا کا انتظام مکمل اور لازوال ہے۔ کبھی اس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا؛ اب دیکھیے تعصب کی باتیں جو دین اسلام میں نہیں ہیں؛ اُن کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ غیر مذہب کے نکوکاروں سے بھی دوستی نہ رکھنا اور بد مسلمانوں سے دوستی رکھنے کی تعلیم دینا خدا کے شایاں نہیں۔ اس لئے یہ قرآن اور قرآن کا

خدا اور مسلمان لوگ محض تعصب جہالت سے پُر ہیں۔ اور مسلمان لوگ تاریکی میں ہیں اور دیکھئے محمد صاحب کی لیلا کہ اگر تم میری طرف ہو گے تو خدا تمہاری طرف ہو گا اگر تم تعصب سے گناہ کرو گے تو اُسکی معافی بھی کریگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہو کہ محمد صاحب کی نیت صاف نہیں تھی اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب نے اپنی مطلب براری کے لئے قرآن بنایا ہے +

مدقق "کیسے ہٹے دھرمی ہیں کہ وہ لوگ جو مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو کھو بیٹھتے ہیں۔" (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ) ہر ایک کام کا پورا بدلہ دہی ہوتا ہے جو حاکم نے مقرر کیا ہو۔ پس جن گنہگاروں کے نیک اعمال زیادہ اور بد اعمال کم ہونگے اُن کا بدلہ یہی ہے کہ وہ نجات یاب ہوں **غور سے سنو!**

اَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ فَہُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ

اور جن کے گناہ نیکیوں سے بڑھکر ہونگے اُن کی سزا جہنم ہے **سنو!**

اَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ

پھر یہ بھی قانون مقرر ہے کہ ایسے گناہگاروں میں سے جو جہنم کے قابل ہونگے اگر کوئی گناہگار خدا سے باغی یعنے مشرک نہیں تو کسی قدر سزا دے کر اُن کو بھی نجات ملیگی **غور سے پڑھو!**

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ

پس آپکے پہلے حصّہ کا جواب آگیا۔ زندوں سے مُردے اور مُردوں سے زندے ہر روز نکلتے ہم خود دیکھ رہے ہیں۔ کیا جن کو چتا پر رکھ کر جلاتے ہو۔ وہ تم زندوں میں سے نہیں تھے؟ اور جو روزمرہ پیدا ہوتے ہیں وہ پہلے مردہ (بیجان منی) نہیں ہوتے؟ دیکھئے **قرآن شریف** اپنی تفسیر آپ کرتا ہے +

۱ جن کے نیک اعمال زیادہ ہونگے وہ نجات پا جاوینگے +

۲ جن کے نیک اعمال کم ہونگے وہ جہنم میں جائینگے +

۳ خدا مشرک کے سوا جس کو چاہیگا (بعد کسی قدر سزا کے) بخشدیگا +

کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَکُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡیَاکُمۡ

سچ ہے ہ۔

"کامل علم کے لئے ہر بات کا مقدم مؤخر اور موقع مناسب دیکھنا اور سوچنا ضرور ہے اور نیز ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔" (بھومکا صفحہ ۲۵)

کافر کہنے کا جواب فقرہ نمبر ۲ میں آچکا ہے۔ آپ اپنی عادت (تطویل بلاطائل) میں مجبور ہیں تو ہم بھی اپنی عادت (اختصار) پر مجبول ہیں +

غیر مذہب کے نیک لوگوں سے منع نہیں کیا بلکہ اُن پاپیوں دشمنوں سے منع کیا جن کا حال خود ہی خدا نے بتلایا ہے کان کھول کر سُنو!

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَۃً مِّنۡ دُوۡنِکُمۡ لَا یَاۡلُوۡنَکُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ۚۖ وَمَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُہُمۡ اَکۡبَرُ ؕ قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ +

سماجیو! بھومکا صفحہ ۲۵ کو جس کی عبارت ہم نے کئی دفعہ لکھی ہے دیکھو۔ اور قرآن کی داد دو جو ایسی حرکات ناانصافی سے کیسے سخت لفظوں میں منع کرتا ہے + غور سے سُنو!

لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿﴾ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ

ہاں سوامی جی اگر آپ ایسے ہی صلح کل اور نرم طبیعت تھے کہ غیر مذہب کے لوگوں کو اپنی طرح جانتے تھے تو بیچارے بے زبان برہموؤں پر کیوں ایسے خفا ہیں:۔

اُنہوں نے انگریز۔ مسلمان۔ چنڈال وغیرہ سے بھی کھانے پینے کی تمیز نہیں رکھی۔ اُنہوں نے

لہ کیسے تم اللہ سے منکر ہوتے ہو حالانکہ تم بے جان (بصورت منی) تھے۔ پھر اُس نے تم کو زندگی بخشی۔

لہ مسلمانو! غیر قوموں سے دوستی نہ لگاؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے تمہاری تکلیف سے خوش ہوتے ہیں خود اُن کے مونہوں سے شرارتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو غصہ تمہارے حق میں اُنکے دلوں میں بھرا پڑا ہے بہت بڑھ کر ہے ہم نے تمکو نشان بتلا دیئے ہیں اگر تم کو عقل ہے تو سمجھو +

لہ کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جنپر خود عمل نہیں کرتے خدا کے ہاں یہ غضب کی بات ہے کہ کہو پر خود عمل نہ کرو۔

یہی سمجھا ہوگا۔ کہ کھانے اور ذات کا امتیاز توڑنے سے ہم اور ہمارا ملک سدھر جائیگا۔ لیکن ایسی باتوں سے سدھار تو کہاں اُلٹا بگاڑ ہوتا ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۹۰)

اور بھی سُنیئے! پنڈت جی پرمان دیتے ہیں:۔

"اب اوبار بخت آریوں کی سستی، غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنیکا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ خود آریہ ورت (ہند) میں بھی اس وقت آریوں کو کامل آزاد خود مختار اور بےخوف راج نہیں جو کچھ ہے اُس کو بھی غیر ملک والے پامال کر رہے ہیں۔ کچھ تھوڑے سے راجہ خود مختار ہیں۔ جب بُرے دن آتے ہیں تب ملک کے رہنے والوں کو کئی طرح کی تکلیف بھوگنی پڑتی ہے کوئی کتنا ہی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہوتا ہے۔ یعنی غیر ملکوں کا راج پورا پورا آرام دہ نہیں ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۸)

گروکل اور آریہ کالج کے حامیو! سوامی جی کی جلی عبارت سے متفق ہو؟

پنڈت جی! مسلمان اور عیسائی خواہ کتنے ہی نیک ہوں اُن کے ساتھ کھانا روا نہیں ہاں مجھے یاد آیا۔ وید کی پابندی کے سوا کوئی نیک کیونکر ہو سکتا ہے:۔

کیونکہ وید ودیا سے بے بہرہ لوگوں کے خیالات بالکل پاک کیونکر ہو سکتے ہیں؟

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۶)

کافر کہنے کا جواب نمبر ۲ میں دیکھو!

سوامی جی! ہیں! ایسی بے انصافی پرمیشور سے کراتے ہو کہ ویدک مت والوں کے سوا کوئی بھی نیک نہیں؟ (چیز ز)

(۴۹) جس وقت کہا فرشتوں نے کہ اے مریم تجھ کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور پاک کیا اور پر دُنیا کی عورتوں کے (آئت ۳۹)

محقق بھلا جب آجکل خدا کے فرشتے اور خدا کسی سے باتیں کرنے کو نہیں آتے۔ تو پہلے کیونکر آتے ہونگے؟ اگر کہو کہ پہلے کے آدمی دہندار تھے آج کل کے نہیں۔ تو یہ بات غلط ہے۔ جب عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب چلا تھا۔ اُس وقت اُن ملکوں

میں جنگلی اور جاہل آدمی زیادہ تھے اسی واسطے ایسے خلاف از علم مذہب چل گئے اب عالم و فاضل زیادہ ہیں۔ اس وجہ سے ایسا مذہب اب نہیں چل سکتا۔ بلکہ جو جو ایسے ردّی مذہب ہیں وہ معدوم ہوتے جاتے ہیں۔ ان کے ترقی پانے کی تو بات ہی کیا ہے۔

مدقق بھلا جب آجکل کسی کو الہام نہیں ہوتا تو پہلے وید کیونکر الہام ہو گئے؟ آجکل کوئی جوان آدمی پیدا نہیں ہوتا تو پہلے بھی کیونکر جوان پیدا ہو گئے ہونگے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۹) اگر کہئے کہ اُن دنوں ضرورت تھی تو ٹھیک اسیطرح معجزہ کی اُن دنوں ضرورت تھی اور یہ تو ظاہر ہے کہ ضرورت اور عدم ضرورت کا معلوم کرنا قادر کا کام ہے ہم بسا اوقات بارش کی ضرورت سمجھتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک نہیں ہوتی تو بارش بھی نہیں۔ ہاں یہ خوب کہی کہ جب عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب چلا تھا اس وقت جہالت تھی ٹھیک ہے اس لئے کہ اُس وقت وید پر اُن لوگوں کا عمل تھا۔ کیونکہ وید تو ابتدا پیدائش سے انسانوں کو یکے بعد دیگرے وراثت میں ملے تھے (چیز نہ) سماجیو! تمہاری کیا رائے ہے؟

(۵۰) اُس کو کہتا ہے کہ ہو۔ بس ہو جاتا ہے اور مکر کیا کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہت مکر کرنیوالا ہے (آیت ۴۴-۵۰)

محقق جب مسلمان لوگ خدا کے سوائے دوسری کوئی چیز نہیں مانتے۔ تو خدا نے کس سے کہا اور اُس کے کہنے سے کون ہو گیا؟ اس بات کا جواب مسلمان لوگ سات جنم میں بھی نہیں دے سکینگے۔ کیونکہ علت کے بغیر معلول ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلا علت کے معلول کا کہنا ایسی بات ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ بلا اپنے والدین کے میں جسم ہو گیا۔ جو دھوکا کھاتا ہے یا مکر و فریب کرتا ہے وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا تو درکنار شریف آدمی بھی ایسا کام نہیں کرتا ہے۔

مدقق فقرہ ہذا میں حصہ اول مادہ سے متعلق ہے جس کا جواب ہم فقرہ نمبر ۲۷ میں دے چکے ہیں البتہ لفظ "مکر" میں پنڈت جی نے مکر کیا ہے۔ سوا گر مصنف خود صفحہ ۵۲ پر عمل کرتے تو یہ غلطی اُن سے سرزد نہ ہوتی مکر کے معنے ترکیب ...

یا خفیہ تدبیر ہے۔ پس آئت کے معنی یہ ہوئے کہ کافروں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے میں خفیہ تدابیر کیں اور خدا نے اُس کے بچانے کی خفیہ تدبیر کی اور خدا کی تدبیر سب پر غالب ہوتی ہے۔ چونکہ خدا کے سارے کام بندوں کی نظر سے غائب ہی ہوا کرتے ہیں ورنہ تبلادیں کہ جان کنی کے وقت کیا خدا سامنے آکر دھکے مارتا ہے؟ نہیں بلکہ ایسے خفیہ اسباب ہوتے ہیں جو اندر ہی اندر اپنا کام کر جاتے ہیں یہی معنے ہیں "اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ" اور آیت زیر بحث کے۔

اصل یہ ہے کہ بعض الفاظ عربی کے عربی میں اتنی سختی نہیں رکھتے جتنی اُردو میں دکھاتے ہیں مثلاً جاہل جس کا ترجمہ نادان ہے یا احمق جس کا ترجمہ بھی نادان ہے عربی زبان میں اتنا ہی وزن رکھتے ہیں جتنا اُردو یا فارسی میں نادان رکھتا ہے یعنی ایک معمولی سا اور اردو میں یہ دو لفظ (جاہل اور احمق) جس قدر کراہت رکھتے ہیں اہل زبان سے مخفی نہیں یہی حال "مکر" کا ہے عربی میں خیر الماکرین گلیڈسٹون اور پرنس بسمارک جیسے لائق پولیٹیشن اعیان کو کہا جاتا ہے نہ کہ ہر کہ و مہ کو ؎

کلاہ خسروی و تاج شاہی ✦ بہر کل کے رسد حاشا و کلّا

علاوہ اس کے سوامی جی کو یہ بھی مسلّم ہے کہ

"جہاں اصلی معنی نہ ہوسکیں وہاں استعارہ یا مجاز مراد ہوتا ہے" (ص ۱۰۰)

پھر کیا وجہ ہے کہ سوامی جی نے یہاں مجاز مراد نہ لی۔ کیونکہ دھوکا تو کمزور آدمی کیا کرتا ہے اور خدا تو سب بندوں کا مالک و خالق ہو تا ہے وہ خود لکھتا ہے اسنو!

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ

سوامی جی ان معنی کیوں کر لیتے جبکہ اپنے قول کی تصدیق منظور تھی کہ

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (ص ۵۲)

سفنل قرآن سلام ... سمجھو۔

"یہ کیا بات نہ ہوگی ... تمہارے رب ... تین ہزار فرشتوں کی (آیت ۱)

---

*سے خیر پروردگار کمات ہیں سب سے خدا ... ناب۔

محقق } اگر مسلمانوں کو تین ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد دیتا تھا تو اب جبکہ اُن کی بادشاہت بہت سی برباد ہو گئی اور ہو رہی ہے کیوں مدد نہیں دیتا؟ اس لئے یہ صرف جاہلوں کو لالچ دے کر پھنسانے کا ڈھکوسلا ہے +

مدقق } خوب کہی مگر سوامی جی! کیا وجہ ہے کہ ایشور کا وعدہ مندرجہ رگ وید سلطان محمود غزنوی اور محمد غوری کے مقابلہ میں جلوہ گر نہ ہوا بلکہ آج تک بھی دیا ہی ہے سنو! ایشور آگیا (حکم) دیتا ہے :-

تمہارے آیدہ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں بدکردار دشمن کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تمہاری فوج حزار کارگزار اور نامی گرامی ہو۔ تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو۔ (کبھی ہوئی بھی؟) رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲ +

اگر کہیں کہ رگوید میں یہ بھی مذکور ہے کہ :-

جب تک لوگ دھرم پر چلتے رہتے ہیں تب تک سلطنت بڑھتی رہتی ہے اور جب بداعمال ہو جاتے ہیں تو راج نیست و نابود ہو جاتا ہے (منڈل ا رکت ا۱ منتر ۷)

تو اسی کے وزن کا قرآنی بیان بھی سنیئے! اور غور سے سنیئے!

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْن

پنڈت جی! کیا یہ سچ ہے کہ :-

ہٹ دھرمی مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتے ہیں؟ (دیباچہ ستیارتھ)

(۵۲) اور مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے بلکہ اللہ کارساز تمہارا ہے اور وہ بہتر ہے مدد کرنیوالا اور اگر مارے جاؤ تم بیچ راہ اللہ کے یا مر جاؤ تم البتہ بخشش ہے طرف اللہ کے سے۔

(آیت ۱۴۲-۱۴۵-۱۵۱)

محقق } دیکھئے! مسلمانوں کی غلطی کہ جو اپنے مذہب کے نہیں اُنکے مارنے کیواسطے خدا سے دعا کرتے ہیں کیا خدا سادہ لوح ہے جو اُنکی بات مان لیگا۔ اگر

۱؎ تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ ایمان میں مضبوط ہو گے +

مسلمانوں کا کارساز اللہ ہی ہے تو پھر مسلمانوں کے کام کیوں برباد ہوتے ہیں، اور خدا بھی مسلمانوں کے ساتھ جھولی بخت میں صیف ہوا نظر آتا ہے اگر خدا ایسا طرفدار ہے تو دنیا کا آدمیوں کی عبادت کے لائق نہیں ہوسکتا +

مدقق آپ پنڈت جی! پنڈت کے معنے تو دانا کے تھے آپ پنڈت ہو کر ایسی باتیں کریں تو غیر کیا کریگا۔

کیونکہ اگر ہم ... اس بارہ میں بھی آپکے ہمپر + خدا نا خواستہ گر غمگیں ہوتے تو کیا کرتے قرآن نے تو کفار پر ... خرافات ... بے ... جیسی ہمیشہ نہیں بلکہ ان کے ... یہ تو صرف آپکے فہم قاصر کا نتیجہ ہے اس ایشور کا پرمان سنیئے

"میں اس محافظ کائنات صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور اور فاتح کل تمام دنیا کی کائنات کے راجا قادر مطلق اور سب کو قوت دینے والے پرمیشر کو جسکے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا اندر ہے ہر جنگ میں فتح پانے کیلئے **مدعو کرتا ہوں** اور پناہ لیتا ہوں" (یجروید ادھیائے ۲۰ منتر ۵۰)

مفصل نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو ... کی ... کا جواب نمبر ۱ میں آچکا ہے +

(۵۳) اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کرے تمکو اوپر غیب کے۔ لیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے۔ پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے کے (آیت ۱۷۳)

محقق جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں تو پیغمبر صاحب کو کیوں ایمان میں خدا کے ساتھ شریک کیا ہے؛ اللہ نے پیغمبر پر ایمان لانا لکھا ہے۔ اسلئے پیغمبر بھی شریک ہوگیا پھر لاشریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جاوے کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہیئے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کرسکتا تو ضرور وہ خالی از قدرت ہوا۔

مدقق! پنڈت جی کیا ہی سچ ہے ؎ پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است

مشرکوں کی اولاد بلکہ خود مشرک ہو کر بھی شرک سے ڈریں تو کمال خوشی ہو

مسلمانوں کے نزدیک تو یہ بھی ایمان میں داخل ہے کہ دو دونے چار اور پانچ دونے دس

بلکہ اور سُنیئے وہ اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی آریوں کے سوامی

مہاراج ہیں بلکہ اور سُنیئے! وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ سوامی جی کے سوال نہایت معقول

اور ودیا سے خالی ہیں۔ تبلائیے! کتنے خداؤں کے قائل ہوئے۔ سچ ہے ؎

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا است

آپ لکھتے ہیں کہ:- "اگر مطلب اس کا یہ سمجھا جاوے!" "اگر۔ مگر" کے کیا معنی؟ کوئی

اور مطلب بھی ہے؟ یہی تو ہے کہ حضرت محمدؐ۔ موسیٰ۔ عیسےٰ (علیہم السلام) اللہ کے

بندے اور رسول ہیں۔ ہاں یہ بلا دق سوال ہے:- کہ اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش

کے مطابق کام نہیں کر سکتا" الخ۔ نمبر ۱۳ میں ہم لکھ آئے ہیں کہ سوامی جی دل میں

ویدوں سے منکر ہیں۔ دیکھئے اور کان لگا کر ہمارے دعوے کی دلیل سُنئے!

"اس پرماتما کا خزانہ قدرت تینتیس دیوتاؤں سے محفوظ یا ان میں قائم ہے پرماتما

کے اُس خزانہ قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہیں کون جان سکتا ہے"

(اتھرو وید کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۳)

اور سُنیئے!

"تینتیس دیوتا اُس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں (ایضاً نمبر ۲)

اور سُنیئے! اگنی وائو وغیرہ ملہمان وید کے ملہم ہونے پر دشواش (یقین) کرنا چاہیئے

یا نہیں؛ علاوہ اس کے پنڈت جی کو ممکنہ عامہ اور مطلقہ عامہ میں بھی تمیز نہیں

کسی عربی پاٹھ شالا میں رہے ہوتے تو ہوتی +

پنڈت جی! خدا کے کام جسقدر دنیا میں ہیں۔ وہ اسی قسم کے ہیں۔ کہ خدا نے

اُن کے اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔ اسیطرح بندوں کی ہدایت کے لئے بھی

اُس نے یہ طریق قائم کیا ہوا ہے کہ حسب موقع و ضرورت اپنے بندوں میں سے

جس کو اس عہدہ جلیلہ کے قابل سمجھتا ہے (اگنی۔ وایو۔ برہما ہو یا موسیٰ۔ عیسیٰ محمد علیہم السلام ہوں)، مامور فرما دیتا ہے +

ناظرین! پنڈت جی اپنی خو میں مجبور ہیں۔ اس موقعہ پر ایک مقام کا حوالہ دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ آپ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ ؎

نیش عقرب نہ از پے کین ست + مقتضائے طبیعتش این ست

تیرھویں سملاس میں پنڈت جی نے عیسائیوں سے اعلانِ جنگ کیا ہے اُس میں سے نمبرہ ۲ کی عبارت ہم بعینہٖ نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین اس ہیرو (ایڈیٹر) قوم کے انصاف کی داد دینے کے قابل ہو جائیں +

"خداوند میرے خاوند ابرہام کا خدا مبارک ہے جس نے میرے خاوند کو اپنی رحمت اور اپنی راستی سے خالی نہ چھوڑا۔ خداوند نے مجھے میرے خاوند کے بھائیوں کے گھر کی طرف راہ دکھائی":

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک نوکر کو حضرت اسحاق کی شادی اپنی برادری میں کرنے کے لئے بھیجا اور پتہ بتایا چنانچہ وہ نوکر وہاں کامیاب ہوا اور یہ الفاظ بطور شکریہ اُس نے کہے اس پر **محقق** صاحب (پنڈت جی) دُرافشانی کرتے ہیں:

"کیا وہ ابرہام ہی کا خدا تھا؟ اور جس طرح آجکل بیگاری یا رہبر رہنمائی کرتے ہیں ویسا ہی خدا نے بھی کیا ہوگا۔ لیکن آج کل راستہ کیوں نہیں دکھلاتا۔ اور آدمیوں کی باتیں کیوں نہیں کرتا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ایسی باتیں خدا کی یا خدا کی کتاب کی کبھی نہیں ہو سکتیں بلکہ جنگلی آدمیوں کی ہیں":

عیسائیو! کہاں ہو؟ دیکھا خدا نے سید الانبیاء (صلے اللہ علیہ وسلم) کا تم سے بدلہ لینے والا کیسا پیدا کیا ؎

لہ اگنی وائو وغیرہ رشیان وید کی نسبت ہمیں چونکہ کچھ علم نہیں ہے اسلئے ممکن ہے کہ نیک اور برگزیدہ ہوں۔ مگر یقیناً نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کے حالات کا علم نہیں۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + خمیر مایۂ دکان شیشہ گر سنگ ست

(۵۴) اے ایمان والو صبر کرو۔ باہم رو کے رکھو اور لڑائی میں لگے رہو اور اللہ سے ڈرو کہ تم چھٹکارا پاؤ (آیت ۲۰۰،۱)

محقق } یہ قرآن کا خدا اور پیغمبر دونو لڑائی باز تھے۔ جو جنگ کا حکم دیتا ہو وہ امن میں خلل انداز ہوتا ہے۔ کیا برائے نام خدا سے ڈرنے پر رہائی ہو سکتی ہے؛ یا ادھرم کے جنگ وغیرہ کرنے کے ڈر سے۔ اگر پہلی بات درست ہے۔ تو ڈرنا نہ ڈرنا برابر ہے اور اگر دوسری بات درست ہے۔ تو ٹھیک ہے +

مدقق } بڑا ہی پاپی ہے وہ شخص جس کا اپنا گھر شیشہ کا ہو اور دوسروں پر پتھر برسائے مگر کیا کرے ؛۔

یہ ہٹ دھرمی کی تاریکی میں پھنس کر عقل زائل ہوجاتی ہے ؛ (دیباچہ ستیارتھ)

جہاد اور جنگ کا مفصل ذکر تو نمبر ۲ میں ہم کر آئے ہیں یہاں پر صرف منوجی کا فرمان سناتے ہیں جسکو سوامی جی نے بھی واجب التعمیل سمجھ کر نقل کیا ہے سنیئے!

" جب معلوم ہو جائے کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچیگی اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی تب دشمن سے میل کرکے وقت مناسب تک صبر کیجے "

(اکٹر ن نہ ہو مطلب بری بلا ہے۔ مصنف)

" جب اپنی تمام رعایا یا فوج کو غایت درجہ خوشحال ترقی پذیر سعادت مند جانے اور ویسا ہی اپنے کو بھی سمجھے تب دشمن سے جنگ کر لیوے ؛

اور سنیئے!

" جب اپنی کمل طاقت یعنی فوج کو خورسند اور آسودہ اور خوشحال دیکھے اور دشمن کی طاقت برخلاف اس کے کمزور ہو جائے تب دشمن کی طرف جنگ کرنے کے واسطے کوچ کرے ؛ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۶)

سماجیو! منہ نہ چھپاؤ۔ صاف کہدو کہ ۔ ہوا کیا؛ آخر سوامی جی اور منوجی آریہ سماج کے ایک ممبر تھے جن سے غلطی ممکن ہے اگر تم یہ جواب دوگے تو ہم سے لکھوا لو کہ ہم

تم کو فقرہ نمبر ۲ کی طرف کبھی بھی توجہ نہ دلا ئینگے +

خدا سے ڈرنے کے یہی معنے ہیں کہ اُس کے حکموں کی تعمیل اور ممنوعات سے پرہیز کرو

خدا خود متقیوں کی تعریف کرکے بتلاتا ہے کہ اللہ سے ڈرنیوالے کون ہیں سنئیے ۲!

وَلٰکِنَّ البِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ +

مگر افسوس!

"جو لوگ موقع و محل مناسب نہ دیکھیں آگے کو پیچھے سے ربط نہ دیں۔ ایسے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (ہبوکا صفحہ ۵۸)

۱۵۱ سُورۃ النسا۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو کوئی کہا مانے اللہ اور رسول اُسکے کا داخل کریگا اُس کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیشہ ہونیوالی ہیں اُنکے اور یہ ہے مراد پانا بڑا اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور گزر جائے حدوں اُس کی سے داخل کریگا اُس کو آگ میں ہمیشہ رہنے والی ہے اُس کے اور واسطے اُس کے عذاب ہے ذلیل کرنیوالا (آئت ۱۲ ، ۱۳)

محقق — خدا نے خود ہی محمدؐ صاحب کو اپنا شریک بنالیا ہے اور خود قرآن ہی میں یہ بات لکھدی ہے اور دیکھو خدا پیغمبر کے ساتھ کیسا چپٹا ہے کہ جسنے بہشت میں رسول کی شراکت کرلی ہے کسی ایک بات میں بھی مسلمانوں کا خدا خود مختار نہیں تو لاشریک

لہ خدا سے ڈرنے والے وہ لوگ ہیں جو خدا پر اور پچھلے دن کی زندگی پر اور فرشتوں اور کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان لائیں اور اللہ کی محبت میں عزیز قرابت والوں یتیموں مسکینوں مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور غلام آزاد کرانے میں خرچ کریں نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں وعدہ کر کے پورا کریں اور تکلیفوں مصیبتوں اور جنگ کے موقع پر مضبوط رہیں یہی لوگ ایمان

[illegible]

گناہ میں نے ایسی ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب میں نہیں ہو سکتیں +

مدقق کیسا پاپی اور عقل کا دشمن ہے۔ جو شخص جو متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنے بتلاتا ہے (دیباچہ ستیارتھ پرکاش [illegible]) بس میں تو آپ ہی کو سوامی جی کے پرمان پر عمل کریں

کبھی بن پوچھے یا بے انصافی سے پوچھنے والے کو یعنی جو فریب سے پوچھتا ہو اُس کو جواب نہ دیوے۔ اُن کے سامنے عقلمند آدمی بے حس شئے کیطرح خاموش رہے (ستیارتھ پرکاش [illegible]) مگر فرمان خداوندی وَذَکِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ کے [illegible] اے ناظرین کو نمبر ۱۲ و ۵۳ کیطرف توجہ دلاتے ہیں +

(نمبر ۵) اور ایک ذرہ کے برابر بھی اللہ ظلم نہیں کرتا اور اگر ہووے نیکی دگنی کر دیتا اسکو (آیت ۴۰)

محقق اگر ایک ذرہ بھر خدا بے انصافی نہیں کرتا تو نیکی کا ثواب دوگنا کیوں دیتا اور مسلمانوں کی طرفداری کیوں کرتا ہے؟ واقعی اعمال کا دگنا یا دہ اثر نہ دینے سے خدا غیر منصف ٹھیرتا ہے +

مدقق سوامی جی آپ نے بڑی غلطی کھائی کہ میدان مناظرہ کو سماج سمجھ گئے کہ جس طرح اناپ شناپ سماج میں کہہ دینے پر کوئی پوچھ نہیں اسی طرح میدان جنگ میں بھی نہ ہوگی۔ مگر یہ کبھی نہ سنا تھا کہ ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی صاحب + یہاں پگڑی اُچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

کسی نیکعمل مزدور کے اخلاص کے لحاظ سے مقررہ اُجرت سے زیادہ دینا کس انصاف کے خلاف ہے؟ مفصل جواب فقرہ نمبر ۲۲ میں ملاحظہ ہو +

[illegible] مسلمانوں کی کوئی عزت نہیں بلکہ [illegible] عزت [illegible]

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۤءًا [illegible]

[illegible] ہے تاکہ کوئی جان اپنے اعمال میں ہلاک نہ ہو جاوے [illegible] ہے۔
[illegible] نجات نہ [illegible] پر [illegible] ہے [illegible]
کام کریگا۔ سزا پاویگا +

اور سنو! اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ

(۵۷) جب تیرے پاس سے باہر نکلتے ہیں مصلحت کرتے ہیں سوائے اُس چیز کے کہ کہتا ہے تو اور اللہ لکھتا ہے جو مصلحت کرتے ہیں اور اللہ نے اُلٹا کیا اُنکو بہ سبب اُس چیز کے کمایا اُنہوں نے کیا ارادہ کرتے ہیں تم یہ کہ راہ پر لاؤ جسکو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس ہرگز نہ پاویگا تو واسطے اُسکے راہ (آیت ۹، ۷، ۱۰)

محقق اگر خدا ایسی باتوں کا روزنامچہ رکھتا ہے تو وہ ہمہ دان نہیں ہے اگر ہمہ دان ہے تو لکھنے کا کیا کام ہے۔ اور مسلمان کہتے ہیں شیطان ہی سب کو بہکانے کی وجہ سے ملعون ہوا ہے تو جب خدا ہی انسانوں کو گمراہ کرتا ہے تو پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق رہا؟ ہاں اتنا فرق کہہ سکتے ہیں کہ خدا بڑا شیطان اور وہ چھوٹا شیطان کیونکہ مسلمانوں ہی کا قول ہے کہ جو بہکاتا ہے وہی شیطان ہے۔ تو اس اصول سے خدا کو بھی شیطان بنا دیا +

مدقق اِس لفظ پر سوامی جی کو شبہ ہے وہ لفظ یہ ہیں۔

وَاللّٰهُ یَکْتُبُ مَا یُبَیِّتُوْنَ

جس کا لفظی ترجمہ یہی ہے جو پنڈت جی نے نقل کیا ہے مگر ہم کئی جگہ بتلا آئے ہیں اور پنڈت جی کے دستخط بھی کرا آئے ہیں کہ۔

جہاں معنی میں عذر امکان پایا جاتا ہے۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوا کرتا ہے [illegible]

پس خدا کا لکھنا کیا معنی؟ یعنی وہ اُن کو بدلہ دیگا۔ باقی شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۲ و نمبر ۲۶ میں دیا جا چکا ہے +

(۵۸) اور یہ کہ کریں ہاتھوں اپنے کو پس پکڑو ان کو اور مار ڈالو جہاں پاؤ اور مسلمان کو مسلمان کا مارنا واجب نہیں مگر انجانے جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو پس آزاد کرنا ہے ایک گردن مسلمان کا اور خون بہا سپرد کی ہوئی طرف لوگوں اسکے کے مگر یہ کہ خیرات کر دیویں پس اگر ہو وہ اُس قوم سے کہ دشمن ہیں واسطے تمہارے اور جو کوئی مسلمان کو جان کر

[illegible]

اُرڈالے پس وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور غضب اللہ کا اوپر اس کے اور لعنت ہے
(آیت ۸۹-۹۰ ال)

محقق اب دیکھئے پرلے درجہ کی تعصب کی بات کہ جو مسلمان نہ ہو اسکو جہاں پاؤ مارڈالو۔ اور مسلمانوں کو نہ مارو۔ بھول سے بھی مسلمانوں کے مارنے میں دوزخ اور غیروں کے مارنے سے بہشت ملیگا۔ ایسی تعلیم کنوئیں میں ڈالنی چاہئے۔ ایسی کتاب اپنے پیغمبر اور ایسے مذہب سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں ان کا نہ ہونا اچھا ہے۔ ایسے جاہلانہ مذہبوں سے عقلمندوں کو علیحدہ رہکر ویدوکت احکام کو تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ اُن میں جھوٹ ذرہ بھی نہیں۔ ہے تم کہتے ہو کہ جو مسلمان کو مارے اُس کو دوزخ ملیگا اور دوسرے مذہب والے کہتے ہیں کہ جو مسلمان کو مارے اُسکو بہشت ملیگا۔ اب تبلاؤ کہ ان دونوں مذہبوں میں سے کسکو قبول اور کس کو ترک کریں۔ ایسے جاہلوں کے من گھڑت مذہبوں کو چھوڑ کر ویدوکت مت ہی سب انسانوں کے قبول کرنے کے لائق ہے جسمیں آریہ مارگ یعنی نیک آدمیوں کی راہ پر چلنا اور بدوں کی راہ سے باز رہنے کی تعلیم دیگئی ہے اور وہی سب سے افضل ہے۔

مدقق اس فقرہ میں تو پنڈت جی بڑے گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مہاراج! گھبر(خیر) اتو ہے۔ ایسے کیوں گھبرائے۔ مفصل جواب نمبر۲ وغیرہ موقعوں پر ہم لکھ آئے ہیں۔ یہاں صرف سوامی جی کے اس فقرہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایسی کتاب ایسے خدا اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں سُنئے! قرآن بھی آپ کی تصدیق کرتا ہے :-

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

سماجیو! آؤ ہم تمہیں سوامی کی بے سمجھی یا دروغگوئی تبلادیں۔ قرآن مجید کے ترجمہ میں وہ لفظ دیکھو جسپر ہمنے خط دیدیا اور اپنے سوامی کے اعتراض میں بھی زیر خط لفظ کو دیکھئے نہ دیکھو ہو یا نہیں تو خدا قرآن مجید میں مذکور کرے "جان کر" مارے اور سوامی جی کہتے

لے ہم اتارتے قرآن کو لوگوں کیلئے شفا اور کرتے ہیں اور مومنوں کیلئے رحمت مگر ظالموں کو بجز نقصان کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا

ہے سمجھ کر بھی اندر تو دوزخ ہے۔ کیا اب بھی اس میں کوئی شک ہے کہ ...
ضدی اور متعصب بوعقل کو کھو بیٹھتے ہیں متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کیا کرتے
ہیں (دیباچہ ستیارتھ پرکاش ...)

(۵۹) اور جو کوئی کرے برخلاف رسول کے پیچھے اسکے کہ ظاہر ہو چکی واسطے اُس کے
ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے ضرور ہم اُس کو دوزخ میں داخل
کرینگے (آیت ۱۱۲)

محقق اب دیکھئے خدا اور رسول کی تعصب کی باتیں۔ محمد صاحب خیر سمجھتے تھے
کہ اگر ہم خدا کے نام سے ایسی باتیں نہ لکھینگے۔ تو اپنا مذہب ترقی نہ پائیگا
اور مال نہ ملیگا عیش و عشرت نصیب نہ ہوگی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ
اپنی مطلب براری اور دوسروں کے کام بگاڑنے میں کامل اُستاد تھے۔ اسیوجہ سے کہا
جا سکتا ہے کہ وہ جھوٹ کے ماننے اور جھوٹ پر چلنے والے ہونگے انکو عالم ان کی باتوں
کو مستند نہیں مان سکتے۔

مدقق "جو کوئی دوسرے مذہب کر ہے کہ بڑا آدمی مانتے ہوں جھوٹے کہے اس
سے بڑا جھوٹا کون ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۰)

پنڈت جی!
"جیسی پکش پاتیوں (متعصبوں) کی سی بات ہے کہ جو وید کو نہ مانے وہ ناستک دھریہ
ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲)

اور سنیئے!
"جو کوئی پوچھے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے"
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰)

مفصل جواب پہلے نمبروں میں کئی جگہ آچکا ہے۔

(۶۰) جو اللہ کے فرشتوں کتابوں رسول اور قیامت کے [illegible] کفر کرے تحقیق وہ گمراہ ہے
تحقیق جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے

کفر میں ہرگز اللہ اُن کو نہیں بخشیگا اور نہ راہ دکھلا دیگا (آیت ۱۳۶-۱۳۵)۔

محقق کیا اب بھی لا شریک رہ سکتا ہے؟ کیا لا شریک کہتے جاؤ اور اس کے ساتھ بہت شریک بھی مانتے جانا اجتماع متضادین نہیں؟ کیا تین بار معاف کرنے کے بعد معاف نہیں کرتا؟ اور تین بار کفر کرنے پر راہ دکھلاتا ہے اور چوتھی بار سے آگے نہیں دکھلاتا؟ اگر تمام آدمی تین چار بار بھی کفر کریں تو کفر بہت ہی بڑھ جائے۔

مدقق اسلام جی نے قرآن کے متعلق جواب نمبر ۷۵ و نمبر ۸۵ وغیرہ میں ملاحظہ ہو کر ... آپ نے اپنے بھومکا صفحہ ۵۲ پر عمل نہیں کیا۔

مگر کلام کے لئے مدقق کل مناسب ... تیسے غور کرنا ضروری ہے ... سنئے! اس آیت کی تفسیر خدا تعالیٰ نے دوسرے مقام پر کردی۔ غور سے سنیئے:

من یرتدد منکم عن دینه فیمت وهو کافر فاولٰئک حبطت اعمالهم

پس تین اور چار کی تعداد مراد نہیں بلکہ انجام کا لحاظ ہے گو مضمون صاف ہے مگر اس کا علاج کیا ہو کہ بقول پنڈت جی مہاراج:-

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)۔

(۶۱) تحقیق اللہ جمع کرنیوالا ہے منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں تحقیق منافق فریب دینے والے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے اُن کو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مسلمانوں کے سوائے کافروں کو دوست مت بناؤ (آیت ۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰)۔

محقق مسلمانوں کے بہشت میں اور دیگر لوگوں کے دوزخ میں جانے کا کیا ثبوت ہے۔ واہ جی واہ اگر خدا منافقوں کے فریب میں آتا ہے اور دوسروں کو فریب دیتا ہے تو ایسا خدا ہم سے دور رہے وہ دھوکے بازوں سے جا کر ملے اور دھوکے باز اُسے ملیں کیونکہ جیسے کو تیسا ملے تب ہی گزارہ ہوتا ہے۔ جن کا خدا دھوکے باز ہے۔ اُس کے معتقد دھوکے باز کیوں نہ ہوں؟ کیا بدکار مسلمانوں سے دوستی اور غیر مذہب کے اچھے لوگوں سے دشمنی کرنا کسی کو واجب ہے؟

مدقق مسلمانوں کے جنتی ہونے کا کیا ثبوت ہے جو آپ کے اس فقرہ کا ثبوت ہے کہ:-

مجھ کو کوئی پوچھے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا اعتقاد وید پر ہے (ستیارتھ ص ۳۰۲)

اور سنیئے! ایک بڑا بھاری ثبوت مسلمانوں کے جنت میں جانیکا یہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہب پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ جو اعتراضات آتے تھے وہ سبھی حل کر [illegible]ت ہیں جو آپنے سنے ہیں جن کی اصلیت آریوں نے دیکھ لی ہے مفصل ثبوت دیکھنا ہو تو ہمارا رسالہ الہامی کتاب اور تقابل ثلاثہ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ غور سے پڑھو۔ خدا نہ تو کسی کے فریب میں آتا ہے اور نہ ہی کسی کو فریب دیتا ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ

اہل منت (یا امت) محسن کر یا کسی دلیل سے منتروں (ادھ آیتوں) کے معنی بیان کر دینا ٹھیک نہیں ہے بلکہ ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق [illegible] دیکھ کر معنے کرنے چاہئیں (دیباچہ ستیارتھ ص ۵)

اور سنیئے!

"جہاں معنے میں غیر امکان پایا جاتا ہو وہاں استعارہ (یا مجاز) ہوتا ہے" (دیباچہ ستیارتھ)

پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ منافق اظہار ایمان کر کے خدا کے رسول کو فریب دیتے ہیں خدا اُن کو اس فریب کی سزا دیگا۔

پہلے فقرہ میں ہم نے خدا کے لفظ سے خدا کا رسول مراد لیا ہے اُسکو عربی میں حذف مضاف کہتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مرکب لفظ سے بوجہ شہرت کے ایک جزو کو حذف کر دیتے ہیں جیسے آریہ سماج کی جگہ صرف سماج ہی بولا جاتا ہے۔ مگر ایسے استعمال کے لئے کوئی قرینہ ضروری ہوتا ہے اس کے معنی یہ نہیں جیسے بعض پنڈت دیانند نے غلط سمجھے ہیں کہ مضاف الیہ سے مراد مضاف ہے نہیں بلکہ مضاف وہاں حذف ہوتا ہے۔ اسکی دوسری مثال عربی میں لینا چاہو تو سنو جَاهِدُوا فِي اللّٰهِ جسکا لفظی ترجمہ ہے "اللہ میں جہاد کرو" مگر اصل میں مضاف محذوف ہے یعنی فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ پس ٹھیک اسی طرح آیت زیر بحث اِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ کے یہ معنے ہیں کہ منافق اللہ کے رسول کو فریب دیتے۔ قرینہ ان معنے کا یہ ہے کہ

* پنڈت لیکھرام مصنف مذہب عقیدہ و تحقیق (مش)

اور ایک مقام میں اللہ تعالیٰ نے اس فریب کا ذکر کیا ہے تو خاص پیغمبر صاحب کو فریب خوردہ بتلایا ہے سنو!

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ

دوسرا قرینہ ترجیح کا وہ آیت ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس دھوکا کے متعلق مسلمانوں کا ذکر کیا ہے اور رسول کا ذکر نہیں کیا بلکہ بجائے رسول کے خود اپنا نام لیا ہے سنو! یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ خدا کو (یعنی خدا کے رسول کو) اور ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں)۔ اس لئے کہ جو معاملہ سفیر سے من حیث السفیر ہوتا ہے وہ حقیقت میں صاحب سفیر سے ہوتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ڈپٹی کمشنر سے جو ایک ادنیٰ نائب السلطنت ہے کوئی عہد و پیمان یا بغاوت کرے وہ بعینہٖ سلطنت اور والی سلطنت سے ہے گو اس عہد اور بغاوت کی اسے خبر بھی نہ ہو یہی معنے ہیں اس آیت کے جس پر متعصبین نے اپنے تعصب کا ثبوت دیا ہے کہ محمد صاحب کو آخرکار خدا بننے کا شوق ہوا تھا سنو وہ یہ ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ

خدا کی نسبت فریب کا لفظ بھی اسی طرح قابل تاویل ہے کیونکہ فریب جو کمزور زور آور سے کرتا ہے اس کا امکان خدا کی نسبت نہیں ہو سکتا ہے خدا خود فرماتا ہے وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (وہ اپنے سب بندوں پر غالب ہے) پس معلوم ہوا کہ فریب دینا جو کمزوری سے ہوتا ہے خدا کی نسبت صحیح نہیں لہٰذا اس کے معنی یہی اصح ہیں کہ خدا ان کو اس کی سزا دیگا۔

سوامی جی! بھومکا صفحہ ۵۲ پر تم نے عمل کیا یا تم نے اپنے کہے پر خود ہی عمل نہ کرنا

کہو جی! کون دھرم ہے؟

۱ بعض لوگوں (منافقوں) کی باتیں دنیا میں بھلی معلوم ہوں اور وہ تیری محبت اور اخلاص پر اللہ کو گواہ کرتے ہیں حالانکہ وہ سخت دشمن ہیں۔

۲ جو لوگ تجھ سے اے رسول بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

مسلمانوں کی دوستی اور غیروں سے دشمنی کا جواب نمبر ۴۸ میں ملاحظہ ہو +

(۶۲) اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے پروردگار تمہارے سے پس ایمان لاؤ اللہ معبود اکیلا ہے (آیت ۱۷۶-۱۷۰)

محقق } کیا جب پیغمبروں پر ایمان لانا ہمارا ایمان میں پیغمبر خدا کا شریک ہوا یا نہیں خدا محدود المکان ہے محیط کل نہیں ہے تب ہی تو اس کے پاس سے پیغمبر آتے جاتے ہیں ایسا تو خدا نہیں ہو سکتا کہیں محیط کل لکھتے ہیں کہیں محدود المکان۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قرآن ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ بہت لوگوں نے بنایا ہے۔

مدقق } بڑا پاپی ہے وہ منش جو متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرے دیکھو (ستیارتھ پرکاش صفحہ)

مفصل نمبر ۲۱ و نمبر ۵۲ و نمبر ۵۵ و نمبر ۱۲۲ وغیرہ ملاحظہ ہو +

(۶۳) سورۃ مائدہ ۵۔ تمپر حرام کیا گیا مردار، لہو، سور کا گوشت۔ جس پر اللہ کے سوائے کچھ اور پڑھا جاوے گلا گھونٹے۔ لاٹھی مارے۔ اوپر سے گر پڑے سینگ مارے اور درندہ کا کھایا ہوا (آیت ۲)

محقق } کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں؟ اور بہت سے حیوان اور حشرات الارض وغیرہ مسلمانوں کیلئے حلال ہیں یہ تمام باتیں انسان کی گھڑت ہیں۔ خدا کی نہیں۔ اسلئے مستند ہی نہیں +

مدقق } کیا ہی معقول سوال ہے۔ پنڈت جی آپ ہی تو بتلائیے کہ سوائے ماس اور گوشت اور انڈوں جیسی لذیذ غذا کے آریوں پر کچھ اور چیز بھی حرام ہے باقی نمبر ۴۳ میں ملاحظہ ہو +

(۶۴) اور قرض دو تم اللہ کو اچھا البتہ میں تمہاری برائی دور کر دونگا اور تمہیں بہشتوں میں داخل کر دونگا (آیت ۱۱)

محقق } واہ جی واہ مسلمانوں کے خدا کے گھر میں کچھ بھی دولت نہیں رہی ہوگی اگر ہوتی تو قرض کیوں مانگتا؟ اور ان کو کیوں بہکاتا یہ کہہ کر کہ تمہاری

بُرائی دُور کر کے تمکو بہشت میں بھیجونگا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے نام سے محمدؐ صاحب نے اپنا مطلب نکالا ہے +

مدقق } جو لوگ آگے پیچھے موقع و محل مناسب کو نہ سمجھیں:- "ایسے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۱)

مفصل نمبر ۳۹ میں ملاحظہ ہو +

(۵۵) بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور دیا تمکو جو کچھہ نہ دیا کسی کو (آیت ۱۷،۱۸)۔

محقق } جس طرح شیطان جس کو چاہتا ہے گنہگار بناتا ہے ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر بہشت اور دوزخ میں خدا ہی جاوے کیونکہ وہ گناہ ثواب کا کرانیوالا ہے۔ روحیں محتاج بالغیر ہیں۔ جس طرح کہ فوج اپنے سپہ سالار کے زیر حفاظت رہتی اور اُس کے حکم سے کسی کو مارتی ہے۔ تو اُس حالتمیں نیکی و بدی سپہ سالار کو ہوتی ہے فوج کو نہیں +

مدقق } مشیت اور رضا کا جواب نمبر ۴۰ میں دے آئے ہیں۔ البتہ اس فقرہ کا کہ "وہ (خدا) گناہ ثواب کرانیوالا ہے" جواب مختصر عرض کرتے ہیں۔ سوامی جی سُنیے!

پرمیشور برمان دیتا ہے اور اُس برمان سے پہلے آپ تمہید لکھتے ہیں:- کہ "اُس ایشور کے ہدایت کیئے ہوئے دہرم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور چونکہ اُس کی مدد کے بغیر سچے دہرم کا گیان (علم) اور انشٹہان (پابندی) اور پوری تکمیل و کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہیے"

(بھومکا صفحہ ۶)

اِس سے آگے یجر وید کا منتر دعائیہ نقل ہے جو ہم نے نمبر ۲۲ میں نقل کیا ہے:- پس بتلایئے کہ جب ہدایت پرمیشوری پر کاربند ہونا بغیر اس کی مدد کے نہیں ہو سکتا۔ تو گناہ و ثواب کرانیوالا کون ہوا؟ وہی [illegible] سرب شکتیمان وحدہٗ لا الٰہ الا ھو

تاہم ہم یہی کہینگے کہ آپنے مشیت الٰہی کے معنی جس سے یہاں کا لفظ یشاء ورت مان کال (مضارع) نکلا ہے نہیں سمجھے نمبر ۴ پھر غور سے دیکھو +

(۶۶) اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا (آیت ۹۰)

محقق ﴿ دیکھیے! یہ بات خدا کے شریک ہونے کی ہے پھر خدا کو لاشریک ماننا فضول ہے +

مدقق ﴿ فضول باتوں کا جواب بار بار نہیں دیا جاتا نمبر ۱۲ و نمبر ۵۳ و نمبر ۵۵ وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

(۶۷) معاف کیا اللہ نے اُس چیز سے جو کہ گزرا اور جو کچھ پھر کریگا پس بدلہ لیگا اللہ اُس سے (آیت ۹۳)

محقق ﴿ کیے ہوئے گناہوں کا معاف کرنا گویا گناہوں کو کرنیکا حکم دیکر بڑھانا ہے۔ گناہ معاف کرنے کا ذکر جس کتاب میں ہو وہ نہ تو خدا کا کلام ہے اور نہ کسی عالم کی تصنیف بلکہ گناہ بڑھانے کا موجب ہے۔ ہاں آئندہ گناہ سے بچنے کے لیے کسی سے دعا اور خود چھوڑنے کے لیے کوشش و توبہ کرنا واجب ہے لیکن اگر صرف توبہ ہی کرتا جائے چھوڑے نہیں تو بھی کچھ نہیں ہو سکتا +

مدقق ﴿ سوامی جی کو تو عادت ہے کہ ایک ہی بات کو بے فائدہ تکرار کرتے ہیں۔ توبہ کے متعلق مفصل جواب نمبر ۲۲ میں دیکھو +

(۶۸) سورہ انعام اور اُس آدمی سے زیادہ گنہگار کون ہے جو اللہ پر بہتان باندھ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی۔ لیکن وحی اُس کی جانب نہیں کیگئی اور کہتا ہے کہ میں بھی اوتار دونگا جیسے اللہ اوتارتا ہے (آیت ۹)

محقق ﴿ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ جب محمد صاحب کہتے تھے کہ مجھپر خدا کی طرف سے وحی اُترتی ہے تو کسی دوسرے نے بھی محمد صاحب کی طرح لیلا رچی ہو گی۔ کہ میرے پاس بھی آیتیں اُترتی ہیں۔ مجھ کو بھی پیغمبر مانو۔ اس کو ہٹانے اور اپنی عزت بڑھانے کے لیے محمد صاحب نے یہ تدبیر کی ہو گی +

مدقق بیشک مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا اور آپ اُس وقت ہوتے تو جیسی کچھ آپ کی حق سے عداوت ثابت ہے اغلب گمان ہے کہ آپ مسیلمہ کذاب سے بڑھکر مدعی نبوت ہوتے لیکن ہم آپکو اس وقت بھی یہی دوستانہ نصیحت کرتے کہ آپ کی کوشش فضول ہے

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ✦ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

مگر آیت کا مطلب یہ نہیں بلکہ آپکے بھائی بند کفارِ عرب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اسکو وحی تو پہنچتی نہیں یونہی اپنے پاس سے گھڑ لیتا ہے۔ اُن کے جواب میں یہ آیت اُتری تھی۔ لیکن چونکہ آپ عربی پاٹ شالا میں ودیارتھی مدطالب علم نہیں رہے۔ اس لئے آپ کو من گھڑت باتیں بنانی آتی ہیں۔ کیوں نہ ہو۔

"ناپاک باطن والوں کو علم کہاں" (بھومکا صفحہ ۵۲)

(۶۹) سورہ اعراف۔ تحقیق پیدا کیا ہم نے تمکو پھر صورتیں بنائیں ہم نے تمہاری اور کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس اونہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنیوالوں میں سے نہ ہوا۔ کہا جب میں نے تجھے حکم دیا پھر کس نے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا۔ کہا میں اُس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھ کو آگ سے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ کہا بس اُتر اُس میں سے پس نہیں لایق واسطے تیرے یہ کہ تکبر کرے تو بیچ اُسکے۔ بس بالکل تحقیق تو ذلیلوں سے ہے۔ کہا ڈھیل دے مجھ کو اُس دن تک کہ قبروں سے اُٹھائے جائیں۔ کہا تو ڈھیل دئے گئوں سے ہے کہا پس قسم ہے اُسکی کہ گمراہ کیا تو نے مجھکو البتہ بیٹھونگا میں واسطے اُنکے تیرے سیدھے راہ پر اور اکثر تو اُن کا شکر کرنیوالا نہ پاویگا۔ اور کہا اُس سے بُرے حال کر نکل راندہ ہوا البتہ جو کوئی پیروی کریگا تیری اُن میں سے۔ البتہ میں بھر دونگا دوزخ کو تم سب سے (آیت ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵)

محقق غور سے خدا اور شیطان کے جھگڑے سُنئے! ایک فرشتہ جیسا کہ پرسا ہی

ہوتا ہے ہوگا وہ بھی خدا سے نہ دبا اور خدا اُس کی روح کو پاک بھی نہ کر سکا۔ بھلا ایسے باغی کو جو سب کو گناہگار بنا کر غدر کرنے والا ہے۔ خدا نے چھوڑ دیا۔ خدا کی یہ سخت غلطی ہے کہ شیطان تو سب کو بہکانے والا اور خدا شیطان کو بہکانے والا ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کا شیطان خدا ہے کیونکہ شیطان منہ پر کہتا ہے کہ تم نے مجھ کو گمراہ کیا۔ اس سے خدا میں پاکیزگی بھی نہیں پائی جاتی اور سب برائیوں کا موجد و باعث خدا ہوا۔ ایسا خدا مسلمانوں ہی کا ہو سکتا ہے۔ دوسرے شریف عالموں کا نہیں اور مسلمانوں کا خدا فرشتوں سے انسان کی مانند گفتگو کرنے سے مجسم محدود العقل بے انصاف ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے عالم لوگ مذہب اسلام کو پسند نہیں کرتے +

مدقق بڑا پاپی ہے وہ شخص جو متکلم کے خلاف منشاء معنے کرے۔ (دیباچہ ستیارتھ صفحہ) مجرم کا حاکم کے سامنے عرض معروض کرنیکا نام جھگڑا رکھنا سوامی جی یا اُنکے چیلے پنڈت لیکھرام کی سمجھ کا نتیجہ ہے۔

سوامی جی! ابھی تو پچھلے نمبروں میں آپ توبہ قبول ہونے پر سخت ناراض ہیں یہاں کہتے ہیں کہ "خدا اسکی روح کو پاک نہ کر سکا" توبہ کی قبولیت بغیر پاکی کے کیسی، کیا توبہ قبول ہو کر گناہوں کی معافی کے قائل ہو، اگر اسلامی قاعدہ پر سوال ہے تو تو بھی غلط کیونکہ اسلامی قاعدہ کے مطابق پاک ہونے کیلئے توبہ اور ندامت شرط ہے جو شیطان نے نہیں کی۔ بس آپ ہی بتلا دیں کہ متکلم کے خلاف منشاء ترجمہ کرنا ہٹ دھرمیوں کا کام ہے یا کسی اور کا؟

باقی شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۲۲ میں ملاحظہ ہو۔ ہاں یہ خوب کہی کہ مسلمانوں کا خدا فرشتوں سے انسان کی مانند گفتگو کرنے سے مجسم محدود العقل بے انصاف ثابت ہوتا ہے +

سوامی جی! سنیئے! ایشور پرمان دیتا ہے۔

"اے انسانو! جو شخص زمرۂ انسانی میں بالاتر جاہ و جلال رکھتا ہو" (اتھروید)

"اے ذی علم مدبران سلطنت وا ہل رعایا۔ الخ" (یجر وید)

اور سُنیئے! ایشور ہدایت فرماتا ہے:۔ کہ

"اے فرمانروا لوگو! تمہارے اسلحہ آتشین ۰۰۰ الخ" رگوید (مندرجہ ستیارتھ پرکاش ص۱۱)

۔ **سوامی جی!** یہاں پر پرمیشور اتنی باتیں بنانے سرکلر جاری کرنے سے بھی محدود العقل اور بے انصاف نہیں ہوا (چپ رہو)

ناظرین! ہم سفارش کرتے ہیں کہ پنڈت جی کو ایسے معقول سوال کرنے میں معذور سمجھیئے آخر یہ بھی تو سچ ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✦ میلش اندر طعنۂ پاکان زند۔

خدائی کاموں کی بابت کہ کس طرح ہوتے ہیں نمبر ۷۵ میں ہم بیان کر آئے ہیں ✦

(۷۶) تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ چھ دن میں۔ پھر قرار پکڑا اُس نے اوپر عرش کے۔ پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے (آیت ۵۰-۵۱)

محقق بھلا جو چھ دن میں دُنیا کو بنا دے۔ عرش میں تخت پر آرام کرے وہ خدا قادر مطلق اور محیط کل کبھی ہو سکتا ہے؛ ان صفات کے ہونے سے وہ خدا بھی نہیں کہلا سکتا۔ کیا تمہارا خدا بہرا ہے جو پکارنے سے سُنتا ہے؛ یہ سب باتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ اسی سے قرآن خدا کا بنایا ہو نہیں سکتا۔ اگر چھ دن میں جہان بنایا اور ساتویں دن عرش پر آرام کیا تو تھک بھی گیا ہو گا اور اب سوتا یا جاگتا ہے؛ اگر جاگتا ہے تو اب کچھ کام کرتا ہے یا نکما بن کر اُس پر بیٹھا اور عیش کرتا پھرتا ہے۔

مدقق سوامی جی! چھ مہینے میں کھیتی پکتی ہے نو مہینے میں بچہ پیٹ میں بنتا رہتا ہے تو سرب شکتیمان کبھی ہو سکتا ہے؛ کہیئے ان صفات کے نہ ہونے سے وہ پرمیشور بھی کہلا سکتا ہے؛ ٹھیک اسی طرح خدا کے کام ہیں افسوس کہ آپ اعتراض کرتے ہوئے نظام عالم پر غور نہیں کرتے ✦

استوی علے العرش کا لفظی ترجمہ بیشک یہی ہے جو آپ نے کیا ہے لیکن:-

"صرف آئت سن کر یا محض دلیل سے آئتوں کے معنے بیان کر دینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ محل موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق کو دیکھکر معنے کرنے چاہئیں"

(بھومکا صفحہ ۵۲)

اور سُنیئے!

"جہاں معنی کا امکان نہ ہو وہاں مجازی معنی لئے جائینگے" (بھومکا صلہ)

پس اب سُنیئے قرآن تبلاتا ہے:-

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

اور سُنیئے! فرقان کہتا ہے:-

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

اور سُنیئے! کتاب اللہ تبلاتی ہے:-

لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اِن آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں بلکہ فقرہ (وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ) سے یہودیوں اور عیسائیوں کے کتابوں کے ایک فقرہ کی تصیح منظور ہے کیونکہ قرآن کی بابت خداوند تعالیٰ نے مُهَيْمِنًا کا وصف بھی تبلایا ہے وہ فقرہ خروج ۳۱ باب کی ۱۷ میں مذکور ہے +

"چھ دن میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا"

۱؎ کیا یہ لوگ نہیں جانتے۔ کہ جس خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور اُنکو پیدا کرنے سے تھکا بھی نہیں وہ مردے زندہ نہیں کر سکتا۔

۲؎ اُس خدا کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سُنتا اور دیکھتا ہے +

۳؎ نہ اُس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند وہ آسمان وزمین کی حفاظت سے تھکتا نہیں اور وہ بہت بلند مرتبہ اور بڑی عظمت والا ہے ۴؎ نگہبان یا محافظ دیکھو نمبر ۸ +

پس اب آیت زیر بحث کا مطلب سنیئے! خدا نے چھ دنوں میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کئے۔ پھر ان پر مناسب حکمرانی کرنی شروع کی یعنی انکی نگہداشت اور تباہی سے حفاظت کرتا ہے +

سنو! قرآن بتلاتا ہے:-

[۱] اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا

اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کے معنے ہم نے نَفَذَ[۲] احکامہ علی الخلق کے کئے ہیں اسلئے کہ جب کوئی بادشاہ زمام سلطنت اپنے اختیار میں لیتا ہے۔ خواہ تخت پر بیٹھے یا نہ بیٹھے تو عربی میں اس موقع پر کہا[۳] کرتے ہیں استوی الملک علی العرش دیکھو کتاب الاشارۃ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز (صفحہ[۴] ۱۰۱) مطبوعہ قسطنطنیہ۔

اور اگر آیات قرآنی پر غور کریں تو بھی یہی واضح طور پر سمجھ میں آسکتے ہیں جب آیت کا ترجمہ پنڈت جی نے نقل کیا ہے تمام آیت یوں ہے +

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

آیت موصوفہ کا اگر ترجمہ ہی بغور دیکھا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خداوند تعالےٰ اپنی حکومت عامہ کا بیان کرتا ہے۔ چنانچہ آیت کے خاتمہ پر اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (سن رکھو اسی کی خلق ہے اور اسی کا حکم ہے) انہی معنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ایک موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے استوی علی العرش کے متصل ایسے لفظ کو رکھا ہے

[۱] خدا آسمانوں اور زمینوں کو برباد ہونے سے بچائے ہوئے ہے [۲] مخلوق پر احکام جاری کئے۔

[۳] نہ بادشاہ تخت پر بیٹھا۔

[۴] السادس عشر استواءہ علی العرش وھو مجاز عن استیلائہ علی ملکہ وتملکہ بیدہ ایاہ قال الشاعر

قد استوی البشر علی العراق * من غیر سیف ودم مھراق

وھو مجاز التمثیل فان الملوک یدبرون ممالکھم اذا جلسوا علی اسرتھم (کتاب الاشارہ صفحہ ۱)

جو حکومت کے معنی میں ہے چنانچہ ارشاد ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ (خدا اوپر سے نیچے والوں کا انتظام کرتا ہے) پس ان قرائن اور نیز قرائن سابقہ سے یہ صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آیت زیر بحث کے معنی جو ہم نے کئے ہیں صحیح ہیں ھذا اعلی مقتضی الزمان ولا لھوا علو بذاتہ وصفاتہ تعالی اللّٰہ عما یقولہ الظالمون علوا کبیرا۔ ہاں اگر یہ شبہ ہو کہ زمین و آسمان وغیرہ کے پیدا کرنے سے پہلے خدا کی حکومت نہ تھی تو فقرہ نمبر ۱۶ ملاحظہ کرو +

خدا رہ نہیں بلکہ آپ دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ پر کاربند ہیں خدا تو صاف فرماتا ہے وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (پوشیدہ پکارو یا اونچے خدا تو سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے)

سوامی جی! بھومکا صفحہ ۲۰ کا مطلب صرف غیروں کیلئے ہے آپ کیلئے نہیں؛

خدا کے نکما ہونے کی بابت ایک تو آیت مندرجہ بالا یُدَبِّرُ الْاَمْرَ میں کافی جواب ہے۔ دوسری کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ کو غور سے پڑھو +

(۱۷) مت فساد کرتے پھرو زمین پر (آیت ۷۷)

محقق } یہ بات تو اچھی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف دوسرے مقاموں پر جہاد کرنا اور کافروں کو قتل کرنا بھی لکھا ہے۔ اب کہو اجتماع ضدین نہیں ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب محمد صاحب مغلوب ہوئے ہونگے تب اونہوں نے یہ تدبیر نکالی ہوگی اور جب غالب ہوئے ہونگے تب جھگڑا فساد برپا کیا ہوگا اس لئے اجتماع ضدین کی وجہ سے دونوں باتیں درست نہیں ہیں +

مدقق } ہٹ دھرمی آدمی کو کور باطن بنا دیتی ہے (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۲) مفصل جواب فقرہ نمبر ۲ وغیرہ میں دیکھو +

(۲۷) پس ڈال دیا عصا اپنا ناگہاں اور وہ اژدہا تھا ظاہر (آیت ۹۸)

محقق } اس کے لکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ایسی جھوٹی باتوں کو محمد صاحب

بھی مانتے تھے اگر ایسا ہے تو یہ دونو عالم نہیں تھے۔ جیسا کہ آنکھ سے دیکھنے اور کان سے سُننے کے عمل کو کوئی خلاف نہیں کر سکتا ویسے ہی معجزہ صادر نہیں ہو سکتا اس لئے یہ شعبدہ بازوں کی باتیں ہیں *

مدقق معجزہ کے قائل سب دنیا کے لوگ ہیں سوائے معدودے چند آریوں کے جنکا حساب انگلیوں پر ہو سکتا ہے بس تبلائیے:-

"جو کوئی دوسرے مذہب کو جسے کروڑوں آدمی سچا جانتے ہوں جھوٹا کہے اور آپ سچا بنے اُس سے بڑھکر جھوٹا کون ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹۰)

مفصل دیکھو فقرہ نمبر ۱۴ و نمبر ۲۳ *

(۴۷) پس ہم نے اُس پر مینہ کا طوفان بھیجا۔ ٹیڑھی چچڑے۔ مینڈک اور لہو پس اُن سے ہم نے بدلا لیا اور اُس کو ڈبو دیا دریا میں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو پار اوتار دیا۔ تحقیق وہ دین جھوٹا ہے کہ جس میں ہیں اور انکا کام بھی جھوٹا ہے۔ (آیت ۱۱۹ - ۱۲۲ - ۱۲۴ - ۱۲۵)۔

محقق دیکھئے! جیسا کہ کوئی پاکھنڈی کسی کو ڈرائے کہ ہم تجھ پر سانپوں کو مارنے کے واسطے چھوڑینگے ویسی ہی یہ بات ہے۔ بھلا جو ایسا متعصب ہے کہ ایک قوم کو غرق کرے اور دوسری کو پار اوتار دے وہ خدا ادہرمی کیوں نہیں؛

جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جھوٹا تبلاوے

اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھکر جھوٹا مذہب کون ہو سکتا ہے؛ کیونکہ کسی مذہب میں سب آدمی بُرے اور بھلے نہیں ہو سکتے۔ یکطرفہ ڈگری دینا سخت جاہلوں کا ہی مذہب ہے کیا توریت زبور کا دین جوکہ اُن کا تھا جھوٹا ہو گیا؛ یا اُن کا کوئی اور مذہب تھا کہ جسکو جھوٹا کہا اور اگر مذہب کوئی اور تھا تو کونسا تھا بتلاؤ اگر اُس کا نام قرآن میں موجود ہے *

مدقق اس فقرہ کا پہلا حصّہ پہلے کا کافی جواب ہے۔ ناظرین زیر خط عبارت کو غور سے پڑھیں۔ پھر سماجیوں سے بلحاظ حصّہ اول فقرہ ۴۷ کے پنڈت جی کے

لیے کوئی مناسب عہدہ تجویز کرائیں۔ ہم بھی اُسی پر دستخط کر دینگے +

سماجیو! ابتلاء حضرت موسیٰ کے معجزات کو ماننے والے کروڑوں ہیں یا کم ہیں۔ یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان تو خاص ان معجزات کے قائل ہیں۔ ہندو بھی اپنے بزرگوں کے لیے ان تینوں قوموں سے معجزات کی تسلیم میں کسیطرح کم نہیں۔ کیونکہ سوامی جی نے کسی دلیل پر بنا نہیں رکھی بلکہ صرف یہی فرمایا ہے کہ جس مذہب کے کروڑوں معتقد ہوں سنا۔ یہ خوب کہی۔

"جو ایسا شعبدہ ہے۔ کہ ایک قوم کو غرق کر دے اور دوسری کو پار اتار دے وہ خدا

ادہرمی کیوں نہیں؟"

پنڈت جی! پرمیشور کی آگیا سنو!

"اے انسانو! تمہارے آیدہ آتشگیر اسلحہ اور تیر و کمان وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو۔ اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے میں بدکار ظالموں کو اشیرباد (نیک دعا) نہیں دیتا"

(رگ وید اشٹک ۱۔ ادہیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲)

منتر مذکور میں کل انسان تو مراد نہیں ہو سکتے بلکہ خاص آریہ مراد ہیں کیونکہ کل انسان مراد ہوں تو ان کے دشمن کون ہونگے۔ اس منتر نے کئی ایک مضامین میں فیصلہ دیا ہے بڑا مشہور مضمون آریہ سماج کا **قدامت وید** ہے یعنے سماجی دعوے کرتے ہیں کہ وید ابتدا دنیا میں الہام ہوا تھا۔ اس سے پہلے دنیا میں آبادی نہ تھی بلکہ اُس کے ملہم ہی ابتدا میں پیدا ہوئے تھے اور اونہی پر وید الہام ہوئے تھے منتر مذکور بتلا رہا ہے کہ اس کے بننے (یا بقول آریہ سماج) نازل ہونے کے وقت انسان مختلف تمدنی حالت میں تھے۔ ایسے کہ ایکدوسرے سے عداوت صداقت کی بھی نوبت پہنچی ہوئی تھی۔ اس مسئلہ پر ہمارا ایک مستقل رسالہ **حدوث وید** ہے ناظرین اُسے مطالعہ کریں +

سوامی جی! کیا اس انصاف سے بھی ایشور ادہرمی نہیں ہوتا۔ تو کس سے ہوگا

آریوں کا دشمن نا ہنجار چاہے سچ پر بھی ہو تاہم اوسکو برباد کرنے پر ایشور کمربستہ ہے۔ پھر ظفر نتیجہ کیونکر ہو بھی نہیں سکتا۔ غازی محمود اور محمد غوری کے حالات پڑھنے والے ڈی اے۔ وی کالج کے طالب علمو! بتلاؤ ہم سچ کہتے ہیں یا نہیں:

اصل یہ ہے کہ پنڈت جی کو قرآن شریف سے نہیں بلکہ حقانی تعلیم سے ایسی کچھ عداوت معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کے مقابلہ پر ایک ایک حرف سننے سے جی جی چراتے ہیں سمجھے نہیں ہیں کہ یہ اُس موذی دشٹ پاپی پاجی (فرعون) کا حال ہے جس نے بندگی سے چڑھکر الوہیت کا دعویٰ کیا اور جس اللہ کے بندے نے اوس کو بندہ کہا اور بندہ کہلانے پر زور دیا اوسکو اس ظالم نے یہ کہکر

لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ

دہکایا اُسی پاجی کو سزا ملنے پر سوامی خدا کو ادہرمی (بے دین ظالم) کہتے ہیں کیوں نہ ہو۔ حق سے عداوت کرنے کے یہی معنی ہیں ؎

جو نکلے جا اون کا جگر بھنور سے + تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

سوامی جی کا انصاف اور ایمانداری ظاہر کرنے کو ہم زیر بحث آیت کو تمام نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ اس بندہ خدا کو حق سے کس قدر نفرت تھی وہی بت پرستی ہے جسکی بیخ اکھاڑنے کو آپ کمربستہ ہیں مگر قرآن شریف میں جب اُسی بت پرستی کا رد آتا ہے تو آپ اُسکی حمایت پر کھڑے ہو جاتے ہیں تمام آیت یوں ہے

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤى اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

غور سے سنو! خدا فرماتا ہے ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتارا تو وہ ایک بت پرست کی قوم پر گزرے انکو دیکھکر انہوں نے حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ جیسے ان کے

لے موسیٰ اگر تو میرے سوا کسی اور کو خدا سمجھیگا تو میں تجھے قید کردونگا +

معبود ہیں ہمیں بھی ایک معبود بنا دو۔ حضرت موسیٰ نے کہا تم بڑے نادان ہو یہ نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں سب کا سب نابود ہے اور جس دین پر یہ ہیں (بت پرستی) وہ دین جھوٹا ہے کہا میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود بنا دوں حالانکہ اس نے تم کو جہان بھر پر بزرگی بخشی ہے۔"

سماجیو! سچ کہنا اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے کہنا کہ اس نمبر میں سوامی جی کی ننگی بت پرستی کی حمایت ہیں ہے یا نہیں۔ کیوں نہ ہو کچھ تو ویدک مت کی حمایت اور کچھ برادری کا قدیمی لحاظ آخر اتنا بھی نہ کریں تو کیا بالکل ہی چھوڑ دیں (چھوڑنا)

نمبر ۶۷) پس البتہ دیکھ سکیگا تو مجھ کو پس جب تجلی کی پروردگار نے اس کی طرف پہاڑ کی پارہ پارہ اس کو اور گر پڑا موسیٰ بیہوش (آیت ۱۳۹)

محقق } جو دیکھنے میں آتا ہے وہ محیط کل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسے معجزے کرتا پھرتا تھا تو خدا اس وقت ایسے معجزے کسی کو کیوں نہیں دکھلاتا؟ بالکل جھوٹے ہونے سے یہ بات قابل تسلیم نہیں +

مدقق } سوامی جی! اگر سمجھ میں کوئی بات نہ آوے تو پوچھنے میں میری کیا کسر شان ہے حضوصا ایسی کہ جس کے اظہار پر آخر ندامت ہو یا وہی بات ہے کہ وہ۔

ہٹ دھرمی مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر دیتے ہیں۔ (دیباچہ ستیارتھ)

ہم سوامی جی اور ان کے چیلوں کے لئے نہیں بلکہ عام ناظرین با انصاف کے لئے آیت زیر بحث کو تمام نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اس آیت سے خدا کا دیکھنا ثابت ہوتا ہے یا نہ دیکھ سکنا۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ

یعنی حضرت موسیٰ جب وعدہ الٰہی پہاڑ پر جب آئے اور خدا نے اُن سے کلام کیا۔ تو اونہوں (موسیٰ) نے کہا خداوندا مجھے اپنی زیارت کرا کہ میں تجھے دیکھوں۔ خدا نے کہا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکیگا۔ ہاں پہاڑ پر نظر کر اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تُو بھی مجھے دیکھ سکیگا۔ پھر جب خدا نے پہاڑ پر روشنی ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسےٰ بے ہوش گرے۔ جب ہوش میں آئے تو بولے الٰہی (ایسے سوال کرنے سے) میں نے توبہ کی اور میں سب سے پہلے مانتا ہوں (کہ تجھے ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا)

ناظرین! اتبلایئے آیت موصُوفہ سے کیا سمجھ میں آتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی توبہ تک تو ذکو رہے۔ تاہم سوامی جی اپنی ہی کہتے چلے جائیں۔ لیکن آخر کیا کریں وہ تو اپنے قول کی تصدیق کرانے کی کوشش میں ہیں کہ:-

:- ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔ (صفحہ ۵۷)

معجزہ کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے۔

(۵) اور یاد کر پروردگار اپنے کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈر سے اور کم آواز سے صبح اور شام کو (آیت ۱۸۹)

محقق کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو اور کہیں لکھا کہ دھیمی آواز سے خدا کی یاد کرو۔ اب کہئے کہ کونسی بات سچی اور کونسی جھوٹی ہے؟ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بات سہواً خلاف نکل جاوے تو چنداں مضائقہ نہیں۔

مدقق سوامی جی! پاگل تو ایکطرح سے معذور بھی ہیں۔ لیکن (بقول آپ کے) ناپاک باطن والے جاہل جنکو موقع و محل مناسب کی سمجھ نہ ہو اور متکلم کے خلاف منشاء معنے کرکے تضیع اوقات کریں پاگلوں سے کہیں بڑھکر پاگل ہوں۔

سُنو! قرآن تبلاتا ہے:-

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (ترجمہ خبر میں دیکھو)

سماجیو! اگر کوئی آیت قرآنی اس مضمون کی تبلاؤ کہ اونچی آواز سے اپنی پروردگار

کو سچا کر دو تو بہ تفصیل ذیل ہم سے انعام لو۔

اگر بتلانیوالا اس پارٹی کا ممبر ہو تو ڈی۔ اے۔ وی کالج کیلئے مبلغ یکصد چہرہ دار۔ اور اگر گھاس پارٹی کا مہاتما ہو تو (چونکہ اس پارٹی کے دشمن بھی بہت ہیں) یکصد ۱۰۰ روپیہ لیکھرام میموریل فنڈ کیلئے اور یکصد گروکل کے لئے سب سے پہلے ہم دینگے۔ اور کوئی شرط نہیں لگائینگے یہ بھی سن لو کہ یہ انعام سابقہ انعامات کے علاوہ ہے۔

دیانندیو! تین چار سو کے انعام کے علاوہ اپنے گرو کی عزت رکھ لو ورنہ دنیا کیا کہیگی

نمبر ۷۔ میں سوامی جی کو جس آیت سے اونچے پکارنیکا شبہ ہوا ہے اور خدا کو بہرہ بنایا ہے وہ بھی سن لو وہ یہ ہے:۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اپنے رب سے دعا مانگو عاجزی سے اور چھپ کر

تبلاؤ! یہ آیت اونچے پکارنے سے منع کرتی ہے یا حکم دیتی ہے۔

اصل میں سوامی جی بھی معذور ہیں اردو میں لفظی ترجمہ کسی صاحب نے اُدْعُوْا کا پکارو کر دیا تو سوامی جی کی بلا کو غرض تھی کہ خُفْيَةً کے لفظ کو بھی دیکھتے پھر دیکھو چالاکی کہ خفیۃ کے لفظ کا ترجمہ ہی چھوڑ گئے اور "عاجزی سے" پر فقرہ ختم کر دیا۔ دیکھو نمبر ۷۔ حالانکہ کل مترجم قرآنوں میں خفیۃ کا ترجمہ "چھپا کر" کیا ہوا موجود ہے پھر یہ ہٹ دھرمی خلاف منشاء متکلم کلام کے معنے کیا کرتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صلا)

اور سنیئے!

"آگے پیچھے کی نہ سمجھنے والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (دیباچہ ستیارتھ صلا)

(۷) سورہ انفال۔ سوال کرتے ہیں تجھ کو لوٹوں سے کہہ لوٹیں واسطے اللہ کے اور رسول کے پس ڈرو اللہ سے (آیت ۱)

محقق } تعجب ہے کہ جو لوٹ مچادیں۔ ڈاکو کے کام کریں کرادیں وہ خدا پیغمبر اور ایماندار کہلادیں۔ ساتھ ہی اللہ کا ڈر بتلاتے اور ڈاکہ مارتے جاتے ہیں۔ پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ ہمارا مذہب اچھا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا بُری بات ہو سکتی ہے کہ تعصب کو چھوڑ کر سچے ویدک دھرم کو مسلمان قبول نہیں کرتے (اہبارلع برپا ہیں)

مدقق اس نمبر کا مفصل جواب تو ہم نمبر ۲ میں دے آئے ہیں اور وعدہ بھی کر آئے تھے۔ کہ آئندہ کو اسی نمبر ۲ کے حوالہ پر قناعت کرینگے یہاں پر سوامی جی اور اُن کے چیلوں کی خاطر منوجی کا پرمان ستیارتھ پرکاش سے سناتے ہیں دل لگا کر سنو! منوجی پرمان دیتے ہیں ۔

اس آئین کو کبھی نہ توڑے کہ لڑائی میں جس جس ملازم یا افسر نے جو جو گاڑی گھوڑا ہاتھی۔ چھتر۔ دولت۔ رسد۔ گلّے وغیرہ جانور نیز عورات (ہیں سوامی جی! یہ کیا؟) اور دیگر قسم کا مال و متاع اور گھی و تیل وغیرہ کے کُپّے فتح کیے ہوں وہی اس کو لیوے لیکن فوج کے آدمی فتح کی ہوئی چیزوں میں سے سولھواں حصّہ راجا کو دیویں (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۶)

صاحبو! یہ کہنے کے تمام مجاز نہیں کہ منوجی کا کلام ہم نہیں مانتے اس لئے کہ تمہارے سوامی نے جب اُس کو معتبر و مستند سمجھ کر نقل کیا ہے تو تمہارا یہ حق ساقط۔

یہی وہ لوٹ ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے نہ یہ کہ جسکو ڈاکہ کہا کرتے ہیں کیونکہ جس لفظ قرآنی کا یہ ترجمہ ہے۔ وہ انفال ہے اور انفال جمع نفل کی ہے نفل لغت میں مال غنیمت کو جو لڑائی میں غالب کے ہاتھ آتا ہے کہتے ہیں دیکھو صراح وغیرہ۔

جنگ بدر کی فتح کے بعد جو اسلام میں پہلی فتح تھی غنیمت کے مال کی تقسیم میں مسلمانوں میں باہمی تکرار ہوئی۔ اس پر یہ آیت اُتری کہ مال غنیمت تمہاری رائے پر تقسیم نہ ہوگا بلکہ جس طرح اللہ اور اللہ کے بتلانے سے اُس کا رسول حکم کریگا۔ اُسی طرح کرو اور اُس حکم کی مخالفت کریں میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ چنانچہ تھوڑا آگے وہ حکم سُنایا جس کو سوامی جی نے نمبر ۹ میں ادھورا نقل کیا ہے۔ تمام یوں ہے سُنو!

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ

پانچواں حصہ ان لوگوں کو ملیگا اور باقی سب جنگی فوج میں تقسیم ہوگا۔

ترجمہ) اور سمجھ رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے اُس کا پانچواں حصہ یوں تقسیم کرو کہ پانچواں حصہ اس پانچویں حصے میں ...

ہاں سوامی جی آپ ہی تبلائیے کہ اس کے سوا اُس مال کی تقسیم زیکی کوئی عمدہ صورت بھی ہے مگر تبلاتے ہوئے سنوجی کا مذکورہ بالا پرمان یاد رہے ؟

ہاں یہ تو ہم مانتے ہیں کہ مسلمان واقعی بڑے پاپی ہیں کہ ویدک دھرم کے قائل نہیں ہوتے تاکہ نیوگ وغیرہ میں اُن کو بھی آسانی ہو (چیرز)

(۸-۷) اور کاٹے جڑ کافروں کی۔ میں مدد دونگا تم کو ساتھ ہزار فرشتوں کے پیچھے سے آنیوالے۔ البتہ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔ پس مارو اوپر گردنوں کی اور مارو اُن میں سے ہر ایک پوری پر (۷-۹-۱۲)

محقق واہ جی واہ! خدا و پیغمبر خوب رحمدل ہیں۔ جو لوگ مذہب اسلام میں نہیں اُن کافروں کی جڑ کاٹنے اُن کی گردن مارنے اور اُنکے جوڑوں کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے اور اس کام میں ان کا مددگار بنتا ہے کیا یہ خدا راون سے کچھ کم ہے؟ یہ سب فریب قرآن کے مصنف کا ہے خدا کا نہیں اگر خدا کا ہے تو ایسا خدا ہم سے دور رہے اور ہم اُس سے دور رہیں ۔

مدقق مفصل جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملیگا۔ ہاں خدا سے آپ کی دوری کی ہم بلکہ قرآن شریف تصدیق کرتا ہے سنو!

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ (بیشک کافر اس روز دور پردہ میں رکھے جائینگے)

(۸-۷) اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو پکارنا قبول کرو۔ واسطے اللہ کے اور واسطے رسول کے۔ ای لوگو! جو ایمان لائے ہو تم خیانت مت کرو اللہ کی اور رسول کی اور مت خیانت کرو امانتوں اپنے کو اور مکر کرتا تھا اللہ اور نیک مکر کرنیوالوں کا ہے (آیت ۱۹-۲۳-۲۶-۲۹)

بقیہ حاشیہ اللہ کے رسول کا (یا جو امام وقت ہو) اور باقی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور غریب مسافروں کا ہے (خدا کا نام محض تبرک کیلئے ہے ورنہ اس کا کوئی الگ حصہ نہیں (دیکھو تفاسیر)

سلہ دیا نند یوا! پرمیشور کے نام سے کہنا کیسی خیریں کلامی ہے جس کی بابت تمہارے سوامی جی ایڈیشن ہندی میں پاپ پرش (دعظ) فرماتے ہیں۔ یا ہاتھی کے دانت دو قسم کے ہیں؛ منہ

محقق کیا اللہ مسلمانوں کا طرفدار ہے؟ اگر ایسا ہے تو ادھرم کرتا ہے۔ خدا تو ساری مخلوق کا مالک ہے۔ کیا خدا اکیلا بغیر نہیں بن سکتا؟ پہرہ ہے اس کے ساتھ رسول کو شریک کرنا بہت برا ہے؟ اللہ کا کونسا خزانہ بھرا ہے جو چرایا جا سکے۔ کیا رسول کی اور اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور سب کی خیانت کیا کریں؟ اس قسم کی تعلیم جاہل اور ادھرمیوں کی ہو سکتی ہے۔ بھلا خدا اگر مکر کرتا اور مکاروں کا ساتھی ہے تو پھر وہ خدا مکار، فریبی اور ادھرمی کیوں نہیں؟ اس لئے یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ کسی مکار فریبی کا بنایا ہوا ہوگا۔ نہیں تو ایسی فضول باتیں کیوں لکھی ہوتیں؟ مگر ہمیں کیا ضرورت؟

مدقق نمبر ۱۲ و ۵۳ و نمبر ۷۵ و نمبر ۵۰ وغیرہ میں سب باتوں کا مفصل جواب آچکا ہے۔ سوامی جی کو تو نمبر شماری کا شوق چراجاتا ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ اللہ کا کونسا خزانہ ہے۔ ہم کئی دفعہ عرض کر آئے ہیں کہ سوامی جی اگر کسی مولوی صاحب کے پاس تھوڑی مدت ٹھہر کر قرآن شریف کی کوئی تفسیر پڑھ یا سن لیتے تو ایسے دھکے نہ کھاتے۔ سوامی جی! قرآن امانت خداوندی کی تفسیر خود کرتا ہے سنو

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا[1]

احکام خداوندی خدا کی امانت ہیں۔ پس آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ احکام شریعت میں غفلت اور سستی نہ کرو۔ بتلائیے! بھومکا صفحہ ۵۰۲ کا مصداق کون ہے؟

ہاں یہ نئی منطق ہے کہ اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور سب کی خیانت کیا کریں؟

یہ بالکل اسی قسم کی تقریر ہے جو کسی اجڈ طالب علم نے کھڑے پانی میں پاخانہ پھر دیا دوسرے نے اس کو ٹوکا اور کہا کہ حدیث میں کھڑے پانی کے اندر بول کرنے سے منع آیا ہے تو نے یہ کیا کیا۔ اجڈ بولا۔ بول کرنے سے منع ہے پاخانہ سے تو منع نہیں۔ ورنہ

[1] ہم نے اپنے احکام آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر نازل کئے (یعنی ان کو مناسب حال ان کے مامور کیا) ان سب نے تعمیل کی مگر انسان نے اس امانت میں خیانت کی بیشک انسان بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔

لفظ دکھاؤ۔ ایسی بے سمجھی کی ہم بھی داد دیتے ہیں۔ سوامی جی کو معلوم نہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں (مسلمانوں کی اس میں کوئی خصوصیت بھی نہیں۔ ہر ایک مذہب بلکہ ہر ایک سلطنت کا یہی دستور ہے کہ) دوسری قوموں کے ساتھ دو طرح سے معاملہ ہوتا ہے۔ اگر وہ صلح سے ہیں تو صلح ہے اور اگر برسر جنگ ہیں تو جنگ۔ معاہدین کا حکم شریعت اسلام میں وہی ہے جو آپس میں مسلمانوں کا ہے۔ حربیوں (جنگیوں) کا حکم وہی ہے جو منو جی کا پرمان ہے۔ سنو!

اس (دشمن) کے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارا خوراک، پانی اور ایندھن کو تلف و خراب کر دیوے" (مندرجہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶)۔

مضمون تو صاف ہے مگر اس کا کیا علاج ہو کہ:۔

"ناپاک باطن والوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (وید بکا صفحہ ۵۲)

(۵۷) اور لڑو اُن سے یہانتک کہ نہ رہے فتنہ یعنی غلبہ کفار کا اور ہووے دین تمام واسطے اللہ کے اور جانو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ لو کسی چیز سے تحقیق واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اوسکا اور واسطے رسول کے (آیت ۳۸-۴۰)

محقق ایسی بے انصافی سے لڑنے لڑانے والا مسلمانوں کے خدا کے سوائے امن میں مخل دوسرا کون ہوگا؟ اب دیکھئے یہ کیسا مذہب ہے؟ کیا اللہ اور رسول کے نام پر سب جہان کو لوٹنا لٹوانا غارت گروں کا کام نہیں ہے؟ اور کیا خدا بھی لٹیرا ہے کہ لوٹ کا مال کا حصہ دار بنیگا؟ ایسے غارتگروں کے طرفدار بننے سے خدا اپنی خدائی میں بٹہ لگاتا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی کتاب ایسا خدا اور ایسا پیغمبر جہان میں ایسے جنگ وجدل کرانے اور امن عامہ میں رخنہ انداز بنکر لوگوں کو تکلیف دینے کے لئے کہاں سے آگئے؟ اگر ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شاداں و فرحاں رہتی دمزے سے عیش ہوتے اور شراب کباب اڑاتے پھرتے)

مدقق جہاد کے متعلق مفصل نمبر ۲ وغیرہ میں موجود ہے۔ غنیمت کے متعلق نمبر ۹ میں

لکھ آئے ہیں :-

ہاں یہ خوب کہی کہ " ایسے مذہب دُنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شاداں وفرحاں رہتی " مگر کیا کریں وید بھگوان نے بھی تو یہی پرمان دیا کہ :-

" تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں روگرداں اور پسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار کارگزار اور نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار (ہے مہاراج! اتنی کھیگی اور گُصہ) شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے " (رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۱۲ منتر ۲)

سوامی جی! آیت موصوفہ تو خود امن کا اظہار کر رہی ہے۔ دیکھئے کس وضاحت سے لکھا ہے اور آپ نے بھی بڑے جوش سے نقل کیا ہے کہ " لڑو اُن سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ " جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بغرض قیام امن لڑنا منظور ہے

کہیئے! عقل بڑی یا بھینس؟

سوامی جی! آپ کی طرح بہت سے ریفارمروں نے یہ تعلیم دی یا اُن کے ذمہ لگائی گئی کہ :-

" جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا گال بھی اُس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجھ پر نالش کر کے تیری قبا لے کرتے کو بھی اُسے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لیجاوے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے کچھ مانگے اُسے دے اور جو تجھ سے قرض چاہے اُس سے منہ نہ موڑ " (انجیل متی ۵ کی ۴۰)

مگر ان احکام سے بجز زبان کی تری کے اور بھی کچھ حاصل ہے؟ اعتبار نہ ہو تو عیسائی قوموں کا حال دیکھ لو جنہوں نے خود ہی ایسے احکام کو ردی کے صندوق میں ڈالکر ثابت کر دیا کہ ؎

ہمچنیں رقاص را با عُدو وصولِ ایں چنیں

کیوں نہ ہو، قانونِ قدرت کا مقابلہ کوئی آسان کام نہیں دشمنوں کی مدافعت فطرت انسانی ہے مفصل دیکھنا ہو تو تقابل ثلاثہ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ پڑھو۔ یا

الہامی کتاب مصنفہ فقیر دیکھو۔

(۰۸) اور کاش کے دیکھے تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں یعنی روحیں اُن لوگوں کی کہ کافر ہوئے فرشتے مارتے ہیں منہ اُن کے اور پیٹھیں اونکی اور کہتے ہیں چکھو تم عذاب جلنے کا۔ پس ہلاک کیا ہم نے اونکو ساتھ گناہوں اُن کے کے اور ڈبایا ہم نے قوم فرعون کو۔ اور تیاری کرو واسطے اُن کے جو کچھ تم کر سکو (آیت ۴۸-۵۲-۵۸)

محقق کیوں جی آجکل تو روس نے روم کی اور انگلینڈ نے مصر کی خوب گت بنائی ہے اب فرشتے کہاں سو گئے؟ پہلے خدا اپنے بندوں کے دشمنوں کو مارتا ڈبوتا تھا۔ اگر یہ سچی بات ہو تو آجکل بھی ایسا کرے چونکہ ایسا نہیں کرتا۔ اسلئے یہ بات ماننے کے لائق نہیں دیکھیے یہ کیسا بُرا حکم ہے کہ جو حتی الوسع غیر مذہب والوں کے لئے تکلیف دہ کام کیا کرو۔ ایسا حکم عالم و دیندار رحیم کا نہیں ہو سکتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ خدا رحیم و عادل ہے۔ ایسی باتوں سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے خدا سے انصاف اور رحم وغیرہ نیک اوصاف دُور بھاگتے ہیں +

مدقق اس کا جواب نمبر ۱۵ میں مفصل ذکر آئے ہیں ہاں یہ کہدینا ضرور ہے۔ کہ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ سوامی جی نے اس آیت کو بالکل نہیں سمجھا۔ ایک تو یہ آیت کفار کی موت طبعی کے وقت سے متعلق ہے جس کو سوامی جی نے جہاد کے متعلق بنایا۔ دوم یہ بھی غلطی ہے کہ "حتی الوسع غیر مذہب والوں کو تکلیف دہ کام کیا کرو" بلکہ آیت کا مطلب صاف ہے پہلے عربی عبارت سنو!

اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

جسکا پورا ترجمہ اور اصل مطلب منوجی کے پرمان ہیں ادا کرتا ہوں سُنیئے!

"سیاستِ ملکی کو جاننے والا اوا اسلئے ملک راجہ ایسی مناسب تجاویز عمل میں لاوے کہ کسیطرح اس کے معاون بے تعلق لوگ اور دشمن زیادہ طاقت ور نہ ہو جائیں"

(مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۲۰۰)

یہی مطلب آئت موصوفہ کا ہے کہ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے فوجی قواعد اور گھوڑ دوڑ وغیرہ لوازمات فوجی میں چست وچالاک رہو +

پنڈت جی نے جس لفظی ترجمہ سے آئت کا ترجمہ نقل کیا ہے اُس میں بھی یُوں لکھا ہُوا موجود ہے "اور تیاری کرو واسطے اُن کے جو کچھ کر سکو تم قوت سے اور باندھنے گھوڑوں سے" جسکا مطلب اردو کے محاورہ میں وہی ہے جو ہم نے تبلایا۔

(۱۸) اے نبی کفایت تجھ کو اللہ اور ان کو جنہوں نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے اے نبی رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے۔ اگر ہوویں تم میں سے بیس صبر کرنیوالے غالب آویں دو سو پر۔ پس کھاؤ اُس چیز سے کہ غنیمت کیا ہے تم نے حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے (آئت ۶۲-۶۳-۶۵-۶۹)

محقق بہلا یہ کون سے انصاف علمیت اور دہرم کی بات ہے کہ جو اپنی پیروی کرے اور خواہ بے انصاف ہی کیوں نہ ہو اُسکی طرفداری کریں اور فائدہ پہنچاویں۔ اور جو رعایا کے امن میں خلل انداز ہو کر جنگ کرے اور کرادے اور لوٹ کے مال کو حلال بتادے اُسے بخشندہ اور مہربان ناموں سے موسوم کیا جاوے یہ تعلیم خدا کی تو کیا بلکہ کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسی ایسی باتوں سے قرآن خدا کی کلام ہرگز نہیں ہو سکتا +

مدقق مفصل جواب پہلے کئی دفعہ لکھا جا چکا ہے بالخصوص نمبر ۲ و نمبر ۶، ملاحظہ ہو سوامی جی یہ بھی قرآن شریف کا اور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ ہے کہ آپ جیسے لائق ودوان (عالم) کو قرآن شریف پر اعتراض کرنے کی سوجھی اعتبار نہ ہو تو قرآن مجید کی آئت کو غور سے سُنو!

كَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا

؎ اسی طرح ہمنے ہر نبی کے لئے جنوں اور انسانوں میں گمراہ لوگوں کو دشمن بنایا ہے جو ایکدوسرے کو دہوکہ اور فریب کی باتیں سُناتے رہتے ہیں +

سماجیو! اس آیت کا ترجمہ خوب سمجھ کر ہماری داد دو۔

(۴۲) سورہ توبہ :- ہمیشہ رہینگے بیچ اس کے تحقیق اللہ نزدیک اُن کے ہے ثواب بڑا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مت پکڑو باپوں اپنے کو اور بھائیوں اپنے کو۔ دوست اگر دوست رکھیں کفر کو اوپر ایمان کے پھر اتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر رسول اپنے کے اور اوپر مسلمانوں کے اور اتارے لشکر نہیں دیکھا تم نے اور عذاب کیا اُن لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور یہی ہے سزا کافروں کی۔ پھر پھر آئیگا اللہ پیچھے اُن کے اوپر اور لڑائی کرو۔ اُن لوگوں سے کہ جو ایمان نہیں لاتے (آیت ۲۰-۲۱-۲۴-۲۵-۲۷)

محقق بھلا جو بہشت والوں کے نزدیک اللہ رہتا ہے تو محیط کل کیونکر ہوسکتا ہے اگر محیط کل نہیں تو دنیا کا بنانے والا اور عادل نہیں ہوسکتا اور لوگوں کو اپنے ماں۔ باپ بھائی اور دوست سے جدا کرانا صرف بے انصافی کی بات ہے۔ ہاں اگر وہ بُری تعلیم دیں تو نہ ماننی چاہئے لیکن اُن کی خدمت ہمیشہ کرنی چاہئے پہلے خدا مسلمانوں پر مہربان تھا اور ان کی مدد کے لئے لشکر اوتارتا تھا۔ اگر یہ بات سچ ہوتی۔ تو اب ایسا کیوں نہیں کرتا؛ اور اگر پہلے کافروں کو سزا دیتا تھا اور پھر اُن پر رحمت کرتا تھا تو اب کہاں گیا ہے؛ کیا خدا لڑائی کے بغیر ایمان قائم نہیں کرسکتا ایسے خدا کو ہماری طرف سے ہمیشہ تلانجلی ہے خدا کیا ہے ایک تماشہ گر ہے؛

مدقق سوامی جی کا بیان بالکل سچ اور سونے سے لکھنے کے قابل ہے کہ آگے پیچھے کو نہ دیکھ کر اٹکل پچو من گھڑت کلام کے معنی کرنیوالے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا (بھومکا صفحہ ۵۲)

سوامی جی کو پہلے آئت کا صحیح ترجمہ بتلاتے ہیں امید ہے کہ صحیح ترجمہ سُنتے ہی آپ کو اپنے سوالوں کی قدر معلوم ہو جائیگی۔ آپنے شاہ رفیع الدین صاحب کا لفظی ترجمہ مدنظر رکھا ہے مگر افسوس کہ اُسے بھی نہیں سمجھا گو وہ ترجمہ بوجہ عربی کے لفظی ترجمہ ہونے اور دونوں زبانوں (عربی اور اردو) کے محاوروں کی مغائرت کے مطلب خیز نہیں تاہم چونکہ آپنے اُسی کو پیش نظر رکھا ہوا ہے اس لئے بہتر ہے کہ اُسی میں

سے نقل کر کے سماجیوں سے آپکی سمجھ اور دیانت داری کی داد دلوائیں پس سماجیو! سُنو! اصل آیت یہ ہے:-

لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

(الترجمہ) واسطے اُن کے بیچ اس کے نعمت ہے پائدار ہمیشہ رہینگے بیچ اُسکے ہمیشہ تحقیق اللہ نزدیک اُس کے ہے ثواب بڑا +

سوامی جی نے اس میں کیا کمال کیا ہے۔ ایک تو "اُسکے" کے لفظ کو "اُنکے" سے بدلا۔ دوم اس سارے کو پہلے کلام سے ملا دیا۔ سوم "ثواب بڑا" کا لفظ بے تعلق چھوڑ دیا۔ معلوم نہیں مبتدا ہے یا خبر چہارم آیت کا شروع ہی ہضم۔ پھر بتلائیے مطلب کیوں نہ بگڑے سچ ہے ؎

لطف پر لطف ہے لائیں میری یار کی یار + حاسِطی سے گرچ نکلتا ہے ہوز سے ہمار

آیت کا با محاورہ ترجمہ یہ ہے "اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے" (دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب)

سماجیو! قرآن مترجم کو دیکھو اور سوامی کی محنت اور دیانت کی داد دو +

ماں باپ کو چھوڑنے کے وہی معنے ہیں۔ جن پر آپ نے بھی دستخط کئے ہیں۔ یعنی اونکی بُری تعلیم کو نہ ماننا اور باقی امور میں اون سے سلوک کرنا واجب ہے سنو! قرآن شریف بتلاتا ہے:-

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

سوامی جی! بتلائیے اب بھی کچھ صفحہ ۵۷) ہاتھی دانت ہیں یا کچھ اور؟

کافروں کی باتوں کا جواب نمبر ۲ و نمبر ۱۵ وغیرہ میں ملاحظہ ہو +

(۸۳) اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پہنچا دے تم کو اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے (آیت ۹۴)

ل اگر ماں باپ تجھ کو مجبور کریں کہ میرے ساتھ شرک کر تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیاوی باتوں میں اُن سے سلوک کر و

محقق کیا مسلمان ہی خدا کی پولیس بنگلے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے یا مسلمانوں کی ہاتھ سے غیر مذہب والوں کو گرفتار کرتا ہے؛ کیا دوسرے کروڑوں آدمی خدا کو ناپسند ہیں؛ اور مسلمانوں کے گناہگار بھی پسند ہیں؛ اگر ایسا حال ہے۔ تو اندھیر نگری چوپٹ راجا کی مثال صادق آئیگی تعجب ہے کہ عقلمند مسلمان بھی اس بے بنیاد اور نامعقول مذہب کے قائل ہیں +

مدقق مفصل جواب نمبر ۲ وغیرہ میں آچکا ہے سوامی جی! ایک بات کو بڑ مطلب بار بار کہتے جانا باتی بلونا ہوتا ہے تعجب ہے۔ عقلمند آریہ ایسے بے بنیاد اور نامعقول اعتراضات کو سُن کر بھی سوامی جی کو لیڈر مانتے ہیں اور نیوگ جیسی غلط اور ناجائز تعلیم کو سُن کر بھی وید وید کہے جاتے ہیں اور شرماتے نہیں۔ افسوس! افسوس! افسوس!

(۴۸) وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتیں چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اُس کے اور گھر پاکیزہ بیچ بہشتوں عدن کے۔ اور رضامندی طرف اللہ کی سے بہت بڑی ہے یہ وہ ہے مراد پانا ہمیں ٹھٹھا کرتے ہیں اون سے ٹھٹھا کرتا ہے اللہ اون سے (آئت ۶۹-۷۵)

محقق یہ خدا کے نام سے مرد و زن کو اپنے مطلب کے لیئے لالچ دینا ہے کیونکہ اگر ایسا لالچ نہ دیتے تو کوئی محمد صاحب کے دام میں نہ پھنستا ایسا ہی اور مذہب والے بھی کیا کرتے ہیں۔ آدمی تو باہم ٹھٹھا ہی کیا کرتے ہیں لیکن خدا کو کسی سے ٹھٹھا کرنا واجب نہیں ہے یہ قرآن کیا ہے بڑی کھیل ہے +

مدقق نمبر ۲ و نمبر ۲۱ میں کہیں ایک جگہ اس کا جواب مل سکیگا۔ سوامی جی ہمیشہ ہو سکا صفحہ ۱۰ کو بھول جاتے ہیں۔

"جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے"

پس آئت کے معنی صاف ہیں کہ خدا اُن کو ٹھٹھے کی سزا دیگا یا ذلیل کریگا کیونکہ جس لفظ کا یہ (ٹھٹھا) ترجمہ ہے وہ "استہزا" ہے جسکے معنی لغت میں حقارت کے بھی ہیں

اور ٹھٹھے میں ایک قسم کی حقارت ہوتی ہے۔ پس آئت کے معنی صاف ہیں کہ اللہ انکو ذلیل کریگا۔ مفصل نمبر ۱۶ میں ملاحظہ ہو +

(۸۵) لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اُسکے جہاد کیا اونہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنے کے اور یہ لوگ واسطے اونہیں کے ہیں بھلائیاں اور مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں اُن کے کے پس وے نہیں جانتے (آئت ۸۸-۸۹)

محقق } اب دیکھئے خود غرضی کی بات کہ وہی اچھے ہیں کہ جو محمد صاحب پر ایمان لائے اور جو نہیں لائے وہ بُرے ہیں۔ کیا یہ بات تعصب اور جہالت سے بھری ہوئی نہیں ہے؟ جب خدا نے مہر ہی لگادی تو انکا قصور گناہ کرنے میں کوئی بھی نہیں بلکہ خدا ہی کا قصور ہے۔ کیونکہ اُن بیچاروں کو بھلائی کرنے سے دلوں پر مہر لگاکر روک دیا یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے۔

مدقق } نمبر ۳۳ و نمبر ۶۰ و نمبر ۶۵ وغیرہ ملاحظہ ہو +

(۸۶) لے مال اُن کے سے خیرات کہ پاک کرے تو اُن کو یعنی ظاہر اور پاکیزہ کرے تو اُن کو ساتھ اُس کے یعنی باطن میں۔ تحقیق اللہ نے مول لی ہیں مسلمانوں سے جانیں اُنکی اور مال اُن کے بدلے اُس کے کہ واسطے اُن کے بہشت ہے لڑینگے بیچ راہ اللہ کے پس مارینگے اور مارے جاوینگے (آئت ۹۹-۱۰۷)

محقق } واہ جی واہ! محمد صاحب آپ نے تو گوکلئے گسائیوں کی ہمسری کرلی۔ کیونکہ جن کا مال لینا اونہیں کو پاک کرنا تو گسائیوں کا کام ہے۔ واہ اللہ میاں آپ نے اچھی سوداگری جاری کی کہ مسلمانوں کی معرفت غریبوں کی جانیں لینا ہی نفع سمجھ رکھا ہے اور یتیموں کو مروانے اور ظالموں کو بہشت دینے سے مسلمانوں کا خدا بے رحم اور غیر منصف ہو کر اپنی خدائی میں بٹہ لگا بیٹھا ہے اور عقلمند شریفوں کے نزدیک قابل نفرت ہو گیا ہے +

مدقق } اوہو! اوہو!! پنڈت جی! آپ نے بھی تو مذہبیوں کی ہمسری کرلی کہ

متکلم کے خلاف منشا، دیخالف مراد معنی لیکر عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہو (دیباچہ ستیارتھ پرکاش)

سوامی جی! یہ مال کہاں خرچ ہوگا؟ جہاں منوجی پرمان (حکم) دیتے ہیں غور سے سنو!

"بہت ہو سرمایہ کو ویدوں (قرآن) کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت طالبعلم اور واعظان طریقت وید (قرآن) اور محتاجوں یتیموں کی پرورش میں صرف کریں۔ منوادھیائے ۹۹ مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۱۹۰"

اگر اعتبار نہ ہو تو قرآن میں دیکھ لو۔ اس مال کا مصرف کیا تبلایا ہے پڑھو!

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

سماجیو! تبلاؤ منوجی کے پرمان سے یہ مصرف ضروری اور مفصل ہیں یا نہیں سوامی جی نے خیال کیا ہوگا کہ یہ مال پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صرف میں لاتے ہونگے مگر اون کو یہ خبر نہیں کہ اپنی ذات خاص کے علاوہ اپنی کل اولاد بلکہ کل کنبہ بلکہ چچوں کی اولاد تک بھی اس مال میں سے ایک حبہ تک کا لینا روا نہیں رکھا۔ بلکہ ہمیشہ اونہی لوگوں کو دیتے رہے جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے۔ مگر

"یہ محل وموقع مناسب نہ دیکھ کر صرف منتر (یا آیت) کا ترجمہ لفظی سنکر اعتراض کرنیوالے جاہلوں کو علم کہاں" (بھومکا صفحہ ۵۲)

باقی حصہ کا جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

(۸۷) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ لڑو لوگوں سے جو پاس تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیے پاویں بیچ تمہارے سختی۔ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے

ف صدقات صرف فقیروں مسکینوں اور ان کو جمع کر کے لانیوالوں اور اسلام سے محبت رکھنے والوں کیلئے ہیں اور غلام آزاد کرانے کیلئے ہیں قرضداروں کیلئے اور فوج کی تیاری کیلئے اور مسافروں کے لئے یہ خدا کا مقرر حکم ہے (اسکے خلاف ہو) اور خدا سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے۔

ہیں بیچ ہر برس کے ایک بار یا دو بار سپھر نہیں توبہ کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں (آیت ۱۱۹-۱۲۲)

محقق دیکھئے محسن کشی کی تعلیم خدا مسلمانوں کو سکھلاتا ہے کہ پڑوسیوں اور غلاموں سے لڑائی کرو۔ اور موقع پاکر لوٹو یا قتل کرو۔ ایسی باتیں مسلمانوں سے بہت پھیلی ہیں۔ گویا اسی قرآن کی تحریر سے اب تو مسلمان سمجھ کر قرآن کی ان برائیوں کو چھوڑ دیں تو بہت اچھا ہے +

مدقق ع "سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست"

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر جہاد کی نوبت آوے اور جو شرائط جہاد کی ہیں جن کا کسی قدر ذکر نمبر ۲ میں ہو چکا ہے متحقق ہو جائیں تو نزدیک والے دشمنوں سے جو ملک کی حدود سے متصل ہوں پہلے لڑنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ اُن کو بغل کا سانپ چھوڑ کر دور دراز والوں سے لڑنے جاوے۔ اسی کے مطابق منوجی کا پرمان سنو!

"جس طرف لڑائی ہو رہی ہو۔ اُسی طرف فوج کا سامنا کرے۔ لیکن دوسری طرف پختہ انتظام رکھے ورنہ پیچھے سے یا بغل میں سے دشمنوں کی گھات کا ہونا ممکن ہے"

مندرجہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۰ +

سماجیو ایسی فاش غلطیاں دیکھ کر سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش کو بند کر دو تو اچھا ہے ورنہ پچھتاؤ گے مگر کام نہ آئیگا +

"مضمون تو صاف ہے لیکن ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقفی علم کہاں" (دیکھو سکھا ۱۶۰)

(۱۰۶) **سورہ یونس** "تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے تدبیر کرتا ہے کام کی (آیت ۳)"

محقق آسمان یعنی آکاش ایک غیر مرکب ازلی شے ہے اس کی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا کہ مصنف قرآن علم طبعیات کو بھی نہیں جانتا تھا۔ کیا خدا کو دنیا چھ دن تک بنانی پڑتی ہے؛ قرآن میں جب لکھا ہے کہ ہو جا اور اتنا کہنے سے دنیا ہو گئی تو پھر چھ دن لگنا جھوٹ ہے اگر وہ محیط کل ہوتا تو آسمان پر کیوں قرار پکڑتا

اور جب کام کی تدبیر کرتا ہے تو گویا تمہارا خدا مثل انسان کے ہے کیونکہ اگر ہمہ دان ہوتا تو بیٹھا بیٹھا کیوں سوچتا؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کو نہ جاننے والے وحشی لوگوں نے یہ کتاب بنائی ہوگی۔

مدقق کیسا احمق ہے وہ شخص جو شیشوں کا گھر بنا کر دوسروں پر پتھر برسائے سماجیو! پرمیشور کی آگیا سنو!

"اس پرمیشور کے من یعنی وچار یا غور و فکر کرنے والی قدرت سے چاند پیدا ہوا اور چکشو یعنی پرنور قدرت سے سورج ظاہر ہوا۔ اور شرونر یعنے اکاش صورت قدرت سے **اکاش (آسمان) پیدا ہوا**" (یجر وید ادھیا ۲۱ منتر ۱۲)

سوامی جی کا پرمان بھی سنو!

"پرماتما نے پہلے اکاش (آسمان) کیا اس اکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اناج۔ اناج سے ویرج ویرج سے انسان پیدا کئے (اپدیش منجری صفحہ ۵۶)

اور سنو!

"اکاش اور پرماتما کا ادھار آدھیہ ہمیشہ ہے یعنے پرمیشر کے سہارے اکاش ہے"۔ (ایضاً صفحہ ۸۵)

پس ہم سوامی جی کے فقرے دہرا کر سماجیوں سے پوچھتے ہیں:-

اکاش ایک غیر مرکب ازلی شے ہے۔ اس کی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا کہ وید کا مصنف اور مفسر (سوامی جی خود بدولت) علم طبعیات کو بھی نہیں جانتا تھا (حیرت)

سماجیو! اس کا کچھ جواب دے سکتے ہو؟ (مزید توضیح نمبر ۱۲۹ میں دیکھو)

چونکہ آپ نے آسمان کے انکار کی کوئی دلیل نہیں بتلائی۔ اس لئے ہماری طرف سے سردست اتنا ہی کافی ہے اگر کوئی آپ کا چیلہ دلیل بتلاویگا تو ہم بڑی خوشی سے سنینگے اور معقول جواب[1] دینگے۔ آپ کی طرح صرف اتنے پر قناعت نہیں کرینگے۔

[1] چنانچہ ہم نے بجواب تہذیب مہاشہ دھرمپال میں دیا گیا ہے۔ منہ

"جب وید کہتا ہے تو دوسرے ملک والوں کی من گھڑت باتوں کو عقلمند لوگ کبھی نہیں مان سکتے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۰)

سماجیو! دلیل بتلاتے ہوئے کسی پروفیسر کا قول بلا دلیل نہ لکھ دینا یاد رہے میدان مناظرہ ہے سماج مندر نہیں ہے

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں ہرتی صاحب یہاں پگڑی اُچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

خدا کے کاموں میں آپکو ہمیشہ شبہ ہوتا ہے۔ کیا چھ مہینوں میں کھیت پکتے ہیں۔ نو مہینوں میں آدم زاد اور گئو ماتا بچہ دیتی ہے۔ خدا کو سال بھر تک بچہ بنانا پڑتا ہے (توبہ توبہ) سوامی صاحب! قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ "ہوجا" کہنے سے دنیا ہو گئی۔ اگر کوئی آپ کا چیلہ وہ مقام ہمیں بتلادے تو ہم سے مبلغ یکصد روپیہ نقد انعام پاوے۔ وہ یوں ہے کہ جب خدا کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو صرف "ہوجا" کہتا ہے تو وہ یوں ہوجاتی ہے۔ اس مقام کو چھ دن والے مقام سے کوئی تعارض نہیں۔ دُنیا کی مختلف کیفیتیں خدا نے پیدا کی ہیں جب کسی کیفیت کو حسب اقتضاء حکمت پیدا کرنا چاہا "ہوجا" کہا وہ کیفیت پیدا ہوگئی۔ آپ نے اگر بچہ کی پیدائش پر غور کیا ہوتا۔ تو آپ کو معلوم ہوتا کہ بظاہر تو بچے کی پیدائش میں نو ماہ لگ جاتے ہیں مگر حقیقت میں اُسکی ان گنت کیفیات ہوتی ہیں کہ ہر آن بدلتی ہیں اور ہر آن خدا انکو اپنے قانون قدرت سے "ہوجا" کہتا ہے اور وہ ہوتی جاتی ہیں پس دونوں آیتوں کا مطلب بالکل متفق ہے فرق صرف آپکی سمجھ یا تعصب کا ہے سو اسے چھوڑیئے (مزید توضیح کسی اور مقام پر بھی ملیگی)

خدا کے تدبیر کرنے کے معنے حکمت کے ہیں۔ وہ تدبیر نہیں جو آئندہ کے نفع نقصان سوچنے سے ہوتی ہے اور کبھی غلط بھی ہوجاتی ہے کیونکہ:۔

"جہاں معنے میں غیر امکان ہو۔ وہاں مجاز ہوتا ہے" (بھومکا صفحہ ۱۰)

چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں قرآن عالم الغیب ہونا بھی بتلاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تدبیر کے معنے سوچ بچار کے ہوں ؛

(۸۹) اور ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے (آیت ۵۵)

محقق کیا خدا مسلمانوں کا ہی ہے؟ دوسروں کا نہیں؛ اور کیا وہ طرفدار ہے کہ مسلمانوں ہی پر رحم کرتا ہے اور دوسروں پر نہیں۔ اگر مسلمانوں سے مراد ایماندار ہیں تو ان کے لئے ہدایت کی ضرورت ہی نہیں اور اگر مسلمانوں کے سوائے دوسروں کو ہدایت نہیں کرتا تو خدا کا علم بے فائدہ ہے۔

مدقق مفصل جواب نمبر ۵ و نمبر ۴۷ وغیرہ نمبروں میں آچکا ہے یہاں پر صرف سوامی کے پرمان پر قناعت کی جاتی ہے پس سنو!

ان چودہ سملاسوں کو جو شخص تعصب چھوڑ کر انصاف کی نظر سے دیکھیگا اُس کے آتما (دل) میں سچے معنوں کی روشنی سے راحت پیدا ہو گی اور جو شخص ضد اور تعصب سے دیکھے سُنیگا۔ اُس پر اس کتاب کا مطلب ٹھیک ٹھیک واضح ہونا بہت مشکل ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۲)

جس طرح آپ کی کتاب سب لوگ دیکھتے ہیں حتیٰ کہ میں بھی اسوقت دیکھ رہا ہوں اور واقعی مجھے اس سے بہت کچھ فائدہ بھی ہُوا ہے کہ میں قرآن کا سچی الٰہی کتاب ہونا اسمیں بھی گویا لکھا ہُوا پاتا ہوں۔ لیکن تاہم مطلب یابی میں لوگ مختلف ہیں جسطرح آپکے حسب منشا بہت کم لوگ نصیحت پاتے ہیں جن کا نام آپنے غیر متعصب رکھا ہے ایسے ہی لوگوں کے لئے قرآن رحمت ہے۔ اور ایسے ہی غیر متعصبونکو قرآن مجید کے محاورہ میں مسلمان کہتے ہیں۔ مفصل نمبر ۵ میں ملاحظہ ہو۔

(۹۰) سورۃ ھود۔ آزمائے تمکو کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور اگر کہے تو البتہ اُٹھائے جاؤ گے پیچھے موت کے (آیت ۷)

محقق جب خدا اعمالوں کی آزمائش کرتا ہے تو وہ ہمہ دان نہیں ہے اور اگر وہ موت کے بعد اُٹھاتا ہے۔ تو کیا دورہ سپرد رکھتا ہے اور خدا کا مردوں کو زندہ کرنا اُس کے قاعدہ کے خلاف ہے اپنا قاعدہ بدلنے سے کیا وہ اپنے آپ کو بٹہ لگا سکتا ہے؟

علم تو قو ۵۰ اس نمبر میں بھی وہی لطف ہے جو ناظرین نمبر ۲۲ میں اُٹھا چکے ہیں کہ لطف پر لطف یہ ہوا کہ اس میں میری یار کے یار نے جا بجا غلطی پر گرج لکھتا ہوں ہم ذرہ سے بھار دیکھئے " اگر کہے " الخ یہ کیا وہ کی جز اکو ہضم کر گئے بلکہ اسکو پہلے سے ملا دیا جو اس سے بالکل بے تعلق ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے قرآن میں کہاں تک غور سے کام لیا ہوگا جسکی بابت بھومکا صفحہ ۷۵ میں تاکید فرماتے ہیں یہ ہی

پنڈت مصر مشاہجی سارے اکو پچ + اوروں کریں دجا ولہ آپ نہ ہیر وچ

قیامت کا ذکر نمبر ۱۵ و غیرہ میں آچکا ہے۔ خدا کے آزمانے کے معنی یہ ہیں کہ اس امر کو لوگوں پر ظاہر کر دیوے۔ کیونکہ آزمائش جو بغرض تحصیل علم ہوتی ہے خدا کی نسبت ممکن نہیں۔ اس لئے کہ قرآن شریف نے خدا کی نسبت صاف بتلایا ہے:-

سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ

اور یہ تو بدیہی ہے

جہاں معنی میں غیر امکان ہو - وہاں مجاز ہوتا ہے (بھومکا صفحہ ۱۱)

پس آپ کا سارا تار پود ٹوٹ گیا ہے

تھے دو گھڑی کے شیخ جی شیخی بگھارتے + وہ ساری اُنکی شیخی جھڑ گئی دو گھڑی کے بعد

یہ آج سُنا کہ مُردوں کو زندہ کرنا خدا کے قاعدہ کے خلاف ہے سوامی جی سے کوئی دلیل تو کیوں پوچھنے لگا تھا اور وہ بھی کیوں بتانے لگے جبکہ سماج میں چاروں طرف چیلے چانٹوں نے گھیرا ڈالا ہو پوچھے تو کون پوچھے +

شاید پنڈت جی سمجھتے ہوں کہ آجتک ہمنے تو کبھی دیکھا نہیں کہ مُردے زندہ ہوں تو گذارش ہے مہاراج! آجتک ہمنے بھی باوجود دو ارب سال گزرنے کے "پر جلے" نہیں دیکھا اور اُسکے بعد پرمیشور اگنی - وایو وغیرہ کو خلاف قاعدہ جوان جوان پیدا کرکے دنیا کی آبادی چلائیگا - اور آئندہ کو پھر شیر خوار پیدا کریگا - سوامی جی جس طرح "پرلے" کا آنا کئی ارب سال کے بعد آپ مانتے یا جس طرح کوئی دُمدار ستارہ سالہا

خدا کے نزدیک برابر ہے کوئی آہستہ بولے یا اونچی پکارے اور کوئی اسکو چھپ کر چلے یا دن میں ظاہر لوگوں کے سامنے

سال بعد نکلا کرتا ہے۔ اسی طرح مردوں کے زندہ ہونے کا بھی ایک وقت ہے جسکو خلافِ قاعدہ کہنا آپ جیسے ودوانوں (علم داروں) سے بعید ہے باقی نمبر ۱۵ میں ملاحظہ ہو +

۹۱) اور کہا گیا اے زمین نگل جا پانی اپنا اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک ہو گیا۔ اور اے قوم یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی۔ بس چھوڑ دو اسکو کہ کھاتی پھرے بیچ زمین کے اللہ کی (آیت ۴۴-۶۴)

محقق } کیا طفولیت کی بات ہے! زمین اور آسمان کبھی بات سن سکتے ہیں؟ واہ جی واہ! خدا کی اگر اونٹنی ہے تو اونٹ بھی ہوگا؛ پھر ہاتھی گھوڑے گدھے وغیرہ بھی ہونگے؛ اور خدا کا اونٹنی سے کھیت کھلانا کیا اچھی بات ہے کیا اونٹنی پر چڑھتا بھی ہے؛ اگر ایسی باتیں ہیں تو نوابی کی سی گھسر پسر خدا کے گھر میں بھی ہے +

مدقق } کیسی بچپنے کی باتیں ہیں "تو آشنائے حقیقت نۂ خطا اینجاست" سوامی جی! آیت کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین اور آسمان کو حکم دیا رہا یہ کہ کس طرح دیا جس طرح اور احکام خداوندی ان کے متعلق دیے جاتے ہیں۔ اوپر سے پانی برسنا نیچے سے انگوریوں کا پیدا ہونا کیا بلا حکم خداوندی ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسیطرح سمجھو اور اگر تم اپنے مذاق پر سمجھنا چاہو تو سنو!

پچھلے جنم کے کئے ہوئے پاپ اور پن کے مطابق سزا یا جزا پانیوالا جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا۔ پانی۔ نباتات وغیرہ وغیرہ اشیا میں داخل ہو کر اپنے پاپ اور پن کے مطابق کسی جون میں پڑتا ہے (بھومکا صفحہ ۱۲۱)

پس جس طرح ہوا وغیرہ میں جیو گھس جاتا ہے۔ اسی طرح زمین میں گھس جاتا ہوگا مگر یہ کسی منش (آدمی) کا بلکہ ادنی زمین کا۔

آپ نے قرآن نہیں پڑھا جبکہ قرآن سب دنیا کی چیزوں کو خدا کی ملک بتلاتا ہے سنو! لہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی

لہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں اور ان دونوں کے درمیان میں اور جو کچھ مٹی کے نیچے ہے سب اللہ ہی کا ہے

تو اونٹنی کو اللہ کی اونٹنی سنکر آپ کیوں تعجب کرتے ہیں سنئیے! میں آپکو ایک اور تعجب کی بات سناؤں جس پر تعجب کریں۔ تو واقعی بجا ہوگا۔ کہ آپ بھی اللہ ہی کے ہیں بلکہ آپ کی بیوی بھی ہوتی۔ تو وہ بھی اللہ کی ہوتی۔ پس جس طرح اور چیزیں اللہ کی ہیں۔ اُسی طرح وہ اونٹنی بھی اللہ کی تھی۔ ہاں یہ امر کہ اسباب کا اظہار کیوں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ حضرت صالح پیغمبر کے معجزے سے پیدا ہوئی تھی کس طرح ہوئی؟ اس کا ذکر قرآن میں نہیں۔ غرض پیغمبر کے معجزے کی سواری سمجھو یا کسی اور وجہ سے

(۹۲) اور ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جبتک رہیں آسمان اور زمین۔ اور جو لوگ کہ نیکبخت کئے گئے ہیں۔ پس بیچ بہشت کے ہیں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جبتک رہیں آسمان اور زمین (آیت ۱۰۶-۱۰۷)

محقق جب دوزخ اور بہشت میں قیامت کے بعد سب لوگ جا ئینگے تو پھر آسمان اور زمین کس لئے قایم رہینگے؟ اور جب دوزخ اور بہشت کے قیام کی میعاد آسمان اور زمین کے قیام تک ہوئی تو بہشت یا دوزخ میں ہمیشہ تک رہنگے یہ بات جھوٹی ہوگئی۔ ایسی باتیں تو جاہلوں کی ہوتی ہیں خدا اور عالموں کی نہیں ❖

مدقق سوامی جی! ہمسے پوچھ لیتے کہ جنت اور دوزخ کہاں ہونگے تو ہم ا دن کو بتلا دیتے کہ زمین پر۔ سنو! قرآن خود بتلاتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّءُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ

سوامی جی! یہی زمین یہی آسمان تھوڑی سی تبدیلی سے موجود ہونگے سنو!

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

ہمیشہ تک "جب غلط ہو کہ آپ کسی آیت سے آسمان و زمین کا فنا ابد بحتر ہوجانے ہونا ثابت کریں۔ ورنہ یہ بچوں کی سی باتیں چھوڑ دیں جس طرح جنتی جنت میں بچے رہینگے اسیطرح آسمان و زمین بھی بچے رہینگے۔

ا جنتی کہینگے سب تعریفیں خدا ہی کو ہیں جس نے ہمکو اس زمین کا مالک بنایا کہ جنت میں جہاں ہم چاہیں رہیں

۲ جس دن (یعنی بروز قیامت) زمین اور آسمان میں تبدیلی کیجاۓ گی اور سب لوگ خدا اکیلا طاقتور کے سامنے جائینگے

(۹۳) سورۂ یوسف۔ جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میرے میں نے ایک خواب میں دیکھا (آیت ۴)

محقق } اس سورۃ میں باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ کی صورت میں قصہ و کہانی درج ہے۔ اس لئے قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے کسی شخص نے آدمیوں کی تواریخ لکھدی ہے۔

مدقق } "یہ منہہ اور مسُور کی دال"۔ ہمیشہ سے آریہ سماج کو یہی خیال رہا ہے کہ الہامی کتاب میں کسی زمانہ ماضی کا ذکر نہ ہونا چاہئے۔ مگر افسوس کہ اس کتاب میں ہم نے کئی ایک مواقع پر وید کے منتروں سے ثابت کیا ہے کہ وید میں بھی ادھوری سے قصّے یا قصّوں کی طرف اشارے ہیں۔ ہمارا رسالہ حدوث وید دیکھو +

(۹۴) سورۃ رعد:۔ اللہ ہے وہ شخص کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم اوسکو پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے اور مسخر کیا سورج اور چاند کو اور وہی ہے جس نے بچھایا زمین کو۔ اتارا ہے۔ اس نے آسمان سے پانی پس بہے ۔۔۔ ساتھ اندازے اپنے کے۔ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق کو واسطے جس کی چاہے اور تنگ کرتا (آیت ۲۔۳ ۔ ۱۵۔۲۲)

محقق } مسلمانوں کا خدا علم طبعی کچھ بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا ہوتا تو آسمان کو جس میں کہ وزن نہیں ہے۔ ستون لگانے کا ذکر نہ لکھتا۔ اگر خدا کسی خاص مقام یعنے عرش پر رہتا ہے۔ تو وہ قادر مطلق اور محیط کل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر خدا بادلوں کا علم جانتا تو آسمان سے پانی اُتارا۔ اسکے ساتھ یہ کیوں نہ لکھتا کہ زمین سے پانی اُسپر چڑھایا۔ اس سے تحقیق ہوا کہ قرآن کا مصنف بادلوں کے علم کو بھی نہیں جانتا تھا۔ اور اگر نیک و بد اعمال کے بغیر رنج و راحت کو دیتا ہے تو وہ طرفدار غیر منصف اور جاہل مطلق ہے +

مدقق } بڑا ہی پاپی ہے وہ آدمی جو متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرے۔ (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲)

غرض کا جواب مفصل نمبر ۵۹ میں ملیگا۔ آسمان کے وجود کا جواب نمبر ۷ و نمبر ۵۸ و نمبر ۱۲۹ میں مرقوم ہے۔ البتہ آسمان سے بارش اُتارنے کا مضمون سوامی جی کو سمجھانا باقی ہے اگر بھومکا صفحہ ۵۲ پر عمل کرتے تو آج ہمیں یہ دقت اور اُن کو یہ ذلت نہ ہوتی۔

پس سنو! عربی میں آسمان کے معنی بلندی اور اونچی چیز کے آتے ہیں اسلئے کبھی تو یہ نیلگوں سقف مراد ہوتی ہے اور کبھی بادل یا جو کچھ ہو سکے کیونکہ:۔

"ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھکر معنے کرنے چاہئیں" (بھومکا صفحہ ۵۲)

قرآن شریف بارش کے نزول کی کیفیت خود بتلاتا ہے سنو!

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَاۗءُ[ع]

اِن آیتوں کا صرف ترجمہ سُننے ہی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح ہے اور آسمان سے مراد اونچی چیز یعنی بادل ہیں۔ نیک بد اعمال کا جواب کئی نمبروں میں آچکا ہے۔ جبتک آریہ سماج اور سماج کے بانی تناسخ کو ثابت نہ کریں اور ہماری اعتراضات اُسپر سے نہ اُٹھالیں۔ اس مسئلہ کو بنیاد بنانے کے مجاز نہیں (دیکھو بحث تناسخ مصنفہ خاکسار رد الہامی کتاب)

(۹۵) کہہ تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اُس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے (آیت ۲۷)

محقق: جب خدا گمراہ کرتا ہے تو خدا اور شیطان میں کیا فرق ہوا جبکہ شیطان بھی دیگر گمراہ کرنے سے بُرا کہلاتا ہے۔ تو خدا بھی ویسا ہی کام کرنیسے بُرا شیطان

[ع] کیا تو دیکھنے والے نہیں دیکھتا کہ اللہ بادلوں کو چلاتا ہے پھر اُن کو جوڑتا ہے پھر ایک ایک پر تہ لگاتا ہے پھر تو بارش کو اس میں سے نکلتی دیکھتا ہے اور اوپر سے بڑی بڑی گچے اتارتا ہے اور جن میں نہایت ٹھنڈک ہوتی ہے پھر جس پر چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے پھیر لیتا ہے۔ (منہ)

کیوں نہیں؟ اور بہکانے کے گناہ کے عوض اُس کو دوزخ کیوں نہیں ملنا چاہیئے +

مدقق (۵۵) نمبر ۲ و نمبر ۱ میں مفصل جواب آچکا ہے۔

(۹۶) اسی طرح اُتارا ہے ہم نے اس قرآن کو عربی اور اگر پیروی کریگا تو خواہشوں انکی پیچھے اُس چیز کے کہ آئے تیرے پاس علم سے۔ نہیں سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پیغام پہنچانا ہے اور اوپر ہمارے حساب لینا۔ (آیت ۳۵-۳۲)۔

محقق قرآن کس طرف سے اُتارا؟ کیا خدا اوپر رہتا ہے؟ اگر یہ بات راست ہے تو وہ محدود المکان ہونے سے خدا ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا محیط کل ہے پیغام پہنچانا ہرکارہ کا کام ہے اور ہرکارہ کی ضرورت اُس کو ہوتی ہے جو مثل انسان محدود المکان ہو اور حساب لینا دینا بھی انسان کا کام ہے خدا کا نہیں کیونکہ وہ ہمہ دان ہے یہ تحقیق ہوتا ہے کہ قرآن کسی محدود العقل آدمی کا بنایا ہوا ہے

مدقق قرآن اُس طرف سے اُترا ہے جسطرف سے وید اُترا ہے +

سماجیو! سنو! سوامی جی کیا کہتے ہیں:۔

"جس طرح کہ خدا نے سنسکرت میں ویدوں کو نازل کیا ہے ایسے ہی قرآن کو نازل کرتا" (صفحہ ۶۷۳ ستیارتھ پرکاش)

خدا کے محیط کل ہونیکا ذکر نمبر ۱۸ میں آچکا ہے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ پیغمبر ہرکارہ ہے اور ہرکارہ کی ضرورت انکو ہوتی ہے جو محدود المکان ہو؟ یہ تو سچ ہے کہ پیغمبر ہرکارہ (حکم رسان) ہوتے ہیں مگر کس کے؟ سرب شکتیمان نراکار۔ جگدیشور۔ وحدہٗ لاشریک کے لیکن دوسرا فقرہ غلط ورنہ اگنی سوآیو وغیرہ ملہمان وید کی کیا ضرورت ورنہ ثابت ہوگا کہ پرمیشور محدود المکان ہے +

سماجیو! تم ہی تبلاؤ ٹھیک ہی؟ حساب لینے سے مراد جزا و سزا کا دینا ہے جسکی وجہ سے پرمیشور بہت سے ہرکاروں کو مختلف قسم کی جونوں میں بھیجتا ہی کیونکہ وہ ستیارتھ پرکاش (عبادت) نہیں کرتی

(۹۷) سورۃ ابراہیم۔ اور کیا سورج اور چاند کو ہمیشہ پھرنیوالے تحقیق انسان البتہ

ظلم کرنے والا ہے اور کفر کرنے والا (آئت ۲۶-۲۷)

محقق کیا چاند اور سورج ہمیشہ گھومتے ہیں اور زمین نہیں گھومتی اگر زمین نہ گھومے۔ تو دن رات کئی برسوں کا ہو۔ اگر انسان سچ مچ ظلم اور کفر ہی کرنے والا ہے۔ تو قرآن کے ذریعہ ہدایت دینا فضول ہے کیونکہ جن کی فطرت گناہ کرنے کی ہے۔ تو وہ ثواب کرنے کی کبھی نہ ہوسکیگی لیکن دنیا میں نیک بد دو نو قسم کے آدمی موجود ہیں۔ اس لئے ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب کی نہیں ہو سکتیں

مدقق اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں + بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں سوامی جی نمبر ۲۵ میں خود ہی سورج کو اپنے محور میں گھومتا ہوا مان آئے ہیں پس اسیطرح چاند بھی گھومتا ہے۔ یہاں زمین کی حرکت اور عدم حرکت کا ذکر ہی نہیں علاوہ اس کے بلا سے کسی دلیل سے زمین کی حرکت کا ثبوت بھی دیا ہوتا +

سوامی جی! اگر عربی منطق سے آگاہ ہوتے تو ہمیں بڑی آسانی تھی۔ کہ ہم اُن سے اتنا عرض کر دیتے کہ انسان کو جس لفظ میں کافر اور ظالم کہا گیا ہے وہ یہ ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ[1]

ایسے فقرہ کو اہل منطق قضیہ مہملہ کہتے ہیں کلیہ نہیں جسکے اردو میں یہ معنی ہیں کہ مجمل طریق سے بعض افراد انسانی پر حکم ہے کہ وہ اپنی خصلت میں ایسے ہوتے ہیں جیسے آپ بھی لکھتے ہیں :-

"کبھی بن پوچھے یا بے انصافی سے پوچھنے والے کو یعنی جو فریب سے پوچھتا ہو اسکو جواب دیوے اُن کے سامنے عقلمند آدمی بے حس شے کیطرح خاموش رہے البتہ جو فریب سے خالی اور متلاشی حق ہو اُن کو بن پوچھے بھی اُپدیش کرے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵)

پس ایسے لوگوں کے حق میں ویدوں کا الہام ہونا ہی فضول ہے +

سوامی جی! اسیطرح قرآن کی آئت کا مطلب ہے کہ بعض لوگ اپنی بدعملی یا بدصحبتی سے ایسے ضدی اور متمرد ہو جاتے ہیں کہ وہ قابل خطاب نہیں سمجھے جاتے فطرت تو سب کی یکساں ہے

[1] بیشک انسان بڑا ظالم۔ کافر۔ ناشکرا ہے +

(۹۸) سورۂ حجر۔ پس جب درست کروں میں اُسکو اور پھونک دوں بیچ اُس کے روح اپنی سے پس گر پڑو واسطے اُس کے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے رب میرے بسبب اسکے کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو البتہ زینت دونگا۔ میں واسطے اُن کے بیچ زمین کے اور گمراہ کرونگا (آیت ۲۹۔ ۳۹ لغایت ۴۰)

محقق اگر خدا نے اپنی روح آدم صاحب میں ڈالی تھی تو وہ بھی خدا ہوا اور اگر وہ خدا نہ تھا۔ تو سجدہ کرنے میں اپنا شریک کیوں کیا؟ جب شیطان کو گمراہ کرنیوالا خدا ہی ہے تو وہ شیطان کا بھی شیطان بڑا بھائی اوستاد کیوں نہیں؟ کیونکہ تم لوگ بہکانیوالے کو شیطان مانتے ہو۔ تو خدا نے شیطان کو بہکایا اور رمنہہ پر شیطان نے کہا کہ میں گمراہ کرونگا۔ پھر اوسکو سزا دیکر قید کیوں نہ کیا؟ اور مار کیوں نہ ڈالا؟

مدقق تیرے کو دم زقشق دنہبس فلیمت ست" سوامی جی! کسی چیز کی دوسری چیز کی طرف اضافت کئی قسم پر ہوتی ہے۔ کبھی جز کل کی طرف جیسے میرا منہہ اوسکی ناک وغیرہ کبھی مملوک کی مالک کیطرف جیسے میری چھڑی میرا مکان وغیرہ کبھی کسیطرح کبھی کسیطرح۔ یہاں پر کیونکہ آپنے سمجھ لیا۔ کہ روح کی اضافت اللہ کیطرف جز اور کل کی قسم سے ہے لیکن ہم آپ کو تبلاتے ہیں کہ یہ اضافت بھی مملوک کی مالک کیطرف ہے پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ جب آدم میں اپنی مخلوقہ روح ڈالوں۔ تاہم اسصورت میں یہ سوال ہوگا۔ کہ جب ساری روحیں خدا کی مخلوق ہیں۔ تو پھر اس اضافت سے کیا فائدہ سو اس اضافت سے فائدہ اُس روح کی بزرگی کا بیان کرنا ہے جیسے باپ اپنے فرزند دلبند لڑکے کو اپنی طرف نسبت کر کے کہا کرتا ہے یہ میرا بیٹا ہے یہ تقریر خصوصاً اُسوقت زیادہ دلچسپ ہوتی ہے۔ جب ہم بھو کا اصول کہ اسکو ملحوظ رکھیں کہ جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں مجاز ہوتا ہے۔ غیر امکان ہو تو اصلی معنی کا (بشرطیکہ اضافت روح کی اضافت الجزء الی الکل کی قسم سے ہو) قرینہ یہ ہے کہ آدم کو خدا تعالیٰ نے ذرہ سی غلطی پر وہ سزا دی شاید و باید جسکا ذکر خود قرآن میں موجود ہے پس اگر آدم میں اللہ کی روح ہوتی جس سے آپکا مطلب یہ ہے کہ آدم خود خدا ہوتا۔ تو سزا خدا کو کون دیتا۔ خدا کی شان تو یہ ہے:۔

ل لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ

ہاں یہ خوب کہی ہے۔

"اگر وہ خدا نہ تھا۔ تو سجدہ کرنے میں شریک کیوں کیا؟"

تو اجی یہاں بھی بھومکا صفحہ ۱۰ اور صفحہ ۵۲ کو بھول گئے۔ آدم کو سجدہ عبادت نہ کرایا گیا تھا۔ کیونکہ سجدہ عبادت سوائے خدا کے کسی کے حق میں جائز نہیں سنو!

ئے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

مسلمانوں کا کلمہ ہے۔ جو آجتک خدا کے فضل سے نشان محمدی کیطرح مسلمانوں کے چہروں پر چمک رہا ہے۔ عبادت غیر کی جڑ کاٹ رہا ہے سنو! اور سمجھو!!

ئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پس سجدہ سے مراد سلام دینا ہے جو عموماً ماتحت افسروں سے کیا کرتے ہیں یہ سجدہ بعینہ اونہی معنے کی پوجا ہے جو آپ نے لکھی ہے

"باپ۔ تچا اُستاد۔ اور اتھی (درویش) ان سب کی پوجن کرنے کی ہدایت ہو اسیطرح منوجی مہاراج نے بھی لکھا ہے کہ استری کی پوجا کرنی چاہیے" (اُپدیش منجری صفحہ ۲۸)۔

پس جس طرح یہاں پر آپ نے پوجا کے معنے خاطر تواضع کے لئے ہیں۔ اگر یہی شبد (لفظ) پرمیشور کی نسبت آئے تو وہاں عبادت کے لیتے ہیں۔ اسی طرح آیت میں سمجھئے کیونکہ ہر ایک مقام کا مطلب موقع و محل مناسب دیکھ کر ترجمہ کرنا چاہئے (بھومکا صفحہ ۵۲)

باقی شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۶ و نمبر ۱۱ وغیرہ میں ملاحظہ ہو +

(۹۹) سورہ نحل: ۔اور البتہ تحقیق بھیجے ہیں ہم نے بیچ ہر ایک امت کے پیغمبر جب ارادہ کرتے ہیں ہم اسکو یہ کہتے ہیں ہم اسکو ہو پس ہو جاتی ہو (آیت ۲۲ ۲۸)

محقق اگر سب قوموں کیلئے پیغمبر بھیجے ہیں تو وہ سب لوگ جو کہ پیغمبر کی راہ پر چلتے ہیں وے کافر کیوں ہیں؟ کیا سوائے تمہارے پیغمبر کے اور کسی پیغمبر کی عزت

ل خدا سے کوئی سوال نہیں کر سکتا اور وہ سب کو پوچھیگا۔ ئے اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ئے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کا رسول ہے +

نہیں یہ بالکل طرفداری کی بات ہے۔ اگر سب ملکوں میں پیغمبر بھیجے تو آریہ ورت میں کون بھیجا؟ اس لئے یہ بات ماننے کے لائق نہیں ہے۔ جب خدا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے زمین ہو جا تو وہ بے جان کیسے سُن سکتی ہے۔ خدا کا محض حکم کیونکر دنیا بنا سکتا ہے؟ اور مسلمان سوائے خدا کے دوسری چیز نہیں مانتے۔ تو کس نے سُنا اور کون ہو گیا؟ یہ سب لاعلمی کی باتیں ہیں۔ ایسی باتوں کو انجان لوگ مان لیتے ہیں۔

مدقق (۹۹) اور قوموں کو کافر کہنے کی یہ وجہ ہے کہ وہ دین محمدی یعنی قرآن سے جو مُہیمن (محافظ) ہو کر اور سب نبیوں کی تعلیم کا لب لباب بتلانیوالا آیا ہے منکر ہیں۔ باقی سب لوگوں نے اپنے بزرگوں کی تعلیم کو بگاڑ بگاڑ کر ستیا ناس کر دیا۔ دیکھو تو ہندوؤں نے کیا کیا کہ وید کی (بقول آپکے) توحید کی تعلیم کو کیا بت پرستی سے بدلا۔ پھر بجائے تسلیم کرنے کے اُلٹا آریوں سے لڑنے مرنے پر تُلے بیٹھے ہیں بلکہ اگر اُن کا بیان سچ ہو تو دیانندیوں کو بھاگتے ہوئے راہ نہیں ملتی۔ یہی حال عیسائیوں کا ہے کہ ایک سے تین اور تین سے ایک تو آپ نے بھی سُنے ہونگے۔ پس اس وجہ سے غیر قومیں کافر ہیں اور کافر کے لفظ سے بُرا منانے کی بھی کوئی وجہ نہیں (دیکھو نمبر ۲۰) ہندوستان کے نبیوں کا نام قرآن میں نہیں آیا صرف اتنا ہے:-

مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ [1]-

پس ہم بھی مجملاً جانتے ہیں کہ بحکم (اِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيْرٌ [2]) ہندوستان میں بھی کئی ایک رسول آئے ہیں۔ مگر نام سے ہمیں اطلاع نہیں۔ دیکھو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی اور مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہم۔

خدا کے کُن (ہو جا) کہنے کی بحث نمبر ۲۷ میں مذکور ہے۔ سوائے خدا کے دوسری چیز نہ ماننے کا مفصل جواب اسی نمبر میں ملاحظہ ہو۔

(۱۰۰) اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاکی ہے اوس کو اور واسطے اس کے

[1] بعض رسول ہم نے تجھے بتلائے ہیں اور بعض نہیں بتلائے۔

[2] ہر ایک امت میں کوئی نہ کوئی خدا کے عذاب سے ڈرانیوالا گزرا ہے۔

ہے جو کچھ کہ چاہے۔ قسم ہے اللہ کی تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر (آیت ۵۴-۵۹)

محقق } اللہ بیٹیوں سے کیا کریگا؟ بیٹیاں تو کسی آدمی کو چاہئیں۔ بیٹے کیوں نہیں مقرر کئے جاتے؟ اور بیٹیاں مقرر کی جاتی ہیں۔ اس کا کیا باعث ہے؟ بتلائیے! قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ کیونکہ اکثر دنیا میں ایسا دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ جو جھوٹا ہوتا ہے وہی قسم کھاتا ہے۔ راست گو قسم کیوں کھاوے؟

مدقق } فقرہ نمبر ۲ وغیرہ میں کہیں ہم ایک شعر لکھ آئے ہیں۔ اگر ہمیں یہ خوف نہ ہوتا کہ سوامی جی کے بار بار ایک ہی قسم کے سوالوں کی طرح ہمارا سونے سے لکھنے کے قابل شعر بھی بدمزہ ہو جائیگا تو ہم یہاں بھی اس شعر کو دہراتے لہٰذا ہم سابقہ نمبروں کا حوالہ دینے ہی پر قناعت کرتے ہیں۔

سوامی جی نے مثل سابق یہاں بھی ترجمہ میں "ایجاد بندہ اگرچہ گندہ" سے کام لیا ہے۔ اس فقرہ میں کہ "واسطے اُسکے ہے جو چاہے" بیجا تصرف کیا ہے۔ اصل لفظ آیت کے یہ ہیں:-

وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ

شاہ رفیع الدین صاحب جن کے ترجمہ پر پنڈت جی نے بنیاد قایم کی ہوئی ہے یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

واسطے اُن کے ہے جو کچھ کہ چاہیں

کیونکہ "لَهُمْ" میں ضمیر جمع کی ہے۔ جو مشرکوں کی طرف پھرتی ہے یہ ہے سوامی جی کی لیاقت۔ اور یہ ہے اُنکی دیانت پرکھ ہے۔

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا ✦ ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

رہا اعتراض سو اس کا جواب دینے کو جی نہیں چاہتا ہے بلکہ ناظرین کی خاطر با محاورہ صرف ترجمہ ہی کر دینا کافی ہے۔ پس سُنو!

"یہ ذکر یعنی کہ کے مشرک (فرشتوں کو) نہ ا بیٹیاں ٹھیراتے ہیں۔ سبحان اللہ خدا کے لئے بیٹیاں، وران کے لئے من مانے بیٹے"

پس ناظرین انصاف کریں کہ اس ترجمہ اور مطلب پر سوامی جی مارا ج ہم مسلمانوں

سے کیا سوال کرتے ہیں۔ سوامی جی سمجھے کہ مسلمان خدا کیلئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں مگر یہ خبر نہیں کہ وہ انہی کے بھائی بند مشرکین عرب تھے جنکو اس عقیدے پر الزام دیا گیا ہے مگر افسوس ؎

پڑیں پتھر سمجھ ایسی پہ وہ سمجھے تو کیا سمجھے

قسم کی بابت خوب فلاسفی نکالی کہ "جو جھوٹا ہوتا ہے وہی قسم کھاتا ہے" پھر یوں میں تو جج صاحب گواہوں سے اپنی تسلی کیلئے پہلے قسم دلاتے ہیں اور گواہوں کو حسب ضابطہ حلف اُٹھانی پڑتی ہے جس سے حاکم کو اُنکی گواہی پر اعتبار ہوتا ہے مگر سوامی جی کی تجویز بھی الگ ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ جھوٹے بھی قسم کھایا کرتے ہیں مگر یہ نہیں کہ قسم کا کھانا جھوٹ کی علامت یا دلیل ہے بلکہ جھوٹ اگر ثابت ہوگا تو کسی اور دلیل یا قرینہ سے ہوگا۔ فافہم وتدبر

سماجیو! اگر تمہیں عدالت میں شہادت دینے کی نوبت آوے تو جج کے حلف دینے پر صاف کہہ دینا کہ ہمارے سوامی جی کی ہدایت ہے کہ راست گو قسم کیوں کھاویں۔ پھر دیکھنا کہ ستیارتھ پرکاش کا پستک بھی کئی روز کیلئے تم سے جدا رہتا ہے کہ نہیں۔

سوامی جی! عام محاورات میں قسم وہی معنے دیتی ہے جو "**بالتحقیق**" دیتا ہے۔ جو یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۶۰ میں مذکور ہے جسکے متعلق آپنے بھی بھومکا صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے کہ "لوگا بالتحقیق یقین دلانے کیلئے آیا ہے" اگر کوئی سوال کرے کہ یقین دلانا تو جھوٹوں کا کام ہے اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ جھوٹے آدمی یقین دلایا کرتے ہیں تو کہئے آپ کیا جواب دینگے بہت جلد جواب عنایت ہو کہ ہمارے بھی کام آوے +

(۱۰۱) یہ لوگ وہی ہیں کہ مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں اُنکے اور کانوں اُنکے کے اور آنکھوں اُن کی کے اور یہ لوگ وہی ہیں بیخبر اور پورا دیا جاویگا ہر روح کو جو کچھ کہ کیا ہے اور وہ نہ ظلم کئے جاوینگے (آئت ۱۰۲ - ۱۰۶)

محقق جب خدا ہی نے مہر لگادی۔ تو وہ بیچارے بلاقصور ہی مارے گئے کیونکہ اُن کو محتاج بالغیر کردیا یہ کتنا بڑا قصور ہے اور پھر کہتے ہیں کہ جس نے جتنا کیا ہے اتنا ہی اُسکو دیا جائیگا۔ کم و بیش نہیں جب اُنہوں نے خود مختاری سے

گناہ کیے ہی نہیں بلکہ خدا کے کرانے سے کیے تو ان کا کیا قصور ہے؛ ان کو ثمرہ نہ ملنا چاہیئے اسکا ثمرہ تو خدا کو ملنا چاہیئے۔ اور اگر ثمرۂ اعمال پورا دیا جاتا ہے تو بخشش کس بات کی کیجاتی ہے۔ اور اگر بخشش کیجاتی ہے تو انصاف کہاں رہ سکتا ہے ایسی اندھا دھندکارروائی خدا کی کبھی ہو سکتی ہے البتہ بے عقل چھوکروں کی ہوا کرتی ہے۔

محقق نمبر ۶ و نمبر ۲۷ و نمبر ۶۵ میں مفصل جواب ہو چکا ہے۔ علاوہ اس کے یہاں پر اسی آیت سے پہلے اس کا جواب خود موجود ہے سنو!

ذَالِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ - اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

کہیے سوامی جی! مضمون صاف ہے یا نہیں۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵ دیکھکر جواب دیں مفصل نمبر ۶ میں ملاحظہ کر کے تصدیق کریں کہ:۔

"ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھوم کا صفحہ ۵۲)

(۱۰۱) سورۂ بنی اسرائیل :۔ اور کیا ہمنے دوزخ کو واسطے کافروں کے قید خانہ اور ہر آدمی کو لگا دیا ہمنے اسکو عمل نامہ اُس کا بیچ گردن اسکی کے۔ اور نکالینگے ہم واسطے اُس کے دن قیامت کے ایک کتاب کہ دیکھیگا اوسکو کھلی ہوئی اور بہت ہلاک کیے ہیں ہمنے قرنوں سے پیچھے نوح کے (آیت ۷، ر ۱۲-۱۶)

محقق اگر کافر وہی ہیں کہ جو قرآن پیغمبر اور قرآن کے کہے ہوئے خدا ساتویں آسمان اور نماز وغیرہ کو نہیں مانتے۔ اور اُنہیں کیواسطے دوزخ ہے تو یہ بات محض طرفداری کی ہے۔ کیا قرآن ہی کے ماننے والے سب اچھے اور باقی سب بُرے کبھی ہو سکتے ہیں۔ یہ تو لڑکپن کی بات ہے کہ ہر ایک کی گردن میں عملنامہ ہو۔ ہم تو کسی ایک کی گردن میں نہیں دیکھتے۔ اگر اس سے مراد اعمال کا بدلہ دینا ہے تو پھر انسانوں کے دلوں

لہ اس لئے کہ انھوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دی ہے اور اس لئے کہ خدا کافروں کو توفیق خیر نہیں دیتا یہی ہیں جنکے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر خدا نے مہر کی ہوئی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔

آنکھوں وغیرہ پر مہر لگانا اور گناہوں کا معاف کرنا کیا کھیل کی باتیں ہیں؟ قیامت کی رات کو خدا کتاب نکالیگا۔ تو اب وہ کتاب کہاں ہے؟ کیا دوکانداروں کے روزنامچہ کی مانند خدا لکھتا رہتا ہے؟ یہاں پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر پہلا جنم ہی نہیں ہے تو روحوں کے اعمال کہاں سے آگئے اور اعمالنامہ کہاں سے بن سکیگا؟ اور اگر بغیر اعمال کے لکھا گیا تو خدا نے ان پر ظلم کیا۔ نیک و بد اعمال کے بغیر اُن کو رنج و راحت کیوں دیا؟ اگر کہو کہ خدا کی مرضی تو بھی اُن سے ظلم کیا۔ بے انصافی اسی کو کہتے ہیں کہ بلا لحاظ نیک و بد اعمال کے دکھ سکھ کا کم و بیش دینا اور کیا اس وقت خدا ہی کتاب پڑھیگا یا کوئی سررشتہ دار سنا دیگا۔ اگر خدا ہی نے مدت کی پڑی ہوئی روحوں کو بلا قصور ہلاک کر دیا تو وہ ظالم ہو گیا۔ جو ظالم ہے وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا +

محقق(۱) اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں + بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں + کیا کریں ایک جگہ نہیں بیسیوں جگہ ایک ہی سوال کو پیش کیا جاتا ہے +

ہاں سوامی جی مہاراج! وہی کافر ہیں جو قرآن سے منکر ہیں جیسے وہی ناستک (ملحد) ہیں جو وید سے منکر ہیں (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴) یا وہی گمراہ ہیں جو وید کا خلاف کرتے ہیں ایضاً صفحہ ۵۱۴ یعنی فصل نمبر ۳ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

عربی کا محاورہ تو بھلا دُور کی بات تھی افسوس کہ پنڈت جی اُردو کے محاورہ سے بھی ناواقف ہیں +

سماجیو! اگر اردو سے نفرت نہیں تو سُنو "اُتیرے احسان سے میری گردن دبتی ہے" جیسے یہاں گردن سے خود متکلم مراد ہے۔ اسیطرح آیت قرآن میں **عنق** (گردن) سے مراد خود صاحب گردن ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ خدا فرماتا ہے۔ ہم نے ہر ایک مجرم کے گناہ اُسی کی گردن پر لادے ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی کسیکا ضامن یا کفارہ ہو سکے جیسا عیسائیوں کا خیال ہے سنو!

قرآن اپنی آپ تفسیر کرتا ہے جس آیت کو سوامی جی نے نقل کیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی ہے:-

لہ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

کہیئے سوامی جی! آگے پیچھے موقع محل مناسب دیکھے بغیر معنی کرنے کن لوگوں کا کام ہے ؟ بھومکا صفحہ ۲۷ دیکھکر جواب دیں +

نیز حشر (تناسخ) کا جواب پہلے کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ افسوس آیت میں صاف لفظ موجود ہے اِقْرَءْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا مگر پھر بھی سوامی جی پوچھتے ہیں خدا پڑھیگا یا کوئی سررشتہ دار سنادیگا پیچ ہے +

"ہٹ دہرمی ہمیشہ متکلم کے خلاف منشار معنے کیا کرتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ)

بلا قصور گناہ کا لکھنا تو ظلم ہے قرآن کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم خدا کی شان نہیں۔ البتہ ویدک تعلیم کا منشار ہے کہ ایسا نہ ہو کہ سب بندے نیک چلن ہو جائیں ورنہ پرمیشور کو بڑی دقت کا سامنا ہو گا (دیکھو الہامی کتاب صفحہ ۱۵)

۱۰۳۔ اور دی ہمنے ثمود کو اونٹنی دلیل۔ اور ہنکا جسکو ہنکا سکے جس دن بلا دینگے ہم سب کو ساتھ پیشواؤں انکے کے بس جو کوئی دیا گیا عملنامہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے (آیت ۵۷-۶۲-۶۸)

محقق واہ جی واہ! جتنے حیرت انگیز نشان ہیں۔ اُن میں سے ایک اونٹنی بھی خدا کے ہونیمیں دلیل کا کام دیتی ہے۔ اگر خدا نے شیطان کو بہکانیکا حکم دیا ہے تو خدا ہی شیطان کا سردار۔ اور سب کو گناہ کرانیوالا ہوا۔ ایسے کو خدا کہنا صرف کم سمجھ آدمیوں کی باتیں ہیں۔ اور اگر قیامت کے دن انصاف کیلئے پیغمبر اور اُس کے معتقدوں کو خدا بلادیگا۔ تو جبتک قیامت نہ ہو گی۔ تبتک کیا دورہ سپرد رہینگے تو یہ کہ اُن کو دورہ سپرد کر کے تکلیف نہ پہنچائی جاوے۔ بلکہ فوراً اونکا انصاف کیا جاوے اور یہی منصف کا اعلےٰ

لہ جو کوئی ہدایت پر آتا ہے وہ صرف اپنے لئے ہی آتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا ہی کچھ کھوتا ہے کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھا سکیگا +

لہ تو اپنی نوشت خود ہی پڑھ لے تو ہی حساب کے لئے کافی ہے +

فرض ہے۔ یہ تو پوپاں بائی کا انصاف ہو گیا۔ مثلاً کوئی عادل کہے کہ جبتک پچاس برس کے چور اور ساہوکار اکٹھے نہ ہونگے تب تک اونکو سزا یا جزا نہ دی جائیگی یہ کس قسم کا انصاف ہو گا کہ ایک شخص تو پچاس برس تک دورہ سپرد ہو اور دوسرے کا آج ہی فیصلہ ہو جائیگا ایسا انصاف کا طریق نہیں ہو سکتا۔ انصاف کیلئے تو وید اور منو سمرتی دیکھو جسمیں لکہا ہے کہ لمحہ بھر بھی توقف نہیں ہوتا اور جیو اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزا یا جزا ہمیشہ پاتے رہتے ہیں اور پیغمبروں کو گواہی میں رکھنے سے خدا کی ہمہ دانی میں فرق آجائیگا بھلا ایسی کتاب خدا کی بنائی ہوئی اور ایسی کتاب کا ہدایت کرنیوالا خدا کبھی ہو سکتا ہے؛ ہر گز نہیں؛

مدقق } اوہو! اوہو! سوامی جی اونٹنی کو کیا کم نشانی سمجھتے ہیں سُنیے! قرآن بتلاتا ہے

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ

مفصل بحث اونٹنی کی نمبر ۱۰ میں ملاحظہ ہو۔ سوامی جی کو افسوس اتنی خبر بھی نہیں کہ صیغہ امر کا کئی معنوں کیلئے آتا ہے کسی کام کرانے کیلئے جو متکلم کے حسب منشا ہو کبھی حقارت اور ناپسندی کے لئے جیسے افسر اعلیٰ ماتحت کو کہیں "ہمارے سامنے سے چلے جاؤ" اسیطرح اور بھی کئی ایک معنی میں امر کا صیغہ آتا ہے پنڈت جی نے ان دونوں معنی میں تمیز نہیں کی۔ اور یہ نہیں سمجھا کہ یہاں پر امر کن معنے سے ہے شیطان کو خدا کا حکم دینا ان معنی سے ہے جن سے افسر اعلیٰ درصورت خفگی کہا کرتا ہے کہ "جاؤ جو تمہارا جی کرے جھک مارو میرے سامنے سے ہٹ جاؤ" اس کلام کے یہ معنی سمجھنے کہ افسر جھک مارنے کا حکم دیتا ہے۔ سوامی جی جیسے فہیم آدمیوں کا کام نہیں سُنیے! قرآن خود بتلاتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔

خاص شیطان کے حق میں یہ حکم موجود ہے۔

---

[1] مشرک اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنایا گیا ہے۔

[2] کچھ شک نہیں کہ خدا انصاف اور احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بیحیائی اور ناجائز حرکات اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔

لے لَاَمْلَاَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

اسی آیت سے آگے جسکو پنڈت جی نے نقل کیا ہے صاف مذکور ہے سُنو!

ے وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا غُرُوْرًا

سوامی جی کا پرمان بالکل سچ ہے:-

"آگے پیچھے موقع و محل مناسب کو نہ دیکھ کر معنی کرنیوالے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقفی علم نہیں ہوتا۔" (بھومکا صفحہ ۵۲)

قیامت کا مضمون نمبر ۱۵ ذخیرہ میں مفصل مرقوم ہے ہاں یہ خوب کہی کہ انصاف کیلئے لمحہ بھر توقف نہیں ہوتا۔ سوامی جی اس جون میں اگر کسی مجرم ڈاکو کی عمر تین چار سو برس کی ہو جاوے یا اتنی نہ سہی سو سال کی عمر کے تو اب بھی موجود ہیں تو ان کے بُرے عملوں کی جزا سزا تو دوسرے جنم میں ملیگی۔ پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ لمحہ بھر توقف نہیں ہوتا یہ عجب بات ہے کہ آنکھ کسی کی تو آج پھوڑی اور سزا سو سال بعد وہ بھی ایسے حال اور ہوش میں کہ مجرم کو خبر بھی نہیں کہ یہ سزا کس جرم کی پاداش ہے۔ حالانکہ خود ہی لکھتے ہیں:-

"سزا دینے سے مدعا یہ ہے کہ لوگ بذریعہ خطا سے باز آنے کے دُکھ نہ پاویں" (ستیارتھ صہ ۲۲۲)

لیکن جب مجرم کو علم ہی نہیں تو آئندہ کو ایسے جرم سے کیونکر بچ سکتا ہے (مفصل رسالہ بحث تناسخ مصنفہ فقیر میں دیکھو)

پیغمبروں کی شہادت بھی مجرموں کو قائل کرنے کیلئے ہوگی نہ کہ خدا کو علم جتلانے کیلئے کیونکہ خدا تو عالم الغیب والشہادت ہے سُنو!

سے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ

لے اے شیطان تجھے اور تیری چال پر چلنے والوں کو جہنم میں ڈالونگا۔

ے اے شیطان بیشک تو لوگوں کو وعدہ دے۔ بیشک شیطان کے وعدے سراسر دھوکا و فریب کے ہیں۔

سے خدا غیب اور حاضر سب کو جانتا ہے بڑی بزرگی والا بہت بلند مرتبہ۔ برابر ہے کوئی تم میں سے اونچے بولے یا چپکے۔ اور جو رات کو چھپا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو۔ اُسے سب معلوم ہیں +

پس جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (یا مجاز) ہو گا لیا (دیبو مکا صفحہ ۱)

(۱۰۴) سورۂ کہف :- یہ لوگ واسطے اُن کے ہیں۔ باغ ہمیشہ رہنے کو۔ چلتی ہیں نیچے اُن کے نہریں گہنا پہنائے جاوینگے بیچ اُن کے کنگن سونے کے سے اور پوشاک پہننگے کپڑے سبز لاہی کے سے اور تافتے تکیہ کئے ہوئے بیچ اُس کے اوپر تختوں کے اچھا ہے ثواب اور اچھی ہے بہشت فائدہ اٹھانے میں (آیت ۳۰)

محقق واہ جی واہ کیا قرآن کی بہشت ہے۔ جس میں باغ زیور۔ کپڑے۔ گدے تکیے آرام کے واسطے ہیں۔ کوئی عقلمند یہاں پر غور کرے تو معلوم ہوگا کہ یہاں سے وہاں یعنے مسلمانوں کے بہشت میں زیادتی کچھ بھی نہیں ہے سوائے بے انصافی کے لور وہ یہ ہے کہ اعمال تو اُن کے محدود ہیں اور ثمرہ اون کا لامحدود۔ اگر میٹھا ہی روز کھایا جاوے تو تھوڑے دن میں زہر کی مانند معلوم ہونے لگتا ہے۔ جب وے ہمیشہ سکھ بھوگینگے تو اُن کیلئے سکھ ہی بشکل دکھ ہو جائیگا۔ اس لئے مہا کلپ تک مکتی (نجات) سکھ بھوگ کر دوبارہ جنم پانا ہی سچا مسئلہ ہے۔

مدقق بیشک یہی مسلمانوں کی بہشت ہے۔ اور یہی انشاء اللہ تعالیٰ اون کو ملیگی اور اسی سے کافر محروم کئے جاوینگے مفصل نمبر ۱۵ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔
ہاں یہ خوب کہی کہ ہمیشہ سکھ بھوگینگے تو اون کے لئے سکھ بھی بشکل دکھ ہو جائیگا۔
سماجیو تمام عمر آرام نہ کیا کرو بلکہ کبھی کبھی بے آرامی اور بے چینی میں بھی قصداً پڑا کرو ورنہ گرو کی تکذیب تمکو لازم آئیگی۔ جو ہمیں ہی سیطرح منظور نہیں۔

(۱۰۵) اور یہ بستیاں کہ ہلاک کیا ہم نے اون کو جب ظلم کیا اونہوں نے اور کیا ہم نے واسطے ہلاک اُن کے کے وعدہ گاہ (آیت ۵۸)

محقق بھلا کیا تمام بستی کے رہنے والے گنہگار ہو سکتے ہیں؛ اور پیچھے وعدہ کرنے سے معلوم ہوا کہ خدا ہمہ دان نہیں ہے۔ کیونکہ جب اون کا ظلم دیکھا۔ تو وعدہ کیا۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا۔ ان باتوں سے بیرحم بھی ثابت ہوا۔

مدقق ۵ ،، و سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست "۔ سوامی جی! آپکی تشریف آوری

سے پہلے تمام ہندو بُت پرست تھے یا نہیں۔ یا غازی محمود غزنوی کی فوج اور سارا ملک گوشت تھے یا نہیں؛ پھر ایسا سوال کرنا کہ تمام بستی کے رہنے والے گنہگار ہو سکتے ہیں؛ کیسا دعوی ہے علاوہ اس کے جو لوگ اُن بستیوں میں نیک ہوتے تھے۔ اُن کو بچایا جاتا تھا۔ سُورہ ہُود میں انبیا کے مجمل قصے آپ نے پڑھے ہوتے۔ تو آپ کو معلوم ہوتا کہ جو لوگ نبیوں کے تابع ہوتے تھے اُن کو نبیوں کے ساتھ بچایا جاتا تھا۔ مگر چونکہ اُنکی تعداد بھی اُسی قدر ہوتی تھی۔ جتنی کہ سماجیوں کی سناتن دھرم ہندوؤں کے مقابلہ میں۔ بالخصوص آپ کی زندگی میں تھی۔ اس لئے عموماً کل بستی کی ہلاکت بتلائی گئی۔ یہ تو ایک معمولی شکائت ہے۔ کہ آپنے اس آئت کے معنی نہیں سمجھے اصل لفظ یہ ہیں۔ سُنو! وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا +

یعنے پہلے لوگوں کو جنہوں نے سرکشی اختیار کی ہم نے تباہ کیا۔ اور ان مکہ کے منکروں کی تباہی کا بھی ایک وقت معین ہے۔ پچھلے جملہ کو سوامی جی نے پہلے لوگوں سے متعلق سمجھا۔ اور اگر پہلے لوگوں سے بھی ہو تو یہ کیونکر معلوم ہُوا کہ پیچھے وعدہ کیا گیا؟ کیا یہ کلام صحیح نہیں۔ کہ ہم نے اون کو تباہ کیا۔ اور ان کی تباہی کا ایک وقت مقرر تھا۔ اِس سے تو خدا کی ہمہ دانی معلوم ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ مگر اسکا کیا علاج ہو کہ

بعض بڑے دھرمی مذہب کی تاریکی میں عقل کو زائل کر لیتے ہیں"۔ (دیباچہ ستیارتھ صفحہ)

(۱۰۷) اور وہ جو لڑکا پس تھے ماں باپ اُس کے ایمان والے۔ پس ڈرے ہم یہ کہ گرفتار کرے اُن کو سرکشی اور کفر میں یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کے۔ پس اُس کو ڈوبتا تھا بیچ چشمے کیچڑ کے۔ کہا اُنہوں نے اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین پر (آئت ۷۹-۸۴-۸-۹۱)

محقق } بھلا یہ خدا کی کتنی نادانی ہے۔ اُسے یہ شک ہُوا کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دئے جائیں یہ ہرگز خدا کی بات نہیں ہو سکتی اور لاعلمی کی بات دیکھئے کہ اس کتاب کا مصنف سُورج کو ایک جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہُوا سمجھتا ہے اور یہ کہ صبح کو پھر نکل آتا ہے۔ سورج تو زمین سے بہت بڑا ہے

وہ کسی ندی جھیل یا سمندر میں کس طرح ڈوب سکتا ہے؟ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قرآن کے مصنف کو جغرافیہ یا علم ہیئت نہیں آتا تھا اگر آتا تو ایسی خلاف از علم باتیں کیوں لکھ دیتا۔ اس کتاب کے معتقد بھی بے علم ہیں۔ اگر صاحب علم ہوتے۔ تو ایسی جھوٹی باتوں سے پُر کتاب کو کیوں مانتے؟ اور دیکھئے خدا کا انصاف خود ہی تو زمین کا بنانے والا بادشاہ اور عادل ہے اور خود ہی یاجوج اور ماجوج کو زمین پر فساد کرنے دیتا ہے یہ اس کی خدائی کے شایاں نہیں۔ ایسی کتاب کو وحشی لوگ بھی مان سکتے ہیں۔ عالم نہیں مانتے۔

مدقق کسی پنڈت جی نے ایک آریہ مہاشے سے کہا بھائی سنہ بیا کیسے کر۔ سماجی بولا۔ صاحب! آپ نے دعوت کی تھی۔ تو نمک زائد نہیں ڈالا تھا پنڈت جی بولے اس کو یہاں کیا تعلق۔ سماجی نے کہا بات سے بات نکل آتی ہے۔

یہی حال ہمارے پنڈت جی سوامی مہرشی جی اور کیا نہیں کیسا کا ہے بات سے بات نکالنا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مگر افسوس ؎

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

سوامی جی نے یہ کلام خدا کا سمجھا حالانکہ حضرت خضر کا کلام منقول ہے پس آپ کا تار و پود سب ٹوٹ گیا۔ پس ہمارا انصاف دیکھیے کہ ہم آپ کے کلام پر صاد کرتے ہیں۔ کہ بیشک ہرگز خدا کی بات نہیں ہو سکتی +

سماجیو! ہمارے انصاف کی داد دو اور تم بھی ایسے ہی انصاف کے خوگر بنو۔

سوامی جی۔ اس فقرہ میں بڑے ناراج (ناراض) معلوم دیتے ہیں مہاراج! خیر تو ہے؟ اتنا تو سمجھئے کہ جس مذہب کو کروڑوں آدمی مانتے ہیں۔ اس کو جھوٹا کہنے والا کون ہے؟ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۰۹ دیکھ کر جواب عنایت ہو) لیجئے صاحب ہم آپکو راجی (راضی) کر لیتے ہیں۔ خفا ہونیکی کوئی بات نہیں +

جس لفظ کا یہاں پر ترجمہ "پایا" کیا گیا ہے وہ قرآن میں وجدھا کا لفظ ہے۔ عربی گرامر کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں اس لفظ کو افعال قلوب سے لکھا ہے جس کے

معنے یہ ہیں کہ اُس اسکندر یا ذوالقرنین کیونکہ اس مقام پر اُسی کا قصہ مذکور ہے) نے جب وہ سمندر کے کنارہ پر پہنچا تو اپنے جی میں سورج کو سمندر کے پانی میں ڈوبتا سمجھا یعنے اُس کے خیال میں یوں سمایا۔ کہ سورج اس پانی میں ڈوبتا ہے چنانچہ سمندر کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے آجکل بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اس کلام کی تصدیق حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہیں ہوئی کہ ہاں واقعی سورج سمندر میں ڈوبتا ہے +

سماجیو! آگے پیچھے کو بن دیکھے کلام کے معنی کرنیوالے کون ہوتے ہیں بہو کا ... کو دیکھ کر جواب دینا۔ یاجوج ماجوج کے فساد کو نہ روکنے کا جواب نمبر ۱۱ میں آچکا ہے مختصر یہ کہ افعال اختیاریہ میں خدا جبر نہیں کرتا۔ ہمارے اس جواب پر آپ اُپدیش مجری صفحہ ۶۰ پر دستخط کر چکے ہیں۔ ورنہ بتلاؤ غازی محمود غزنوی کو آریہ ورت سے ایشور نے کیوں نہ روکا؟

سُورہ مریم (۱۰۷) اور یاد کر وبیچ کتاب کے مریم کو جب جا پڑی لوگوں اپنے سے مکان مشرقی میں پس پکڑا اُن سے ادہر پردہ پس بھیجا ہم نے طرف اُس کی روح اپنی کو پس صورت پکڑی واسطے اُس کے آدمی تندرست کی۔ کہنے لگی تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمٰن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا سوا اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا تاکہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ۔ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں تھی بدکار۔ پس حاملہ ہوگئی ساتھ اُس کے پس جا پڑی ساتھ اس کے مکان دور میں یعنی جنگل میں (آیت ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۸)

محقق عقلمند غور کریں کہ اگر سب فرشتے خدا کی روح ہیں تو وہ خدا سے الگ وجود نہیں ہو سکتے اور یہ ظلم کہ اُس مریم کنواری کے ہاں لڑکا ہونا جو کر کسی سے ہمبستر ہونا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن خدا کے حکم سے فرشتہ نے اُس کو حاملہ کیا خلاف انصاف ہے یہاں اور بھی شائستگی کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں اُن کو کرنا مناسب نہیں سمجھا +

مدقق (۱۰۰) فرشتوں یا کسی اور چیز کا روح اللہ ہونا نمبر ۹۰ میں مفصل مذکور ہے سوامی جی یہ ظلم کہ صدیقہ مریم کی نسبت یہ لکھ مارا کہ کسی سے جماع کرنا نہیں چاہتی تھی؟ ایسا جھوٹ بولنا سادہوؤں کا کام ہے؟ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ کوئی بات خلاف انصاف نہیں بلکہ خدا کی قدرت کا ظہور ہے کہ جس نے اگنی وایو وغیرہ کو جوان جوان پیدا کیا۔ وہ بے باپ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ افسوس اپنے باقی فحش کو آپ دبا گئے ورنہ وہ بھی دیکھ لیتے شاید نمبر ۱۱۱ والا تو نہیں۔

عیسائیو! کہاں ہو؟

(۱۰۱) کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطانوں کو اوپر کافروں کے بہکاتے ہیں اون کو بہکانے کر (آیت ۸۰)

محقق جب خدا ہی شیطانوں کو بہکانے کے لئے بھیجتا ہے تو بہک جانے والوں کا کچھ قصور نہیں ہو سکتا اور نہ اُن کو سزا ہو سکتی ہے اور نہ شیطانوں کو کیونکہ یہ خدا کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اس کا ثمرہ خدا کو ہونا چاہیے اگر سچا عادل ہے تو اس کا ثمرہ یعنے دوزخ آپ ہی بھوگے اور اگر عدل کو ترک کر کے بے انصافی کرتا ہے تو وہ طرفدار ہو گیا اور طرفدار ہی کو گنہگار کہتے ہیں۔

مدقق (۱۰۱) نمبر ۶ و نمبر ۶۰ وغیرہ میں مفصل جواب ہو چکا ہے۔

سورہ طٰہٰ (۱۰۹) اور تحقیق میں البتہ بخشنے والا ہوں واسطے اُس شخص کے کہ توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کئے اچھے پھر راہ پائی (آیت ۶۰)

محقق توبہ سے گناہ بخشے جانے کی بات جو قرآن میں لکھی ہے وہ سب کو گنہگار بنانیوالی ہے کیونکہ گنہگاروں کو اس سے گناہ کرنیکا حوصلہ ملتا ہے اسلئے یہ کتاب اور اس کا مصنف گنہگاروں کو گناہ کرنے میں حوصلہ دیتے ہیں پس یہ کتاب کلام اللہ اور اس میں بیان کردہ خدا سچا خدا نہیں ہو سکتا۔

مدقق (۱۰۹) توبہ کا مضمون نمبر ۲۷ میں مفصل مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سوامی جی کیطرح ایک ہی بات کو بار بار لکھ کر داناؤں کی نظر میں خفیف ہونا ہم نہیں چاہتے۔

سورۂ انبیاء (۱۰۔۱۱) اور کئے ہم نے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہلجاوے (آیت ۳۱)

محقق اگر مصنف قرآن زمین کی گردش وغیرہ کو جانتا تو یہ بات کبھی نہ لکھتا کہ پہاڑوں کے رکھنے سے زمین نہیں ہلتی۔ شک ہوا کہ اگر پہاڑ نہ رکھتا تو ہلجاتی پہاڑ رکھنے پر بھی زلزلہ کے وقت کیوں ہلجاتی ہے؟

مدقق (۱۱۰) البتہ یہ فقرہ سماجیوں کی توجہ کے قابل ہے گو ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ بلکہ ہمیشہ لکھینگے تاہم اس موقعہ پر تو یہ لکھنا بالکل مناسب ہے:

تو آشنائے حقیقت نۂ خطا اینجاست

سوامی جی آیت کا مطلب ہے۔ کہ زمین بوجہ کثرت پانی کے ہلتی تھی جیسے بے لوہا لگے جہاز یا بیڑی پانی پر بے طرح ہلتی ہے۔ پس خدا نے پہاڑوں کو مثل لوہے کی میخوں کے گاڑ دیا تو ہلنے سے ٹھہر گئی سان معنی پر دلیل قرآن سے سننی چاہو تو سنو!

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا[۱]

پس اگر انگریزی علوم طبعی کے اصول کو مان کر اُن کے ماننے کیلئے ہمیں مذہب کی رو سے کوئی امر مانع نہیں۔ ہے تو علمی طریق سے ہے کہ دلیل قطعی نہیں رکھتے) بھی ہم گفتگو کریں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آیت موصوفہ اُن کی تائید کرتی ہے کیونکہ بیڑی کی حرکت بغیر لوہے کے جس طرح ڈانواں ڈول ہوتی ہے اگر پہاڑ نہ ہوتے تو اُسی طرح زمین کی حرکت ڈانواں ڈول ہوتی پہاڑوں کے جمانے سے ایک حد تک یہی غرض ہے کہ زمین کی حرکت باقاعدہ ہو پس جس حرکت کا ثبوت موجودہ علم سے ہوتا ہے اُس کا رد و انکار قرآن نے نہیں کیا ہے اور جسکا رد و انکار کیا ہے وہ اس علم طبعی سے ثابت نہیں ہوتا۔ ہماری مذکورہ تقریر سے زلزلوں کا جواب بھی آگیا۔ کیونکہ جس حرکت کا انتظام پہاڑوں سے قرآن نے بتلایا ہے وہ ایک غیر معمولی ڈانواں ڈول حرکت ہے جیسے پانی پر ہلکی سی چیز کو عموماً ہوا کرتی ہے اور زلزلے اُس قسم سے نہیں بلکہ یہ تو کسی خاص وقت میں کسی آتشین معدن کی حرارت سے کسی خاص موقع کو حرکت ہوتی ہے۔ ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ مگر "ناپاک باطن والے جاہلوں کو علم کہاں" (ابھو سنکا صفحہ ۵۲)

[۱] ہم (خدا) نے زمین کو رہنے کے لئے مثل گہوارہ کے بنایا اور پہاڑوں کو اس کی میخیں۔

(۱۵۴) اور عنایت دی اُس عورت کو کہ محافظت کی اُس نے شرمگاہ اپنی کو پس پھونک دیا ہم نے بیچ اُس کے روح اپنی کو (آیت ۸۰)

محقق ایسی فحش باتیں خدا کی کتاب میں خدا کی تو کیا کسی شائستہ آدمی کی بھی نہیں ہو سکتیں جبکہ انسان ایسی باتوں کا لکھنا اچھا نہیں سمجھتے تو خدا کو سامنے کیونکر اچھا ہو سکتا ہے؟ ایسی باتوں سے قرآن بدنام ہو گیا ہے۔ اگر اس میں اچھی باتیں ہوتیں تو اسکی بہت تعریف ہوتی جیسی کہ ویدوں کی ہوتی ہے۔

مدقق (۱۱۱) سوامی جی! خیر تو ہے کیسی فحش کی باتیں ایک تو بتلائی ہوتی۔ کیا نیوگ کا ذکر آ گیا؟ کہیے تو سہی۔ ہاں اب سمجھے کہ حوت کا ذکر آ گیا۔ کیوں نہ ہو بجز دے ایسے بد خیال پیدا ہوا ہی کرتے ہیں۔ سوامی جی بھی معذور ہیں +

پنڈت جی کہیں روح پھونک دینے کو تو فحش نہیں کہتے؛ نہیں ایسا کیوں کہنے لگے جب خود ہی ان باتوں کا ذکر کیا کرتے ہیں اور لوگوں کو ویاکھیان (وعظ) سنایا کرتے ہیں +

سماجیو! سنو!

حیض کے نمودار ہونے کے پانچویں دن سے لیکر سولھویں دن تک جو ہمبستری کا وقت ہے اُس سے پیشتر کے چار دن ترک کر دینے چاہییں۔ باقی جو بارہ دن رہے۔ اُن میں سے گیارھویں اور تیرھویں رات کو چھوڑ کر باقی دس راتوں میں عمل متعلق حمل اچھا ہے۔ حیض کے نمودار ہونے کے دن سے لے کر سولھویں رات کے بعد ہمبستری نہیں کرنی چاہیے اور جبتک کہ دوبارہ وقت معینہ ہمبستری کا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ نہ آوے۔ تب تک نیز حمل ٹھیر جانے کے بعد ایک برس تک صحبت نہ کرے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۹)

اور سنو!

جیسے علانیہ بیاہ ویسے علانیہ **نیوگ** جس طرح بیاہ میں نیک اشخاص کی صلاح اور دلہن دولھا کی رضامندی ہوتی ہے ویسے نیوگ میں بھی ہونی چاہیے یعنی جب عورت مرد کا **نیوگ** (نیوگ کی تعریف نمبر ۳۰ میں دیکھو) ہونا ہو۔ تب اپنے خاندان میں مرد عورتوں کے سامنے ظاہر کریں

مہاراج! یہ کیا:

کر ہم دونو نیوگ اولاد پیدا کرنے کی غرض سے کرتے ہیں جب نیوگ کا مدعا پورا ہوجاویگا تب ہمارا قطع تعلق ہوگا۔ اگر اس کے خلاف کریں تو گنہگار اور ذات یا راجا کی سزا کے مستوجب ہوں مہینے میں ایک بار گربھادان (جماع۔ نہیں معلوم اس لفظ کا ترجمہ سنسکرت لفظ میں کیوں کیا گیا) کا کام کرینگے (توبہ توبہ ایسا فحش پنڈت جی کہاں ہیں؛) حمل کے قیام کے ایک برس بعد تک جدا رہینگے (ستیارتھ صفحہ ۱۵۰)

سماجیو! ابتلاؤ! جب انسان ایسی باتوں کا لکھنا اچھا نہیں سمجھتے تو خدا کیوں سمجھنے لگا یقین نہ ہو۔ تو دونو عبارتیں (قرآن اور ستیارتھ) کسی شریف برہمو وغیرہ کو سنا کر آزما لو۔

۱۷/۱۲ سورۂ حج ۔ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں واسطے اُس کو جو کوئی بیچ آسمانوں اور زمین کے ہیں۔ سورج۔ چاند۔ تارے پہاڑ۔ درخت اور جانور پہنائے جائیں گے بیچ اون کے کنگن سونے سے اور موتی اور لباس اُن کا بیچ اُس کے ریشمی ہے اور پاک رکھ گھر میرے کو واسطے گرد پھرنے والوں کے اور کھڑے رہنے والوں کے پھر چاہیے کہ دُور کریں میل اپنی اور پوری کریں نذریں اپنی اور گرد پھریں گھر قدیم کے توکہ یاد کریں نام اللہ کا (آئت ۱۷-۱۸-۲۱-۲۴-۲۷-۳۲) ۔ (ناظرین! ترجمہ کا مطلب سمجھ میں نہ آئے تو سوامی جی کی روح کو ثواب پہنچائیں جنہوں نے غت ربود کیا ہے)۔

محقق} جو غیر ذی روح اشیا ہیں وہ خدا کو جان ہی نہیں سکتیں تو پھر وے اس کی عبادت کیونکر کر سکتی ہیں؛ اس لئے یہ کتاب کلام ربانی نہیں ہو سکتی البتہ کسی گمراہ کی بنائی ہوئی معلوم دیتی ہے واہ بڑی اچھی بہشت ہے کہ جہاں سونے موتی کے زیورات اور ریشمی لباس پہننے کو ملتے ہیں۔ یہ بہشت تو یہاں کے راجاؤں کے گھر سے کچھ بڑھکر نہیں ہے۔ اور جب خدا کا گھر ہے تو وہ اُس گھر میں رہتا بھی ہوگا پھر بُت پرستی کیوں نہ ہوئی؛ اور دوسرے بُت پرستوں کی تردید کیوں کرتے ہو جب خدا نذر لیتا ہے اور اپنے گھر کا طواف کرنیکا حکم دیتا اور جانوروں کو مروا کر کھلاتا ہے تو یہ خدا مندر والے بھیرو۔ دُرگا کی مانند ہوا اور سخت بت پرستی کا باعث یہی ہے کہ بُتوں سے مسجد بڑا بت ہے اسلئے خدا اور مسلمان بڑے بُت پرست اور پُرانی اور جینی چھوٹے بت پرست ہیں

مدقوق (۱۱۶) سوامی جی کی زبان بھی حجاج کی تلوار سے کم نہیں۔ مگر کیسا پاپی ہے وہ منش جو مذہب کی تاریکی میں پھنسکر منشا کے خلاف منشا معنی کرتا ہے (دیباچہ ستیارتھ ص ۶)

سوامی جی کی یہ عادت بڑی بیڈھب ہے کہ مختلف جگہوں سے مختلف مضامین کی ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں جس سے اُن کی اصلی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ قرآن شریف کی بابت اپنے چیلوں کو بدگمان کریں کہ اس میں مضامین ایسے گڑبڑ ہیں۔ کہ کچھ سمجھ نہیں آتا مگر یہ نہیں جانتے کہ دن میں نابینا کو نظر نہ آئے تو دن کا قصور ثابت نہیں ہوتا +

سوامی جی! سُنئے سجدہ کے معنے فرمانبرداری۔ فروتنی کے ہیں (دیکھو صراح) ہاں ہر چیز کی اطاعت اور فروتنی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ پس آیت کے معنے صاف ہیں کہ زمین و آسمان کی سب چیزیں خدا کی فرمانبردار ہیں۔ جو جو کام کام اُنکی سپرد ہیں وہ اُن کو عمدہ طرح سے پوری کر رہی ہیں۔ قرآن سے شہادت ان معنی کی سننی ہو تو سنو! کُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ (ہر ایک چیز خدا کی فرمانبردار ہے) بالکل سچ ہے ؎

نہ بارد ہوا تا نہ گوئی بیار + زمیں نا ورد تا نہ گوئی بیار

بہشت کا جواب پہلے کئی دفعہ آچکا ہے۔ یہاں پر اتنا ہی کافی ہے کہ سوامی جی! راجاؤں کے گھر بار سونے چاندی کے پلنگ وغیرہ بھی تو تناسخ کے قاعدہ سے نیک اعمال ہی کا نتیجہ ہیں (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۲) پھر آپ ہی تبلائیے کہ مسلمانوں کی بہشت میں اگر سب کو ایسے ہی عیش و عشرت ہوں تو کیا آپ کی بہشت سے کچھ کم ہیں۔ ہاں ایک بات زائد ہے وہ یہ کہ اس دنیا کی ایک تو زندگی بے پایاں دوم کوئی بھی ہو بحکم (نانک دکھیا سب سنسار) راجا کیا اور پرجا کیا اپنے اپنے حال میں سب دکھی ہیں مگر بہشت والے ان سب بلاؤں سے بےخوف گزاریں گے یقین نہ ہو تو سنو! لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ[1]

[1] نہ بہشتیوں کو کسی قسم کی تکلیف ہوگی نہ وہ بہشت سے کبھی نکالے جاویں گے +

سوامی جی! خدا کا گھر کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ **بیت العتیق** بیشک ہے جسکا ترجمہ **گھر قدیم** یعنے پرانا مدت کا بنا ہوا آپ نے خود ہی نقل کیا ہے۔ سادھو ہو کر ایسی چالاکی تو مناسب نہیں۔ کہیں آپ وہی سادہو تو نہیں جو بالائی سمیت پیا کرتے ہیں +

نذر پر بھی آپنے **اپنی نظر شفقت** سے کام لیا ہے مطلب آیت کا صاف ہے کہ جو جو کسی نے نذر و نیاز وغیرہ خیرات کرنے کی مانی ہو۔ وہ پوری کرے۔ مگر آپ اوپر **ایجاد بندہ** سے کام لیں تو اس کا کیا علاج؟

بُت پرستی کا جواب نمبر ۲۰ میں آچکا ہے۔

سوامی جی بیچارے ہندوؤں سے آپ کو آتنا رنج کیوں ہے کہ ہم گنہگاروں کو اون سے تشبیہ دیتے ہیں۔ آخر وہ بھی تو آپ کے بھائی ہیں ویدک مت ہیں۔ بلکہ وید بھگوان آپسے دوچند مانتے ہیں۔ آپ نہ بہی آپکے باپ دادا تو آخر وہی ہیں شائد اسی مصلحت کو آپنے تمام عمر اپنے باپ کا نام بھی نہ بتایا جس سے ناحق مخالفوں کو بدگمانی پیدا ہوئی (دیکھو سوانح عمری سوامی جی)

سُورہ مومنون (۱۳۱) تحقیق دن قیامت کے اُٹھائے جاؤ گے (آیت ۱۶)

محقق { کیا قیامت تک مُردے قبروں میں رہینگے یا کسی اور جگہ؛ اگر اون میں کھڑے رہینگے تو سڑے ہوئے بدبودار جسموں میں رہ کر نیک آدمی بھی تکلیف اوٹھائینگے؛ یہ انصاف نہیں بلکہ ظلم ہے اور بدبو اور عفونت زیادہ پہیلا کر بیماری پیدا کرنیکے موجب ہونیسے خدا اور مسلمان پاپی ہونگے +

مدقق { سوامی جی آپ تو معقول سوال اُس مشرک کا تھا جس نے کہا تھا۔ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ (قرآن)

جسکا جواب اوسکو اوسی وقت ملا تہا کہ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ

لہٰ کون مُردہ اور گلی ہوئی ہڈیوں کو زندہ کریگا +

لہٰ تو اے محمد کہہ وہی انکو زندہ کریگا جس نے اُن کو پہلے بنایا تھا وہ اپنی سب مخلوق کو خوب جانتا ہے +

جسموں کا سڑنا تو جب ہو کر وہاں موجود بھی ہوں یوں کہئے کہ ریزہ ریزہ ہوئے جسموں کو کیونکر خدا اٹھا دیگا جسکا جواب اوپر کی آیت میں موجود ہے۔ پس مُردے یعنی اُن کی روحیں جسموں سے الگ ہو کر اپنی جگہ عالم ارواح میں رہتی ہیں۔ نیک بختوں کیلئے وہی جگہ ہے جہاں پر مکتی (نجات) یافتوں کا رہنا آپ بھی مانتے ہیں البتہ بدکاروں کیلئے اُسی کے مقابل پر جگہ ہے پس اور کچھ دقت نہیں ٭

(۱۴۸) سورہ نور:- اُس دن گواہی دینگے اُس پر اُن کی زبانیں اور ہاتھ انکے اور پاؤں انکے ساتھ اُس چیز کے کہ تھے کرتے۔ اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا مثال نور اُسکے کہ مانند طاق کے ہے کہ بیچ اُسکے چراغ ہو اور وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا وہ تارا ہے چمکتا روشن کیا جاتا ہے۔ وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اوسکا کہ روشن ہو جاوے۔ اگرچہ نہ لگے اسکو آگ روشن اُسپر روشنی کی راہ دکھلاتا ہے اللہ طرف اپنے کے جسکو چاہتا ہے (آیت ۲-۴ ۳۵)

محقق } ہاتھ پاؤں وغیرہ بیجان ہونے سے گواہی ہرگز نہیں دے سکتے۔ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہونے سے جھوٹی ہے کیا خدا آگ ہے یا بجلی جیسا کہ چراغ وغیرہ سے اُسے تشبیہ دی گئی ہے یہ مثال خدا پر صادق نہیں آسکتی ہاں کسی شکل والی چیز پر صادق آسکتی ہے ٭

مدقق (۱۱۴) } قانون قدرت تو آپ کو بہت سوجھتا ہے مگر یہ تو بتلایئے کہ کئی ارب سال بعد پرلے وفناشل قیامت نفخہ اولی) کا ماننا کس قانون کا نتیجہ ہے اگر کوئی اسی بنا پر آپ کے پرلے سے انکاری ہو کہ قانون قدرت کے خلاف ہے تو کیا جواب؟ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ کہ ہر ایک کام کیلئے ایک ایک وقت ہوتا ہے وہ اُس میں ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ گو وہ کئی لاکھ بلکہ کئی کروڑ سال بعد بھی کیوں نہ ہو۔ اُسکے وقفہ کے ایام میں نہ ہونے سے خلاف قانون قدرت کہدینا یہ بھی خلاف قانون ہے۔ جبکہ قیامت کے آثار اور قانون ہی الگ ہیں۔ جو آجتک کسی قانون کی ذیل میں آئے ہی نہیں ٭

تو اونکو خلاف قانون قدرت کہنا سوامی جی جیسے ودوانوں ہی کا کام ہے۔

آیت کے دوسرے حصہ کا مطلب بالکل وہی ہے جو رگ وید منڈل ۲ سوکت ۴ کا ہے **سنو!** پرمیشور بیان دیتا ہے:-

میں برتر جلال وحشمت رکھنے والا سورج کی مانند تمام عالم کو نور بخشنے والا ہوں۔ دگیرہ

پس آیت کا مضمون بالکل صاف ہے کہ تمام آسمان وزمین کی روشنی کا موجب اور موجد خدا ہی ہے۔ پھر اپنی روشنی یعنی محبت کی مثال خدا نے تبلائی ہے کہ اہل دین کے دل میں خدا کی محبت[لہ] ایسی چمکتی ہے اور سب چیزوں پر غالب آتی ہے جیسے قندیل کی روشنی جسمیں اعلیٰ درجہ کا صاف شفاف تیل پڑا ہو۔ تمام ظلمات اور اندھیروں پر غالب آتی ہے۔ ان معنی کی شہادت قرآن سے چاہتے ہو تو سنو!

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

اور اگر اپنے کلام ہی سے تصدیق چاہتے ہو تو **سنو!** یہ بات رکھنی چاہیے:- کہ

"ایشور کو چھوڑ کر خواہ کیسے ہی اعلیٰ دوسرے کام کئے جائیں۔ لیکن ان سے جیواتما کبھی بھی مکت نہیں ہوتا۔ مکتی (نجات) کا ذریعہ صرف ایک ایشور پراتی (محبت واخلاص) ہی ہے"

(اوپدیش منجری صفحہ ۵۸)

سوامی جی! سچ ہے "آگے پیچھے کو بن دیکھے کلام کے معنی کرنیوالے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا" (بھومکا صفحہ ۵۲)

(۱۱۵) اور اللہ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے۔ پس بعض انمیں سے وہ ہے کہ چلتا اوپر پیٹ اپنے کے اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول اسکے کی۔ کہہ فرمانبرداری کرو رسول کی تاکہ تم رحم کئے جاؤ (آیت ۴۵۔ ۵۱۔ ۵۳۔ ۵۵)

محقق یہ کونسی فلاسفی ہے کہ جن جانوروں کے جسم میں سب عناصر پائے جاتے ہیں انکی بابت کہنا کہ صرف پانی سے پیدا ہوئے ہیں، یہ محض لاعلمی کی بات ہے۔ جب خدا کیساتھ پیغمبر کی فرمانبرداری کرنی ضروری ہے تو کیا وہ خدا کا شریک ہوا یا نہیں، اگر ایسا ہے تو خدا کو کیوں قرآن میں لاشریک لکھا اور کہا جاتا ہے؟

لہ ایمانداروں کو خدا کے ساتھ سب چیزوں سے بڑھ کر محبت ہوتی ہے۔

مدفق } تو ہاں ایسی سمجھ پر سوامی جی بلا سے قرآن کو آپ کسی ارشاد سے پڑھ لیتے آپ جیسے سادھو پاک باطن والے ہیں ایسے اعتراض سُن کر دل دہل جاتا ہے۔ یہ شکایت تو ہم کرتے ہی نہیں کہ آپ دانستہ مختلف جگہ کی آیتیں بگاڑ بگاڑ کر کیوں نقل کرتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی سمجھ بوجھ آپ کو یہی سکھاتی ہے:۔

سوامی جی! پانی سے مراد اس جگہ منی ہے۔ سنو! دوسری آیت میں قرآن خود بتلاتا ہے:۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ

تبھی آیت کے معنی صاف ہیں کہ کل جاندار چیزوں کی پیدائش کا سلسلہ خدا نے منی سے رکھا ہے۔ بتلائیے سچ ہے یا غلط اگر اعتبار نہ ہو تو نیوگ پر غور کیجئے کہ استری (عورت) نیوگ کیوں کرتی ہے۔ گربھ (حمل) کیوں ہوتا ہے +

پیغمبر کے اتباع کا جواب نمبر ۱۲ و نمبر ۵۳ و نمبر ۵۵ وغیرہ میں ہو چکا ہے۔ یہ تو آپ کی معمولی بات ہے +

(۱۲۷) **سورۂ فرقان**۔ اور جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان ساتھ بدلی کے اور اُتارے جاوینگے فرشتے پس مت کہا مان کافروں کا اور جھگڑا کر ان سے ساتھ اُس کے جھگڑا بڑا۔ اور بدل ڈالتا ہے اللہ بُرائیوں اُن کی کو بھلائیوں سے اور جو کوئی توبہ کرے اور عمل کرے اچھے پس تحقیق وہ رجوع کرتا ہے طرف اللہ کی (آیت ۲۲ و ۵۱ و ۶۸ و ۶۹)

محقق } یہ بات کبھی درست نہیں ہو سکتی کہ آسمان بادلوں کے ساتھ پھٹ جائے اگر آسمان (آکاش) کوئی مجسم شے ہو تو پھٹ سکتا ہے۔ مسلمانوں کا قرآن امن میں خلل انداز ہو کر غدر و جھگڑا کرانے والا ہے۔ اس لئے دیندار عالم لوگ اِس کو نہیں مانتے یہ خوب انصاف ہے کہ گناہ و ثواب کا تبادلہ ہو جائیگا۔ کیا یہ تِل اور ماش ہیں کہ اُن کا تبادلہ ہو سکے۔ اگر توبہ کرنے سے گناہ چھوٹیں اور خدا ملے تو کوئی بھی گناہ کرنے سے کیوں ڈریگا۔ اس لئے یہ سب باتیں خلاف از علم ہیں +

ــــــــ

ل (خدا فرماتا ہے) کیا ہم نے تم کو ذلیل پانی (منی) سے پیدا نہیں کیا +

مدقق اِس آئت کو بھی آپ کسی ودوان سے پوچھ لیتے تو یہ پرشن (سوال) آپ کو نہ سوجھتا مطلب آئت کا یہ ہے کہ قیامت سے پہلے یعنی پرلے کے وقت کُل دُنیا فنا ہو جائیگی تو اس وقت زمین و آسمان اور بادل سب فنا ہو جائینگے حکمائ فلسفہ آسمان کو انادی (قدیم) مانتے تھے اُنکا مذہب رد کرنے کو خدا نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے آسمان مع بادلوں کے پھٹ جائینگے یہ نہیں کہ بادل اون کو پھاڑینگے۔ بلکہ بادل بھی اُنکے ساتھ ہی پھٹینگے۔ ان معنی کی دلیل قرآن سے سُننی چاہو تو سنو!

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ

آسمان کے مجسم ہونے کی بحث نمبر ۷ و نمبر ۸ و نمبر ۹ ۱۲ میں ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں کے فساد سے سوامی جی بُرے ڈرتے ہیں تاہم بار بار اُن کو فساد ہی سوجھتا ہے۔ ہماری شرافت دیکھئے کہ ہم نے نمبر ۸ ہی میں آپکے فساد کا مقابلہ کر کے اُس کا نام تک نہیں لیتے جسطرح دوائیں بعض گرم اور بعض سرد ہیں پھر ان میں بھی مختلف مراتب ہیں بعض گرمی میں ایسی ہیں کہ اُن سے بعد سرد چیز کے استعمال سے ان کی گرمی زائل ہو سکتی ہے۔ بعض ایسی گرم بھی ہیں کہ اُن سے بعد کتنی ہی سرد دوائیں کیوں نہ پئیں اُن کی گرمی زائل نہیں ہو سکتی جیسے زہر ٹھیک اسیطرح گناہوں کی مثال ہے۔ کہ ادنی درجہ کے گناہ اعلے درجہ کی نیکیوں سے دُور ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک ایسے بڑھکر جُرم بھی ہیں کہ کسی نیکی سے زائل نہیں ہوتے جبتک اُن سے توبہ ہو جیسے شرک کفر

ان معنی کی دلیل قرآن سے سُننی چاہو۔ تو سنو!

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ

پس آئت کے معنی صاف ہیں کہ توبہ (جو اعلیٰ درجہ کا خدا سے اخلاص ہے) سے گناہ معاف ہونیکے علاوہ گاہے حسب مراتب اخلاص ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجائے گناہ کے تائب گناہگار نیکیوں کا عوض پاتا ہے (مفصل نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو)

له جس روز آسمان و زمین میں قدری تغیر و تبدل کیا جاویگا اور لوگ سب کے سب خدا کے زبردست غالب کے حضور آئینگے

نه بیشک نیکیاں بُرائیوں کو دُور کر دیتی ہیں نصیحت پانیوالوں کیلئے نصیحت ہے۔

(۱۱۷) سُورۂ شعرا:۔ اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ کے یہ کہ رات کو لے چل بندوں میرے کو تحقیق تم پیچھا کئے جاؤ گے۔ پس بھیجے لوگ فرعون نے بیچ شہروں کے جمع کرنیوالے۔ اور وہ شخص کہ جس نے پیدا کیا مجھ کو پس وہی راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو کھلاتا ہے مجھ کو اور پلاتا ہے مجھکو۔ اور وہ شخص کہ امید رکھتا ہوں میں کہ بخشے واسطے میرے خطا میری دن قیامت کے (آیت ۵۰۔ ۵۱۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۷۔ ۸۰)

محقق جب خدا نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی تو پھر داؤد عیسیٰ اور محمد صاحب کی طرف کتاب کیوں بھیجی؟ کیونکہ خدا کی باتیں ہمیشہ یکساں اور بے خطا ہوا کرتی ہیں اور اوس کے بعد قرآن تک کتابوں کا بھیجنا ظاہر کرتا ہے کہ پہلی کتاب ناکمل اور غلطیوں سے پُر تھی۔ اگر یہ تینوں کتابیں سچی ہیں تو قرآن جھوٹا ہوگا۔ چاروں کتابیں جو کہ باہم متضاد ہیں۔ وہ بالکل صحیح نہیں ہوسکتیں اگر خدا نے روح پیدا کی ہیں تو وہ مر بھی جائینگی یعنی اُن کا کبھی عدم بھی ہوگا جو خدا ہی انسان وغیرہ ذی روحوں کو کھلاتا پلاتا ہے تو کسیکو بیماری نہ ہونی چاہئے اور سب کو برابر خوراک ملنی چاہئے اور رورعایت سے ایک کو عمدہ اور دوسرے کو خراب جیسا کہ بادشاہ کو عمدہ اور غریب کو خراب خوراک ملتی ہے نہ ملنی چاہئے۔ جب خدا ہی کھلانے پلانے اور پرہیز کرانے والا ہے تو بیماری نہ ہونی چاہئے۔ لیکن مُسلمانوں کو بھی بیماریاں لگتی ہیں اگر خدا ہی بیماری دُور کر کے آرام دینے والا ہے تو مُسلمانوں کے جسموں میں بیماری نہ رہنی چاہئے۔ اگر رہتی ہے تو خدا پورا طبیب نہیں ہے اگر طبیب حاذق ہے تو پھر مُسلمانوں کے جسموں بیماری کیوں رہتی ہے؟ اگر وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے تو پھر اُسی خدا کے ذمہ گناہ و ثواب ہونا چاہئے۔ اگر جنم جنمانتر کے عمال کے مطابق انصاف کرتا ہے تو وہ کچھ بھی گناہ کا ذمہ وار نہیں ہے اگر وہ گناہ بخشتا اور انصاف قیامت کی رات کو کرتا ہے تو خُدا گناہ بڑھانیوالا ہونے سے گنہگار ہو جائیگا اگر بخشش نہیں کرتا۔ تو قرآن کی یہ بات جھُوٹی ہونے سے بچ سکتی ہے؟

ناظرین! یہ سوامی جی کی لیاقت اور دیانت ہے کہ مختلف مقامات سے الفاظ لیکر گڑبڑ مچا دیتے ہیں۔ دیکھو یہ مضمون کہاں سے کہاں ملایا۔ جیسے گدھے کے گوشت میں اُڑد کی دال۔ منہ۔

مدقق[۱۴۷] } اس نمبر کا جواب دینے کو تو جی نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا جواب یہ خود ہی ہے سوامی جی بھی ایسے سوالوں کے جواب دینے سے مانع ہیں کیونکہ فرماتے ہیں:۔

"ایسے سائلوں کے سامنے عقلمندوں کو جس شے کیطرح بہرہ رہنا چاہئے" (ستیارتھ صفحہ ۳۵)

مگر کیا کریں ہمارے سماجی دوست بزبان حال تقاضا کر رہے ہیں جنکی خاطر بھی ہمیں سوامی جی سے بڑھکر نہیں تو کم بھی نہیں۔ اس لئے مجبوری اونکو حصہ اول (وحی انبیا) کے متعلق نمبر ۵ و ۶ و الہامی کتاب کی طرف توجہ دلاتے ہیں:۔

سوامی جی! روحوں کا نہ مرنا کسی آیت قرآنی سے ثابت ہوتا ہے؟ جو آپ کو یہ سوجھی۔ بیشک اگر خدا اونکو تباہ اور فنا کرنا چاہیگا تو کر دیگا۔

خدا کے کھلانے پلانیکے بھی وہی معنے ہیں جن معنے سے آپنے لکھا ہے:۔

"چونکہ اوسکی مدد کے بغیر سچے دہرم کا گیان (علم) اور انشٹھان (پابندی) اور پورنی تکمیل نہیں ہو سکتی اس لئے ہر ایک انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہئے" (صفحہ ۶)

سوامی جی! ابھی تو آپ کہیں یہ سن پاتے کہ مسلمان یہ بھی کہتے ہیں:۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ

تو خدا معلوم آپ پر کیا گذرتی اور کیا کیا القاب مسلمانوں کو دیتے۔

ناظرین! یہی وہ مہر ہے۔ جسکا ذکر خدا نے اپنے کلام میں کیا ہے۔ اس کا اثر یہی ہوتا ہے کہ آدمی سیدھی بات بھی ٹیڑھی سمجھتا ہے اگر زیادہ تشریح اس کی چاہو تو نمبر ۲۶۱ ملاحظہ ہو۔ مختصر یہ ہے کہ دنیا کے سب کاموں کی کنجی اسی واحد لا شریک قادر مطلق لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کے ہاتھ میں ہے بیشک وہی رزق دیتا ہے وہی بند کر لیتا ہے سوامی جی اگر زندہ ہوتے تو ۱۸۹۷ء میں قحط سے بھارت ورش (ہندوستان) کی جو گت ہوئی ہے ہم اون کو دکھاتے اور پوچھتے کہ

قُلْ مَنْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

---

[۱] پاک ہے وہ ذات پاک جسکے قبضہ قدرت میں سب چیزوں کی حکومت کرتا ہے [۲] کافرو بتلاؤ کہ سب چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ ہے اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس سے بھاگے کو پناہ نہیں ملتی اگر تم کو علم ہے تو جواب دو (ترجمہ)

اگر سوامی جی بھی عرب کے مشرکوں کی طرح

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ

کہتے تو ہم بھی اُن کی خدمت میں عرض کرتے

فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ

اگر اس پر بھی قناعت نہ ہو تو وید پرمان سُنیے! پرمیشر بندوں کو تعلیم کرتا ہے:۔

آے بھگوان تو قائم بالذات مخلوقات کو سن مانگا سکھ اور اقتدار عطا کر! والاہم ہمیں بھی اپنا رحمن عنایت کر (اتھروید کانڈ ۶-انو واک ۱۰- ورگ ۲-منتر ۱۱)

ناظرین! سوامی جی کے اس سوال سے آپ تعجب نہ ہوں اُنکو ایسی ہی سوجھا کرتی ہے۔ اعتبار نہ ہو تو نمبر ۵۲ ملاحظہ کریں:۔

گناہوں کی بخشش کا مضمون نمبر ۲۲ میں دیکھو۔ تناسخ کا رد اسی کتاب میں کئی ایک جگہ پاؤ گے علاوہ اسکے الہامی کتاب اور بحث تناسخ دیکھو +

(۱۳ا) نہیں تو مگر آدمی مانند ہماری پس لے کچھ نشانی اگر ہے تو سچوں سے۔ کہا یہ اونٹنی ہے واسطے اُسکے پانی پینا ہے ایک بار (آیت ۱۵۰-۱۵۱)

محقق بھلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے کہ پتھر سے اونٹنی نکلے وہ لوگ وحشی تھے جنہوں نے اس بات کو مان لیا اور اونٹنی کا نشان دینا صرف وحشی پن کا کام ہے نہ کہ خدا کا اگر یہ کتاب کلام الٰہی ہوتی تو ایسی لغو باتیں اسمیں نہ ہوتیں +

مدقق اللہ رے ایسے حسن پر یہ بے نیازیاں +

واہ رے مہذب سوامی جی کو وحشی پن سے بڑی وحشت ہے۔ ایں ہم غنیمت است

سوامی جی! آپ تو اسی کتاب کے صفحہ ۶۶۹ میں لکھ آئے ہیں:۔

"مسلمانوں کے مذہب کی بابت جو لکھا ہے وہ صرف قرآن کی رو سے لکھا گیا ہے کسی اور کتاب کے عقائد کی رو سے نہیں +

لہ مشرک بھی کہینگے کہ اللہ ہی کا اختیار ہے۔ تہ پھر کہاں کو بہکے جاتے ہو۔ کہ اسکی طرف نسبت کرنیکو بُرا جانتے ہو۔ یہ عربی الفاظ قرآن شریف کی عبارت ہے اور نیچے ترجمہ ہے (منہ)

یہاں کس لفظ سے اونٹنی کا پتھر سے نکلنا سمجھے ہیں؟ سماجیو! بتلاؤ تو مبلغ پانصد روپیہ انعام پاؤ۔

لیسے وحشی پنے کا جواب بجز اسکے کچھ اور بھی ہے ہم

ہٹی دہرم مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر دیتے ہیں۔ (دیباچہ ستیارتھ)

مفصل نمبر ۹۱ میں دیکھو۔

(۱۱۹) سورہ نمل۔ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ تحقیق میں ہوں اللہ غالب۔ اور ڈالدے عصا اپنا پس جب وقت کہ دیکھا اوسکو ہلتا جاتا ہے گویا کہ وہ سانپ ہے۔ اے موسیٰ مت ڈر تحقیق نہیں ڈرتے نزدیک میرے پیغمبر۔ اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پروردگار عرش بڑے کا۔ یہ کہ مت سرکشی کرو اوپر میرے۔ اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہوکر (آیت ۹۔۱۰۔۲۶۔۳۷)

محقق) اور دیکھئے اپنے ہی منہ سے آپ اللہ بڑا زبردست بنتا ہے۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں ہو سکتا تو خدا کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ شعبدہ بازی کی جھلک دکھلا کر جنگلی آدمیوں کو قابو کر کے آپ جنگلیوں کا خدا بن بیٹھا ہے۔ ایسی بات خدا کی کتاب میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ عرش معلیٰ یعنی ساتویں آسمان کا مالک ہو۔ تو وہ محدود المکان ہونے سے خدا نہیں ہو سکتا۔ اگر سرکشی کرنا بُرا ہے تو خدا اور محمد صاحب نے اپنی حمد و ثنا سے کتاب کیوں بھر دی۔ محمد صاحب نے بہت سے انسانوں کا خون کیا۔ کیا اس سے سرکشی ہوئی یا نہیں؟ یہ قرآن باہم نقیض باتوں سے بھرا ہوا ہے۔

مدقق (۱۱۹) سچ ہے جب کوئی ادا اُن کی بدنما ہو جائے۔ کسطرح سے ٹوٹ جاوے وہ دل کا کیا مورکھ ہے وہ منش جو اپنا گھر شیشوں کا بنا کر دوسروں پر پتھر برسائے۔

سماجیو! سنو! پرمیشر بندوں کو سکھاتا ہے۔

میں اُس محافظ کائنات صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور فاتح کل تمام کائنات کے راجہ قادر مطلق پروردگار قوت عطا کرنے والے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا ہے خوشنود

مطلق پر میشور ہے ہر جگہ میں فتح پانے کے لئے دعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں ؛

(یجر وید ادھیائے ۔۱ منتر ۵)

سماجیو! دیکھا اپنے ہی منہہ سے آپ پرمیشور زبردست کا راجا بنتا ہے۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں تو پرمیشور کا کیونکر ہو سکتا ہے ؛ اچیرن کہو جی کون دھرم ہے ؛ سوامی جی کو خبر نہیں کہ خداوند تعالیٰ جبکہ بندوں کی ہدایت کے لئے کتاب بھیجتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ اپنی صفات کا ذکر بھی کرے تاکہ بندوں کو اوسکی صفتیں معلوم ہو سکیں پس آسمانی کتابوں میں جہاں جہاں صفات خداوندی کا دکھاتا ہے اُس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ بندے ان صفات کے معتقد ہوں نہ یہ کہ خدا کوئی شیخی بگھارتا ہے جیسے ہمارے سوامی جی ماراج سمجھے ہیں +

شیطان کا جواب نمبر ۴ اور نمبر ۲۳ میں اور عرش کا جواب نمبر ۷ میں ملاحظہ ہو۔ خونریزی کیلئے نمبر ۲ دیکھو +

(۱۲۰) اور دیکھیگا تو پہاڑوں کو گمان کرتا ہے تو اُن کو جمے ہوئے اور وہ چلے جاتے ہیں مانند گذرنے والے بادلوں کے ۔ کاریگری اللہ کی جس نے محکم کیا ہر چیز کو تحقیق وہ خبردار ہے ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہو (آیت ۸۸)

محقق (۱۲۰) بادلوں کی مانند پہاڑوں کا چلنا مصنف قرآن کے ملک میں ہوتا ہوگا اور جگہ نہیں اور خدا کی خبرداری تو باغی شیطان کو نہ پکڑنے اور سزا دینے کی ہی ظاہر ہوتی ہے ۔ جس نے ایک باغی کو اب تک نہ پکڑا اور نہ سزا دی اس سے زیادہ بیخبری کیا ہوگی ؛

مدقق (۱۲۰)

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں

سوامی جی اگر موجودہ علم طبعی سے واقف ہو کر زمین کی حرکت کو مانے ہوتے ۔ تو اس آیت کو غنیمت سمجھکر مسلمانوں سے اُس کے منوانے پر زور دیتے مگر یہ قسمت کہاں ۔ سچ ہے ؎

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسب کمال + بے کمالی میں بھی افسوس میں کامل نہ ہوا

سمجھو اسنو! آیت کا مطلب صاف ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے (فنا) کے وقت پہاڑ
یوں حرکت کرتے ہوئے پھرینگے جیسے بادل بلکہ ان سے بھی تیز اور انسان جو اسی زمین
پر ہونگے بوجہ حرکت کل زمین کے (جیسا کہ آجکل اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں) اُس
وقت بھی پہاڑوں کو اپنی جگہ جمے ہوئے سمجھینگے یہاں تک کہ کل دنیا کی چیزیں اسی حرکت
سے فنا ہو جائینگی۔ ان معنی کی دلیل اگر قرآن سے سُننی چاہو تو سُنو!

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا

سوامی جی کا منقولہ ترجمہ ایک تو کسیقدر بوجہ لفظی ہونے کے مطلب خیز بھی نہیں گو فی نفسہ
صحیح ہے دوم سوامی جی نے اوسکو سمجھا بھی نہیں +

سُنو! ہم تم کو ایک واضح ترجمہ سُناتے ہیں:۔

اور تو سمجھتا ہے پہاڑوں کو جانتا ہے وہ جم رہے ہیں اور وہ چلینگے جیسی بدلی۔

(ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی)

"مگر آگے پیچھے اور محل مناسب دیکھکر معنے کرنیوالے جاہلوں کو علم کہاں" (اہوسکا صفحہ ۹۲)

شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۱۱ و نمبر ۲۲ میں ملاحظہ ہو +

(۱۲۱) سورہ قصص پ ۲۰ پس مکا مارا اُس کو موسیٰ نے پس تمام زندگی اُس کی۔ کہا اے
رب میرے تحقیق میں نے ظلم کیا جان اپنی کو بس بخش مجھ کو پس بخش دیا اوسکو تحقیق وہ بخشنے
والا مہربان ہے اور پروردگار تیرا پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔
(آیت ۱۴۔۱۵۔۱۶)۔

محقق مسلمانوں اور عیسائیوں کے پیغمبر اور خدا کی رحمدلی کا حال دیکھئے موسیٰ پیغمبر
ایک انسان کا خون کریں اور خدا معاف کرے۔ کیا یہ دونو ظالم ہیں یا نہیں
کیا خدا اپنی مرضی ہی سے جیسا چاہتا ہے ویسا پیدا کرتا ہے؟ کیا اُس نے اپنی مرضی ہی
سے ایک کو بادشاہ اور دوسرے کو غریب ایک کو عالم اور دوسرے کو جاہل پیدا کیا ہے؟

ك تجھ سے اے محمد منکرین قیامت پہاڑوں کی بابت پوچھتے ہیں تو کہہ خدا اُن کو ایسا اڑا دیگا کہ زمین پر
اونچی نیچی جگہ نہ دیکھوگے +

اگر ایسا ہے تو نہ قرآن سچا اور نہ ظالم ہونے کے باعث یہ خدا سچا خدا ہو سکتا ہے +

مد قوق (۱۲۱) آگے پیچھے کو نہ دیکھنے والو! ذرا غور سے سنو! اصل قصہ یوں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہونے سے پہلے جب مصر میں فرعون کی ماتحتی میں تھے۔ ایک روز دوپہر کے وقت شہر میں آئے تو دیکھا کہ دو آدمی (ایک فرعون کی قوم کا اور ایک حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کا) آپس میں لڑ رہے ہیں۔ فرعونی چونکہ اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا۔ جیسا سکھوں کے زمانہ میں بُرہمنے کیا کرتے تھے۔ اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد کی اور اپنی مدد کو بلایا۔ حضرت موسیٰ نے فرعونی کا صریح ظلم دیکھ کر ایک مُکا رسید کیا تو اتفاقاً اُسی مُکہ سے اوسکا کام تمام ہو گیا۔ حضرت موسیٰ کا اوسکو جان سے مارنے کا قصد نہ تھا بلکہ معمولی دھپا دھول جسکا وہ ہر طرح سے مستوجب تھا مگر قضا سے اُس کا اُسی مکہ سے فیصلہ تمام ہو گیا۔ اِس پر حضرت موسیٰ کو سخت رنج ہوا تو خدا نے اون کو معاف کر دیا گو حضرت موسیٰ کا یہ کوئی گناہ نہ تھا۔ کیونکہ مار دینے کا نہ تو قصد تھا اور نہ ہی کسی مہلک ہتیار سے مارا تھا تاہم اونہوں نے اپنی علو شان کے مناسب اسے بھی گناہ سمجھا جس کی نسبت معافی کی اطلاع خدا نے اُن کو دی کہیے اس پر کیا سوال ہے یوں تو آپ کیوں نہیں کہتے کہ توبہ سے ہمیں رنج ہے جو ہم جی نمبر ۲۲ کا حوالہ آپکو سنائیں +

سماجیو! اگر اپنے سوامی کے قول کی تائید میں ہو کہ ہمیشہ کا سکھ بھی دُکھ ہو جاتا ہے (نمبر ۱۰۳) تو کوئی اور دکھ خدا سے مانگ لو۔ اُسکے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں +

بیشک خدا اپنی مشیت سے (مشیت اور رضا کا فرق نمبر ۳۴ میں ملاحظہ ہو) جسے چاہے امیر کرے اور جسکو چاہے غریب کرے ظلم تو جب ہو گا کسیکا اوس پر حق ہو۔ اور نہ دے جب حق کوئی نہیں تو پھر جس حالت میں اپنی حکمت کے تقاضا سے رکھے اُسی میں اسکا عدل اور وہی اُس کا رحم ہے سوامی جی چونکہ ہمیشہ پُنر جنم (تناسخ) کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں جس کو ہم بوجہ اسکے کہ اسی کتاب میں کسی ایک جا اوسکی مفصل بحث ملسکتی ہے ٹلاتے رہتے ہیں مگر یہاں پر تو ہماری رال بھی ٹپکتی جاتی ہے کہ ہم بھی سوامی جی اور اُن کے چیلوں سے ایک سوال پوچھیں +

سماجیو! نمبر ۱۶ میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ دُنیا کو خدا نے ایک خاص وقت سے پیدا کیا ہے جس سے پہلے نہ تھی (مفصل بحث نمبر ۱۶ میں دیکھو) تو تبلاؤ! ابتدا میں خدا نے سب لوگوں کو امیر اور حاکم ہی بنایا تھا یا نہیں اور سب کو آدمی بنایا تھا یا بعض کو حیوان بھی۔ اور اگر تمہارے اصول کی زیادہ پابندی کریں تو یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ سب کو مرد بنایا تھا یا عورتیں بھی (کیونکہ عورت مرد کی تفریق بھی اعمال کا نتیجہ ہے) ذرا سوچ کر جواب دینا (کسیقدر الہامی کتاب میں دیکھو)

(۱۴۲) **سورۃ العنکبوت** پ۲۰ اور حکم کیا ہم نے انسان کو ساتھ ماں باپ کے بھلائی کرنا اور جھگڑا کریں تجھ سے دو تو شریک لا دے تو ساتھ میرے اُس چیز کو کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اُسکے علم پس مت کہا مان اُن دونوں کا **طرف میری** ہے اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو طرف قوم اسکی کے پس رہا بیچ اس کے ہزار برس مگر پچاس برس کم (آیت ۷، ۱۳)

محقق ماں باپ کی خدمت کرنا تو اچھا ہے۔ اگر خدا کے ساتھ شریک کرنے کے لئے وہ کہیں تو ان کا کہا نہ ماننا یہ بھی ٹھیک ہے لیکن اگر ماں باپ دروغگوئی وغیرہ کرنیکا حکم دیویں تو کیا مان لینا چاہیے؟ اس لئے یہ بات نصف اچھی اور نصف بُری ہے۔ اگر نوح وغیرہ پیغمبروں کو خدا ہی دنیا میں بھیجتا ہے تو اور روحوں کو کون بھیجتا ہے اگر سب کو وہی بھیجتا ہے تو سب ہی پیغمبر کیوں نہیں؟ اور اگر پہلے آدمیوں کی عمر ہزار برس کی ہوتی تھی تو اب کیوں نہیں ہوتی؟ اسلئے یہ بات صحیح نہیں +

مدقق (۱۴۲) سوامی جی کا یہ مان سونے سے **لکھنے کے قابل ہے**۔ کہ

+**سماجیو!** مترجم قرآن دیکھ کر سوامی جی کی **دیانت** اور لیاقت کی داد دو۔ ہم کچھ نہیں کہتے کیونکہ ہمارا کچھ حرج نہیں۔ صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ **طرف میری ہے** کے کیا معنی ہیں۔ قرآن شریف دیکھ کر تبلانا کہ آگے پیچھے نزدیکنے والا کون ہوتے ہیں۔ منہ

پس سوامی جی سُنئیے! ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ شرک بھی اسی لئے منع ہے کہ جھوٹ ہے اسی سے ایک باریک اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق یہ ایک حدیث کا مضمون ہے مطلب یہ ہے کہ جو کام خالق نے منع کیا ہو اس میں مخلوق کی اطاعت ہرگز جائز نہیں اگر قرآن شریف سے تحقیق چاہو تو سُنو

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ

بھیجنے کے معنے آپ نے غلط سمجھے ہیں۔ یہاں بھیجنے کے معنی الہام کرنیکے ہیں بیشک پیغمبروں کے سوا اور روحوں کو خدا نے نہیں بھیجا یعنی اُن کو الہام نہیں کیا۔

عمر کی بابت تو اب بھی کوئی قاعدہ مقرر نہیں جبتک آپ کوئی حد مقرر نہ کریں۔ ہم جواب نہیں دیںگے ہاں پرمیشور کی آگیا بھی سنئے جو بندوں کو ہدایت کرتا ہے:۔ کہ

"اے جگدیشور آپ کی عنایت سے ہماری آنکھوں اور پران کی تگنی یعنی تین سو برس کی عمر ہو جس پر آپ (سوامی جی۔ خود بدولت نے یہ ارشاد کیا ہے) اس منتر سے ایک اور اُپدیش (سبق) حاصل ہوتا ہے یعنی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر برہم چرج وغیرہ عمدہ اُصول کی پابندی کیجاوے تو انسان کی عمر سو برس سے تگنی تک بڑھ سکتی ہے (صفحہ ۵۶)

پس حضرت نوح نے اس آپ کی گنتی کو تگنی کر کے ہزار سال عمر پائی ہو تو آپ کا اس پر سوال کیا ہے۔ برہم چرج کا طریق تو دن کو آخر معلوم ہوگا۔ بلکہ وید کے بتلائے ہوئے طریق سے اچھا پنڈت جی کے چیلو! بتلاو شیشوں کا مکان بنا کر پتھر برسانے والے کون ہیں؟

(۱۲۳) سورہ روم۔ اللہ پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کریگا اس کو پھر اوسکی طرف پھیرے جاؤگے اور جس دن برپا ہوگی قیامت ناامید ہونگے گنہگار ۔پس جو لوگ

لہ کوئی قوم ایماندار خدا کے حکموں سے مخالفت کرنے والوں کے ساتھ محبت نہیں کیا کرتی۔ گو وہ اون کے باپ یا بیٹے یا بھائی بند بھی ہیں۔ منہ

کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے۔ پس وہ بیچ باغ کے بناؤ سنگار کروائے جائینگے اور اگر بھیجدیں ہم ایک باد۔ پس دیکھیں اوسکو کھیتی زرد ہوئی۔ اس طرح مہر رکھتا ہے اللہ اوپر دلوں اُنکے کے کہ نہیں جانتے (آیت ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۴۔ ۵۰۔ ۵۰ ھ ۵)

محقق اگر اللہ دو بار پیدائش کرتا ہے اور تیسری بار نہیں کرتا تو پیدائش کے پہلے اور دوسری پیدائش کے بعد بیکار بیٹھا رہتا ہوگا؟ اور ایک دو بار پیدائش کرنے کے بعد اُسکی قدرت یعنی طاقت نکمی اور زائل ہو جاتی ہوگی اور اگر روز عدل گنہگار لوگ نا امید ہونگے تو اچھی بات ہے۔ مگر اس کا مطلب کہیں یہ تو نہیں ہے کہ مسلمانوں کے سوا سب گنہگار سمجھ کر نا امید کئے جائینگے؟ کیونکہ قرآن میں کئی مقاموں پر گنہگاروں سے مراد غیر مذہب والوں سے لیگئی ہے۔ اگر باغ میں رکھنا اور سنگار کرنا ہی مسلمانوں کی بہشت ہے تو اس دنیا کی مانند ہی ہے اور کیا وہاں باغبان اور زرگر بھی ہونگے یا خدا ہی باغبان اور زرگر وغیرہ کا کام کرتا ہے اگر کسی کو کم زیور ملتا ہوگا تو چوری بھی ہوتی ہوگی اور وہ بہشت میں سے نکال کر چوری کرنیوالوں کو دوزخ میں بھی ڈالتا ہوگا۔ اگر ایسا ہوگا تو یہ بات کہ ہمیشہ بہشت میں رہینگے جھوٹ ہو جائیگی۔ اگر کسانوں کی کھیتی پر بھی خدا کی نظر ہے تو علم زراعت کھیتی کرنے کے تجربہ بغیر کیسے آگیا۔ اور اگر فرض کیا جاوے۔ کہ خدا نے اپنے علم سے سب باتیں جان لی ہیں تو ایسا ڈر دکھانے سے وہ اپنا غرور ظاہر کرتا ہے۔ اگر اللہ نے روحوں کے دلوں پر مہر لگا کر گناہ کرایا ہے۔ تو اوس گناہ کا جوابدہ وہی ہوگا۔ روح نہیں ہوسکتی جسطرح کہ فتح و شکست کا ذمہ وار سپہ سالار ہوتا ہے۔ ویسا ہی سب گناہ خدا کو حاصل ہونگے ۔

مدقق اس بھولے پن کے قربان ایجیے۔ لولا الحمقاء لبطلت الدنیا۔[1] اِس نمبر کی کُل باتوں کا جواب سابقہ نمبروں میں آچکا ہے سوامی جی کو تو بانی بلونے کی عادت ہے خدا کی بیکاری یا باکاری کی بحث نمبر ۱۶ میں دیکھو۔ بے شک مجرم وہی ہیں جو خدا کے ساتھ شریک کریں مسلمان یا کافر۔ یا جو اُس کے حکموں کی جو اُس نے

---

[1] اگر احمق نہ ہوتے تو دُنیا برباد ہو چکتی (عربی مقولہ)

اپنے سچے نبیوں کے ذریعے بندوں کے لئے بھیجے ہیں تکذیب کریں اسکا ذکر بھی کئی دفعہ آچکا ہے۔ سوامی جی! آپ کہیں ویدوں کا منکر ملحد تو نہیں؟ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۸ دیکھکر جواب دیں۔ بہشت کا جواب نمبر ۹ و نمبر ۴۷ و نمبر ۱۶ وغیرہ میں آچکا ہے سب کچھ خدا کی مہربانی سے ہوگا۔ مگر یہ بھی سن رکھیے:۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَے الْکَافِرِیْنَ

نہ کوئی کسی کا زیور چرائیگا نہ کسی کو برا بھلا کہیگا۔ بلکہ سب کے سب

اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ

سوامی جی! پرمیشور نے سرشٹی (دنیا) کے پرمانوں (اجزا) کو جمع کرکے موجودہ صورت میں اتپتن (پیدا) کیا تو اتنا بڑا کام بے تجربہ کیسے کیا ہوگا؟ آپکے اس سوال کا جواب قرآن نے ان لفظوں میں دیا ہے

مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

کیسے ایسی سمجھ پر پتھر جو اتنا بھی نہیں جانتا:۔

پرمیشور کے ہاتھ نہیں۔ لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور قابو رکھتا ہے پاؤں نہیں لیکن محیط ہونیکے باعث سب سے زیادہ صاحب حرکت ہے۔ آنکھ نہیں لیکن سبکو ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے۔ کان نہیں۔ پھر بھی سب کی باتیں سنتا ہے (ستیارتھ صفحہ ۲۴۸)

مہر لگانیکا جواب نمبر ۶ و نمبر ۶۵ میں آچکا ہے

(۱۲۴) سورہ لقمان:۔ یہ آئتیں ہیں کتاب حکمت والی کی۔ پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم اُن کو اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوی کیا نہ دیکھا تونے یہ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے۔ کیا نہ دیکھا تونے یہ کہ کشتیاں چلتی ہیں بیچ دریا کے ساتھ نعمتوں اللہ کے تاکہ دکھلاوے تمکو نشانیوں اپنی سے (آیت ۱۔۹۔۲۸۔۳۰)

۱؎ کافروں پر جنت کی نعمتیں حرام ہیں ۲؎ بھائیوں کی طرح ایکدوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہونگے۔

۳؎ کافر خدا کی شان کے مناسب اس کی قدر نہیں کرتے ؎

محقق } واہ صاحب واہ حکمت والی کتاب خوب ہے کہ جس میں بالکل علم کے خلاف آکاش کی پیدائش اور اس میں ستون لگانے اور زمین کو قائم رکھنے کیواسطے پہاڑ رکھنے کا ذکر ہے۔ تھوڑے علم والا بھی ایسی تحریر ہرگز نہیں کر سکتا اور نہ ایسی باتیں مان سکتا ہے اور حکمت کی بات دیکھئے کہ جہاں دن ہے وہاں رات نہیں جہاں رات ہے وہاں دن نہیں اور اس کو ایکدوسرے میں داخل کرانا لکھا ہے یہ تو سخت جہالت کی بات ہے اسلئے یہ قرآن علم کی کتاب نہیں ہو سکتی کیا یہ خلاف از علم بات نہیں ہے کشتی کو آدمی کلوں اور اوزاروں سے چلاتے ہیں یا خدا کی مہربانی سے۔ اگر لوہے یا پتھر کی کشتی بناکر سمندر میں چلائی جاوے تو خدا کا نشان ڈوب تو نہ جائیگا۔ یہ کتاب نہ کسی عالم اور نہ خدا کی بنائی ہوئی ہو سکتی ہے ✦

مدقق } مہاراج! دھن مہاراج! سچ ہے:۔ ہٹ دھرمی کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔ (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ)

آسمان کی پیدائش وغیرہ کا ذکر نمبر ۷ و نمبر ۸۰ و نمبر ۱۲۹ میں اور زمین کی حرکت کا ذکر نمبر ۱۱ میں ہے۔

ناظرین! سوامی جی کی دیانتداری کو دیکھئے ایسی چالاکی کہ قرآن میں تو بغیر ستونوں کے ہو چنانچہ ہمنے سوامی جی کے منقولہ ترجمہ پر خط دیا ہے اور سوامی جی اس پر جھوٹ کا ستون لگاتے ہیں پھر اس برتے پر سادھو اور یوگی؛ اور سنیاسی اور سوامی جی مہاراج اور کیا نہیں کیا؛ سچ ہے:۔

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپنے ہمپر ✦ خدا ناخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کرنے کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ دن کی روشنی نہیں رہتی اور رات آجاتی ہے۔ اسیطرح رات کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو دن کی روشنی ہو جاتی ہے دوسرے معنی یہ کہ کبھی دن چھوٹا اور کبھی رات چھوٹی ✦

ہاں کشتی کا سوال خوب کیا سماجیو! پرمیشور کا پران سنو!

جس ملک میں علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے وہ میرا (پرمیشور کا) مقام مالوف ہے

میں اُس ملک میں فوج کے گھوڑوں اور بیلوں کو قوت عطا کرتا ہوں (یجروید ادھیائے ۲۰ منتر ۱۰)

تبلاؤ! اسوقت تمام دُنیا میں ویدک مت اور دہرم کا تنزل کیسا ہے۔ ایسا کہ (بقول سوامی جی) ویدوں کی توحید کو بت پرستوں نے ملیامیٹ کردیا اور کر رہے ہیں اب تو پرمیشور بے گھر (کہیں کا کہیں مارا مارا پھرتا ہے گا کیوں نہ ہو (چیرز)

واہ جی واہ گھوڑے بیلوں کے مالک بیچارے تو دانہ۔ پانی اور گھاس قیمت سے لیکر کھلاویں جس سے وہ قوت پاویں اور پرمیشور جی کہیں میں قوت دیتا ہوں۔ کیسا کسی ودوان (عالم) کی بات ہے؟ (ڈبل چیرز)

سماجیو! انصاف سے کہنا ایسا سوال کرنا کسی آستک (خدا کے قائل) کا کام ہے یا ناستک (دہریہ) کا؟ سچ کہتے ہوئے کسی کی رعایت نہ کرنا۔ ورنہ تمہارا چوتھا اصول منسوخ ہوجائیگا +

(۱۲۵) سُورہ سجدہ ۱۰ تدبیر کرتا ہے کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھجاتا ہے طرف اُسکے بیچ ایک دن کے کہ تھی مقدار اوسکی ہزار برس اُن برسوں سے کہ گنتے ہو تم۔ یہ ہے جاننے والا غائب کا اور حاضر کا غالب مہربان۔ پھر تندرست کیا اوسکو اور پھونکا بیچ اُس کے روح اپنی سے کہ قبض کریگا تم کو فرشتہ موت کا وہ جو مقرر کیا گیا ہے ساتھ تمہارے اور اگر چاہتے ہم البتہ دیتے ہم ہر ایک روح کو ہدایت اس کی لیکن ثابت ہوئی بات میری طرف سے یہ کہ البتہ بھرونگا میں دوزخ کو جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے (آیت ۴-۵-۸-۱۰-۱۲)

محقق } اب تو ٹھیک ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کا خدا مثل انسان کے محدود المکان ہے کیونکہ اگر محیط کل ہوتا تو ایک جگہ سے انتظام کرنا اور اُترنا چڑھنا۔ یہ باتیں نہ ہوتیں۔ اگر خدا فرشتے کو بھیجتا ہے تو خود بھی محدود المکان ہوا۔ کیا آپ آسمان پر ٹنگا بیٹھا ہے اور فرشتوں کو دوڑاتا رہتا ہے اگر فرشتے رشوت لیکر کوئی معاملہ بگاڑ دیں یا کسی مُردہ کو چھوڑ جائیں تو خدا کو کیا معلوم ہوسکتا ہے؟ معلوم تو اُس کو ہو جو کہ ہمہ دان اور محیط کل ہو۔ سو وہ تو ہے ہی نہیں۔ اگر ہوتا تو فرشتے کے بھیجنے اور کئی لوگوں کے

مختلف طور پر آزمائش لینے کا کیا کام تھا؟ پھر ایک ہزار برس کا عرصہ لگنا اور آنے جانے کا انتظام کرنا یہ باتیں تبلاتی ہیں کہ وہ قادر مطلق نہیں ہے اگر موت کا فرشتہ ہے تو اس فرشتے کا مارنیوالا کونسا ہلاکو ہے؟ اگر وہ ہمیشہ سے ہے تو حیات ابدی میں خدا کے برابر شریک ہو گیا۔ ایک فرشتہ ایک ہی وقت میں دوزخ بھرنے کیلئے روحوں کو ہدایت نہیں کر سکتا اور اگر اون کو بلا گناہ کے اپنی مرضی سے دوزخ بھر کے اونکو تکلیف دیکر تماشا دیکھتا ہے تو خدا گنہگار ظالم اور بیرحم ہوگا۔ ایسی باتیں جس کتاب میں ہوں نہ وہ عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے اور جو رحم اور انصاف نہیں رکھتا وہ ہرگز خدا ہو نہیں سکتا

مدقق (۱۴۳) تدبیر خداوندی کے معنی نمبر ۸ میں گزر چکے ہیں کسی چیز کا خدا کی طرف چڑھنا اس کے قبول ہونے سے مراد ہے سنو!

اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ [۱]

فرشتوں کو آپ نہیں جانتے نہ دیکھ سکتے ہیں جس دن دیکھینگے پھر آپ کی خیر نہیں

یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ [۲]

وہ اہل نفس نہیں کہ کسی سے رشوت لیں آپ خاطر جمع رکھیں اونکی تعریف یہ ہے:۔

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ [۳]

اگر فرضاً رشوت لیکر کسی مجرم پر بے وجہ رحم کر بھی جائیں تو خدائے عالم الغیب سے دونوں (وہ مجرم اور فرشتے) نہیں چھوٹ سکتے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ خدا کو کیا معلوم ہو سکتا ہے معلوم تو اسے ہو جو ہمہ دان ہو۔

ناظرین! سوامی جی کا سادھو بنا دیکھئے کہ "دروغ گویم بر روئے تو" سے بھی نہیں ڈرتے ہم نے انہیں کے منقولہ ترجمہ پر خط کھینچ کر دکھا دیا ہے۔ کہ خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور مقامات تو جانے دو۔ ذرا نظر اٹھا کر اسی نمبر کا منقولہ ترجمہ زیر خط ملاحظہ کریں جسطرح خدا نے ظاہری سامان بارش روئیدگی وغیرہ کے اسباب بنا رکھے ہیں۔ اسی طرح باطنی

---

[۱] خدا کی طرف نیک باتیں چڑھتی ہیں (یعنی وہ قبول کرتا ہے) [۲] کافر جسدن فرشتوں کو دیکھینگے اسروز اونکی خیر نہ ہوگی (یعنی عذاب میں پھنسینگے) [۳] فرشتے خدا کی بے فرمانی کسی طرح نہیں کرتے۔

امور بندوں کی ہدایت وغیرہ کے متعلق بھی ذرائع مقرر کر رکھے ہیں۔ سوامی جی تعصب اور ضد میں آئے ہوئے نظام عالم پر بھی غور نہیں کرتے ہزار سال کے دن کے معنے سوامی جی زندہ ہوتے تو اُن سے کر بلاہ پرشاد لئے بغیر ہم نہ بتلاتے۔ مگر کیا کریں سماجی دوستوں کی خاطر ہے۔ سنو!

سوہنسٹھ

ہزار سال اور پچاس ہزار سال سے کوئی خاص دن یا زمانہ مراد نہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ابداً کا لفظ قرآن میں موجود ہے نہ ان جگہوں میں جہاں پر یہ لفظ وارد ہیں قیامت کا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ ان مقامات میں خداوند تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے۔ پس آیت کے معنے صاف ہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ عالم دُنیا میں جو تدابیر اور احکام نافذ کرتا ہے اونکی تعمیل اور تکمیل ایک دن میں اُتنی ہوتی ہے جتنی کسی زبردست سے زبردست بادشاہ کے حکموں اور تدبیروں کی ہزار سال میں ہزار سال بھی تمثیلات ہے۔ اسی لئے دوسرے مقام میں پچاس ہزار سال فرمائے ہیں (دیکھو نمبر ۱۴۶) قرآن کی دوسری آیت خود ان معنی کی شہادت دیتی ہے سنو!

اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

"تمہاری پروردگار کا ایک دن تمہارے حساب سے ہزار سال کے برابر ہے" یعنے اُس کے ایک دن کے کام اتنے ہیں کہ تم سب مخلوق ملکر ہزار سال بلکہ پچاس ہزار سال تک بھی کرنا چاہو تو نہ ہو سکیں۔ پس اس آیت کے معنی اور آیت کُن کے معنی ایک ہی ہیں۔ (دیکھو نمبر ۷)

گر آگے پیچھے محل و موقع مناسب نہ دیکھو والے جاہلوں کو علم کہاں؟ (دیکھو مکا صفحہ ۲۵)

اعتبار نہ ہو تو منو جی کا پرمان سنو!

دُنیا کے موجود یا قدیم رہنے کا نام خدا کا دن ہے۔ پرلے (فنا) کی اصطلاح خدا کی رات ہے (دیکھو مکا صفحہ ۱۴)

پس خدائی دنوں کو بھی اسی طرح قیاس کر لو۔

سوامی جی! مادہ اور روح تو قدیم ہو کر خدا کے ساتھ یکنہ ہوں اور فرشتہ خدا کی

مخلوق ہو کر گو مدت دراز تک زندہ رہیں۔ وہ کیونکر خدا کا شریک ہو جاوے۔ (کھوجی کون دہرم ہے)۔

خدا کسی کو بلا جرم دوزخ میں نہیں ڈالیگا۔ سو ؔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا

(۲۹۱) سورہ احزاب ۔ کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بہاگنا۔ اگر بھاگو گے تم موت سے یا قتل سے۔ اے بیبیو نبی کی جو کوئی آدمی تم میں سے ساتھ بیحیائی ظاہر کے دوچند کیا جاویگا واسطے اُن کے عذاب اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان (آیت ۱۶ ۔ ۳۰)

محقق یہ محمد صاحب نے اس واسطے لکہا یا کہا ہوگا کہ جنگ میں کوئی نہ بھاگے اپنی فتح ہو اور مرنے سے بھی نہ ڈریں عیش و عشرت کے سامان بڑہیں مذہب کی اشاعت ہو اور اگر بی بی بیحیائی سے نہ آدے۔ تو کیا پیغمبر صاحب بیحیا ہو کر آویں؟ بیبیوں پر عذاب ہو اور پیغمبر صاحب پر عذاب نہ ہو۔ یہ کس گھر کا انصاف ہے۔

مدقق حصہ اول کا جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ جہاں جہاد کی تحقیق ہو چکی ہے جہاد سے نہ بھاگنے کی تعلیم منوجی کے الفاظ میں سنئے:۔

"کشتری (مجاہد) میدان چھوڑ دیں تو کشتری نہیں" (منو ۷ کا ۹۸)

سوامی جی! آپ کو گرو نے یہی تعلیم دی تھی کہ جس بات کو نہ سمجھو اس پر اعتراض کر دینا؟

"کیسا پاپی اور بیحیا ہے وہ شخص جو ضد اور نفسانیت سے سوال کرے" (ستیارتھ صفحہ ۳۵)

پیغمبر کی بیبیوں کو اس لئے سمجھایا گیا ہے کہ اونہیں گھمنڈ نہ ہو کہ ہم جو چاہیں۔ کریں ہمیں کوئی مواخذہ نہیں۔ جیسا عموماً شہزادیوں کو ہوا کرتا ہے اسمیں پیغمبر کا کوئی ذکر نہیں ہاں اور کئی ایک مقامات میں پیغمبر صاحب کو بھی گناہ ہونے پر ایسا ہی دہمکایا گیا ہے سنو!

لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ

کہئے آگے پیچھے کو نہ دیکھنے والے کون ہوتے ہیں؟

۱؎ خدا تعالیٰ ایک ذرہ بھر بھی ظلم لوگوں پر نہیں کرتا۔

۲؎ اگر تو بھی شرک کریگا تو تیرے نیک عمل سب ضائع ہو جائینگے اور آخرت میں نقصان اوٹھائیگا۔

(۱۷۱) اور الٰہی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی۔ سوائے اسکے نہیں پس جب ادا کر لی زید نے اُس سے حاجت بیاہ دینے تجھ سے اوسکو تاکہ نہ ہووے اوپر ایمان والوں کے تنگی بیچ بی بیوں لے پالکوں اُن کے کی جب ادا کریں اُن سے حاجت اور ہے حکم خدا کا کیا گیا نہیں ہے اوپر نبی کے کچھ تنگی بیچ اُس چیز کے نہیں ہے محمد صاحب باپ کسی مرد کا اور حلال کی عورت ایمان والی جو بخشدیوے بغیر مہر کے جان اپنی واسطے نبی کے ڈھیل دیوے تو جسکو چاہے اُن میں سے اور جگہ دیوے طرف اپنی جسکو چاہے۔ پس نہیں گناہ اوپر تیرے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت داخل ہو بیچ گھروں پیغمبر کے (آئت ۳۲-۳۳-۳۷-۳۸-۴۰-۵۰-۵۱-۵۳)

محقق یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ عورت گھر میں مثل قیدی کے رہے اور آدمی کھلے رہیں کیا عورتوں کا دل صاف ہوا۔ صاف جگہ میں سیر کرنا اور دُنیا کی بیشمار اشیار دیکھنا نہیں چاہتا ہوگا؟ اسی وجہ سے مسلمانوں کے لڑکے خاص کر آوارہ گرد اور شہوت کے شوقین ہوتے ہیں۔ کیا اللہ اور رسول کے احکام ایکدوسرے کے موافق ہیں یا مخالف؟ اگر موافق ہیں تو یہ کہنا کہ دونو کا حکم مانو فضول ہے۔ اگر مخالف ہیں تو ایک کا حکم صحیح اور دوسرے کا غلط ہوگا۔ ان دونوں میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان ہو جائیگا اور ایک کا شریک دوسرا بنجائیگا۔ واہ قرآن کے خدا اور پیغمبر آپنے ایسے قرآن کو جسکی رو سے دوسرے کو نقصان پہنچا کر اپنی مطلب برآری کیجائے بنایا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب بڑے شہوت پرست تھے اگر نہ ہوتے تو لے پالک بیٹے کی جورو کو اپنی جورو کیوں بناتے اور طرفہ یہ کہ ایسی باتوں کے کرنیوالے کا خدا بھی طرفدار بن گیا اور بے انصافی کو بھی انصاف قرار دیا انسانوں میں وحشی سے وحشی انسان بھی بیٹے کی جورو کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہ کیسا سخت غضب ہے کہ نبی کو شہوت رانی میں کچھ بھی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اگر نبی کسی کا باپ نہ

لہ سامعین! مترجم قرآن نے یہ میں یکبار لفظ کو دیکھو اور اپنے سوامی کی لیاقت اور محنت کی داد دو تاکہ تمہیں پتہ لگے کہ سوامی جی آدھا تیتر آدھا بٹیر بنانے میں کیسے کاریگر ہیں۔ منہ

لہ سامعین! اپدیش منجری ذرا دیکھ کر پنڈت جی کی شیریں کلامی کی جانچ کرو۔ اتنی دانت دو قسم کے تو ہیں؟

بتاؤ تیرے پالک بیٹا کس کا تھا؟ جب بیٹے کی جورو کو بھی گھر میں ڈال لینے سے پیغمبر صاحب نہ رُک سکے تو اوروں سے کیونکر بچے ہونگے؟ ایسی چالاکی بھی بُری بات کرنیوالے کی بدنامی ہونے سے رُک نہیں سکتی کیا اگر غیر عورت بھی نبی سے خوش ہو کر بیاہ کرنا چاہے تو بھی حلال ہو گی؟ اور یہ تو بڑے گناہ کی بات ہے کہ نبی جس عورت کو چاہے چھوڑ دے اور محمد صاحب کی عورتیں پیغمبر صاحب کے قصور وار ہونے پر بھی اُسکو کبھی نہ چھوڑ سکیں۔ اگر پیغمبر کے گھر میں دوسرا کوئی زناکاری کی نیت سے داخل نہ ہو تو ویسے ہی پیغمبر صاحب کو بھی کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا چاہئے۔ دیکھا نبی جس کسی کے گھر میں چاہے بیخوف داخل ہو سکے اور پھر معزز بھی بنا رہے؟ بھلا کون عقل کا اندھا ہو گا۔ کہ جو اس قرآن کو خدا کا بنایا ہوا اور محمد صاحب کو پیغمبر اور قرآن کے بتلائے ہوئے خدا کو سچا خدا مان سکے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسے غیر مدلل خلاف دھرم مذہب کو اہل عرب نے قبول کر لیا۔

مدقق (١٧٤) } عورتوں کو گھروں میں قید رکھنے کا کوئی حکم شریعت اسلام میں نہیں حکم صرف یہ ہے کہ غیر محرموں سے جن سے نکاح درست ہے۔ اپنے آپ کو چھپا دیں کہ وہ دیکھ کر فریفتہ نہ ہوں یا کم سے کم اونہیں بُرا خیال پیدا نہ ہو تا کہ زناکاری حتی المقدور بند ہے گو یہ مطلب کسی تائید کا محتاج نہیں تاہم اپنے سماجی دوستوں کی خاطر سوامی جی کے قول سے اس کی تائید دکھاتے ہیں تا کہ سماجیوں کو پنڈت جی کی کمالیت کا اعتراف ہو کہ جس بات کو خود ہی بڑے مبالغہ سے بیان کرتے ہیں اگر وہی حکم اسلام میں دیکھیں تو بیاختہ اعتراض سوجھ جاتا ہے پس سُنو! پنڈت جی کا پرمان ہے :-

جو لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹشالا میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے (ستیارتھ صفحہ ۴۰)

اور سُنیئے!

یہ عورت مردوں کا مندروں میں میل جول ہونے سے زناکاری۔ لڑائی۔ بکھیڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۹)

کوئی پنڈت جی سے پوچھے اتنا پرہیز کیوں ہے کہ پانچ پانچ برس کی لڑکی اور لڑکا

بھی آپس میں نہ ملیں۔ اس عمر میں اُنکو ہوش ہی کیا ہوگا؛ تو شاید دات یہ کہیا یقیناً) پنڈت جی یہی کہینگے کہ مرد و عورت کی مثال سیڈلیٹز پوڈر[1] کی ہوتی ہے جو الگ الگ تو کچھ نہیں۔ بلکہ جوش پیدا کرتی ہیں سچ ہے ؎

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم اُنکو چھوڑ بیٹھے ہیں + جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آہی جاتی ہے

اور سُنئے سوامی جی اور منوجی کیا پرمان دیتے ہیں؛

ساری اندریوں کو بنا ہے بس میں رکھتا اندریوں کو بڑی قاعدہ سے قابو کرنا چاہئے اندریوں کی کشش باہمی تعلق سے ہوتی ہے چنانچہ منوجی نے فرمایا ہے اندریاں اس قدر زبردست ہیں کہ ماں بہن اور لڑکی وغیرہ کے ساتھ بھی ہوشیاری سے رہنا چاہئے دوسروں کا تو کیا کہنا ہے ؛ (اُپدیش منجری صفحہ ۱۰)

سوامی جی نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ

سوامی جی اگر آج زندہ ہوتے تو ہم انہیں ان عورتوں کا حال دکھاتے جو زیور اور لباس سے آراستہ پیراستہ ہو کر بازاروں میں پھرتی ہیں اور جو اسوقت جوان سے لیکر بوڑھے تک بازاری دوکانداروں پر بموجب پرمان منوجی حالت گزرتی ہے ان کی زبانی داستان سنواتے۔ سماجی اگر چاہیں تو ہم اُن نیم مقتولوں کی طرف سے بحکم نقل کفر کفر نباشد مختصر سے لفظوں میں ادائے مضمون کر دیتے ہیں ناظرین معاف رکھیں۔ سنو! کوئی اسوقت آہ و بکا کرتا ہوا کہتا ہے ؎

ہائے یہ زلفِ سیاہ ڈس گئی ناگن بنکے؛

کوئی چلاتا ہوا کہتا ہے۔

دیکھو اُس چشم کی شوخی + جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

[1] ایک دوا کا نام ہے جسکی دو پڑیاں ہوتی ہیں الگ الگ برتن میں گھولکر جب انکو ملاتے ہیں تو ایک جوش اور ابال سا ہوتا ہے ڈاکٹر خفیف سی ملیاب میں دیا کرتے ہیں۔ ہمارے نئے تعلیم یافتہ پردے کے مخالف بھی غور کریں۔ منہ میوہ کی طرح سے باہر نہ نکالا کرو۔ جیسے پہلے کنوکی حالت میں نکالا کرتی تھیں۔

کوئی اپنے درد کی کہانی یوں شروع کرتا ہے:-

ناز بغمزہ گفت دقفا لبہا نماخت + خوبروئے اندید وحیا را بہانہ ساخت

کسی کو یوں سوجھتی ہے:-

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے + انہیں زلفوں کے سب اسیر ہوئے

اگر ان سے کہیں بھائیو! اپنی نگاہیں نیچی رکھو تو اُس کا وہ معقول جواب دیتے ہیں سنو! وہ کہتے ہیں:-

کون رکھتا ہے بھلا ایسا جگر و جی تم دیدار ہو سامنے دیکھو اودھر دیکھیں تو

اور اگر اُن کو زیادہ ہی دق کرتے ہیں تو وہ اور بھی بگڑ جاتے ہیں اور منہ پھٹ ہو کر کہنے لگ جاتے ہیں:-

بل بے خود بینی زاہد کہ تیرے دیکھنے کو + منع کرتا ہے لو یہ اور تماشا دیکھو

غرض جتنے منہ اُتنی باتیں سچ تو یہ ہے کہ ایسی باتوں کے اظہار میں بازاری آدمی کسی قدر معذور بھی ہیں کیونکہ:-

دیدار سے نمائی و پرہیز مے کنی + بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

سُبحان اللہ انہی خرابیوں کے مٹانے کو بانی فطرت نے جو انسان کی فطرت سے پورا واقف ہے انسانی فطرت کا لحاظ رکھکر ارشاد فرمایا ہے:-

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ [١]

خدا اور رسول کے حکم ماننے کے یہ معنے ہیں کہ جو حکم خدا بذریعہ الہام رسول پر پہنچے اور رسول جسکو بتلا دے یا کسی مجمل کی تفصیل کر کے سنادے یا عمل کر کے دکھاوے جیسے نماز وغیرہ تو اسکا ماننا فرض ہے اور اگر کوئی حکم دنیاوی باتوں کے متعلق کہے تو اسکے ماننے نہ ماننے کا ہمیں اختیار حاصل ہے جیسے اور مشورہ انکا حضور نے خود فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم [٢]

[١] عورتیں اپنی زیب و زینت چہرہ مہرہ کو ظاہر نہ کریں سوا اُن کے جو کسیطرح چھپ نہیں سکتی (جیسے برقعہ) اور بازاروں میں چلتے وقت تمام کپڑوں سے اوپر ایک بڑی چادر لیا کریں +

[٢] دنیا کے کام تم خوب جانتے ہو +

اگر یہ شبہ ہو کہ پیغمبر اپنے پاس سے کوئی ایسی بات کہہ دے جو خدا کی تبلائی کے خلاف ہو۔ تو آپ بھی سُنیئے اور اُس کا جواب سوچیئے کہ جن رشیوں منیوں پر وید الہام ہوئے تھے۔ جب وہ خود اُن کو نہ سمجھے تھے چنانچہ آپ خود قائل ہیں:۔

اگنی وایو وغیرہ رشیوں نے مراقبہ کرکے تو پرمیشور نے اُن کو ویدوں کا مطلب بتلایا

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶)

اگر یہ رشی ویدوں کے مضمون میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتے تو آپ کیا کرتے اس کو بھی مانتے یا نہ اور آپ اُس ملاوٹ ہونے کی تمیز کیونکر کرتے سنو! قرآن تو اس سوال کا جواب آپ دیتا ہے:۔

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ

آپ بھی کوئی وید منتر اس مضمون کا سُنائیے پیغمبر کے شریک نبوت کا جواب نمبر ۱۱ و نمبر ۵ و نمبر ۵۸ وغیرہ میں ملاحظہ ہو

زید کا قصہ جو اس آیت میں مذکور ہے ایسا نہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ عیسائیوں نے تو اس کے متعلق بہت سے ورق سیاہ کئے ہیں۔ اس لئے ہم بھی اس کا بیان کرتے ہوئے دونوں قوموں (عیسائیوں اور آریوں) کو جو درحقیقت اس فن میں اُستاد شاگرد ہیں۔ مدنظر رکھینگے۔

اصل یہ ہے کہ زینب ایک عورت حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبیلہ میں رشتہ دار تھی شریف النسب صاحب جمال آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اوسکا نکاح زید بن حارثہ سے کرا دیا تھا جو کسی زمانہ میں غلام تھا۔ پھر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی نے خرید کرکے اُسے آزاد کر دیا تھا اور اپنے پاس ہی مثل بیٹوں کے رکھا یہانتک کہ لوگ اوسکو زید بن محمدؐ بھی کہتے تھے یعنی زید محمدؐ کا لے پالک بیٹا ہے۔ صاحب خصائل پسندیدہ تھا۔ مگر خوبرو نہ تھا۔ اسی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے جسکو میری خاوندہی جانتے ہیں اور دوسرے کو خبر پوری اطلاع نہیں ہو سکتی۔ وہ تو (میاں بیوی) میں کھٹا پٹی۔ ہا کرتی تھی آخر نوبت بانیجا رسید کہ زید اُسکو

نوٹ: اگر رسول ہمارا (خدا کی) ذمہ کوئی بات لگا دے جسکا ہم نے اُسے حکم نہ دیا ہو تو فوراً ہم اوسکو مار ڈالیں۔

چھوڑنے پر آمادہ ہوا چونکہ پیغمبر خدا نے خود بر سفتہ زور دیکر کرایا تھا اور مشہور بھی تھا کہ زید حضرت کا
لے پالک بیٹا ہے اس لئے آپ نے اُسے بہت سمجھایا کہ تو زینب کو چھوڑ نہیں۔ اس معاملہ میں
خدا سے ڈر کسی شریف عورت کو معمولی سی خفگی پر طلاق دیکر رسوا کرنا اچھا نہیں۔ آخر جب وہ
چھوڑنے ہی پر بضد ہوا تو آپ نے زینب کے اس زخم کا علاج بجز اسکے نہ سوچا کہ اُسے حرم محترم
بنایا جاوے۔ کیونکہ اسوقت کسی مسلمان عورت کی عزت اس سے زیادہ نہیں تھی کہ وہ پیغمبر
کی بیوی ہو۔ مگر ملک کی رسم تھی کہ لے پالک کی بیوی بھی مثل صلبی (اصلی) بیٹوں کے سمجھی
جاتی تھی۔ لیکن شریعت اسلام میں یہ حکم اس طرح نہیں تھا۔ اسلام میں صلبی بیٹے کی
بیوی حرام تھی لے پالک کی نہیں۔ بلکہ لے پالک وارث بھی نہیں ہے۔ کیونکہ نطفہ کا
تعلق اُس میں نہیں۔ اسلئے پیغمبر صاحب دو تین طرح کی کشمکش میں آ گئے۔ زینب کی
خاطرداری اور دلجوئی کا تقاضا۔ ملک کی رسم کا خیال۔ اُس ناجائز رسم کو بحال رکھنے
میں خدا کا خوف۔ اس لئے آپ نے جہاں ملک کی اور رسموں کو تیاگ (چھوڑ) دیا تھا
مستقل ریفارمروں کی طرح اسکی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور زینب کو بعد چھوڑنے زید کے حرم
محترم بنا لیا۔ سنو! قرآن خود اس قصہ کو مختصر مگر پورا بیان کرتا ہے:۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ
اللّٰہَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ وَتَخْشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ فَلَمَّا
قَضٰی زَیْدٌ مِّنْہَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَہَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِہِمْ
اِذَا قَضَوْا مِنْہُنَّ وَطَرًا وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا

یعنی جب تم نے ای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس شخص کو جس پر اللہ نے اور تو نے بھلی احسان
کئے تھے بہت کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے جی میں اُس
کے نکاح کرنے کے متعلق خواہش کو چھپاتا تھا جو خدا کو ظاہر کرنا تھا۔ اور تو لوگوں
سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ سے ڈرنے کا حق زیادہ ہے۔ پس جب زید (تیرے
لے پالک) نے اُسے چھوڑ دیا تو ہم (خدا) نے تیرے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا یعنی اجازت
دی تاکہ مسلمانوں کو لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جب وہ انہیں چھوڑ دیں۔

نہ ہو۔ اور اللہ کے کام کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

تیسا اسکے ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے مخاطبوں سے کچھ پوچھیں +

عیسائیو! اور **دیانندیو!** بائبل کا کوئی درس یا وید کا کوئی منتر اسکے منع کا دکھا سکتے ہو؟ جسکا مطلب یہ ہو کہ لے پالک بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا منع ہے دکھاؤ تو ہم تمکو منہ مانگا انعام دیں +

عیسائیو! تمہیں تو خاص طور سے شرم چاہیے کہ تم رومیوں کے ۴ باب کی ۱۵ کو بھی نہیں دیکھتے سنو!

جہاں شریعت نہیں۔ وہاں نافرمانی بھی نہیں ؛

جہاں قانون نہیں وہاں مواخذہ اور جرم کیسا۔ یا تو کوئی آیت قرآن کی (تمہاری علت سے ہم یہ بھی کہتے ہیں) بائبل کی بتلاؤ یا اس افترا پردازی اور بہتان بازی کو واپس لو +

دیانندیو! اپنے استاد عیسائیوں کی طرح جواب کے پیچھے نہ پڑو۔ کوئی وید منتر ہی اس مضمون کا بتلاؤ۔ ورنہ وید کی اطاعت کا نام لینے سے شرم کرو +

اگر کسی دوسرے دھرم شاستر سے بتلاؤ تو پہلے یہ کہہ لو کہ وید اس بیان میں قاصر ہے ورنہ وید کو سب سچائیوں کی کان اور سب علوم کا خزانہ کہہ کر یہ کہنا محال ہے +

سوامی جی! یہ بھی پوچھتے ہیں کہ زید کس کا بیٹا تھا۔ پنڈت جی اگر جیتے ہوتے تو سمجھائی لئے بغیر ایسا مشکل سوال ہم کبھی نہ بتلاتے۔ اب دیانندیوں کی خاطر ہمیں مجبور کرتی ہے تو سنو!

حارثہ کا بیٹا تھا۔ چنانچہ جب قرآن میں لے پالکوں کی بابت حکم آیا کہ

اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ

تو زید بن محمد کی بجائے زید بن حارثہ اوس کو کہا کرتے تھے +

بیشک جیسا اوروں سے پردہ ہے ویسا ہی نبی سے ہے آپ نے کوئی آیت اس مضمون کی لکھی ہوتی۔ جسکا یہ مطلب ہوتا کہ نبی سے پردہ نہیں۔ تو ہم جواب دیتے

پنڈت جی ایسی چالاکی سے بڑھکر بھی کوئی بُری بات ہو سکتی ہے کہ آپ بیٹے اور بے پالک میں فرق نہیں کر سکتے اور دھوکا دیکر کہتے ہیں کہ جب بیٹے کی جورو کو گھر میں ڈالنے سے پیغمبر صاحب نہ رک سکے تو اوروں سے کیونکر بچے ہونگے۔ یوگی اور سادھو ہوکر ایسا مغالطہ اور فریب دہی! سچ ہے ؎

پنڈت لئے مشالچی دو دوا کو پیچ + ہوراں کرن اُوجالا آپ ہنیرے وچ

سماجیو! سوامی جی کی خوش فہمی کی داد دو۔ لکھتے ہیں کہ غیر عورت کبھی خوشی سے خوش ہو کر بیاہ کرنا چاہے تو حلال ہو گی۔ پنڈت جی چونکہ ہمیشہ مجرد رہے ہیں انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ غیر عورت ہی سے بیاہ ہوتا ہے۔ بیاہ سے پہلے وہ اپنی عورت کیسے ہو سکتی ہے؟ پیغمبر صاحب کی عورتیں بھی پیغمبر سے ناخوشی پر اسیطرح خلع کر کے الگ ہو سکتی ہیں جسطرح عام مسلمانوں کی۔ ہاں پیغمبر صاحب کو خاصکر منکوحہ عورتوں کے خود چھوڑنے سے قرآن میں منع آیا ہے۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس بیوی کو سفر وغیرہ میں ساتھ لیجانا چاہو یا کبھی چھوڑنے کا خیال ہو۔ تو یہ بھی کر سکتے ہو اور بس

نہیں معلوم پنڈت جی نے یہاں پر تعدد ازدواج سے کیوں بحث نہیں کی۔ ایسا نرم شکار کیوں چھوڑ دیا۔ بعد غور یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پنڈت جی کو جی میں شرمندگی آئی ہو گی۔ کہ تعدد ازدواج تو وید میں بھی منع نہیں۔ پھر میں کس حوصلہ پر منع کا دعوے کروں۔ خاصکر ایسے لوگوں کیلئے جو وید کا ہر ایک منتر لئے بغیر میری جان نہیں چھوڑینگے +

سماجی مترو! کوئی منتر تعدد ازدواج کے منع کا ہو تو دکھاؤ۔

رگ وید منتر مندرجہ بھومکا صفحہ ۱۲۴ کافی نہیں محض سوامی جی کی کھینچ تان ہے غور سے دیکھو تعدد ازدواج کی فلاسفرانہ تحقیق دیکھنی ہو تو تفسیر ثنائی جلد ثانی حاشیہ نمبر ۱۸ ملاحظہ ہو یا ہمارا رسالہ تعدد ازدواج نیوگ اور طلاق دیکھو +

(۱۸۱۷) اور نہیں لائق واسطے تمہارے یہ کہ ایذا دو رسول خدا کے کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو بی بیوں اسکی کو پیچھے اس کے کبھی تحقیق یہ ہے نزدیک اللہ کے بڑا گناہ تحقیق جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور رسول اُسکے کو لعنت کی ہے اون کو اللہ نے اور وہ لوگ کہ ایذا دیتے

میں مسلمانوں کو اور مسلمان عورتوں کو بغیر اسکے کہ بُرا کیا ہو انہوں نے رپس تحقیق اُٹھایا اونہوں نے بہتان اور گناہ ظاہر۔ لعنت مارے جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور قتل کیے جائیں سخوب قتل کرنا۔ اے رب ہمارے دے اونکو دوگنا عذاب اور لعنت کر اون کو لعنت بڑی (آیت ۵۳۔۵۷۔۵۸۔۶۶۔۶۸)

محقق واہ! کیا خدا اپنی خدائی کو دھرم کے ساتھ دکھلا رہا ہے؟ رسول کو ایذا رسانی سے منع کرنا تو ٹھیک ہے لیکن دوسرے کو ایذا دینے سے رسُول کو بھی روکنا مناسب تہا تو کیوں نہیں روکا؟ کیا کسی کو ایذا دینے سے اللہ بھی دُکھی ہو جاتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ اور رسول کا ایذا دینے کی ممانعت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ اور رسول جس کو چاہیں ایذا دیویں؟ اور لوگ بھی سوائے ان کے جن کو چاہیں ایذا دیں۔ جیسا مُسلمان مرد و زن کو ایذا دینا بُرا ہے ویسا ہی غیر مذہب والونکو بھی ایذا دینا بہت بُرا ہے۔ جو اسے نہ مانے تو اُن کو متعصب سمجھو۔ واہ رے عذر بچانیوالے خدا اور نبی تم سے تو بیرحم دُنیا میں بہت تھوڑے ہی ہونگے جو یہ لکھا ہے کہ غیر لوگ جہاں ملیں اونکو پکڑو اور۔ ویسا ہی اگر مُسلمانوں غیر مذہب والے برتاؤ کریں تو اون کو یہ بات بُری لگیگی یا نہیں؟ واہ کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دُگنا دُکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں۔ اُن سے اُنکی طرفداری خودغرضی اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی وجہ سے اب تک بھی مسلمان لوگوں میں سے بہت سے بیوقوف لوگ ایسا ہی عمل کرنے سے نہیں ڈرتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تعلیم کے بغیر انسان حیوان کے برابر رہتا ہے۔ (ست بچن مہاراج)

مدقق (۱۷۶) مہاراج وچن مہاراج! ایک شخص کو کسی مولوی صاحب نے نماز کی تاکید کی تو بولا خدا فرماتا ہے:-

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ

یعنی نماز نہ پڑھو۔ مولوی صاحب نے کہا کمبخت اس سے آگے وَاَنْتُمْ سُکَارٰی بھی تو ہے جس کے معنی ہیں کہ نشہ میں نماز مت پڑھو۔ وہ شخص بولا سارے قرآن پر تیرے باپ نے

عمل کیا ہو جو میں کروں میں تو اسی ایک فقرہ پر عمل کر سکتا ہوں یہی حال پنڈت جی مہاراج کا ہے۔ چشم بد دور ؛

سوامی جی! جس طرح ہم مسلمان قرآن کے حکموں کے ماتحت رعایا ہیں اسیطرح پیغمبر صاحب بھی ان حکموں کے مکلّف تھے نام لینے کی ضرورت نہیں ؛

کسی کی ایذا سے اللہ بیشک دکھی ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ

جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے (بہو مکاعث!)

پس اللہ کے دکھی ہونیکے یہ معنی ہیں کہ وہ ایسے کاموں سے ناراض ہوتا ہے بیشک غیر مذہب والوں کو بھی ایذا دینا ویسا ہی برا ہے جیسا مسلمانوں کو اگر غیروں سے جنگ جہاد ہو تو اس کیلئے بھی موقع محل مناسب ہیں جسکی تفصیل نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو ؛

نہیں معلوم سوامی جی کی رال اعتراضوں پر ایسی کیوں ٹپکتی جاتی تھی۔ کہ قرآن کی موجودہ آئت کو بھی نہیں دیکھ سکتے ؛ ۔

"ہائے کیسا پاپی ہے وہ منش جو مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کردے" (دیباچہ ستیارتھ)

ہم سماجی بھائیوں سے دادخواہی کیلئے وہ آئت پوری کی پوری نقل کرتے ہیں جسپر پنڈت جی نے اعتراض کیا ہے کہ "کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دگنا دکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں" پس سنو!

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا

اس آئت میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو بوجہ شامت اعمال جہنم میں ڈالے جائینگے۔ تو اس وقت یوں کہینگے: "اے ہمارے مولا! ہمنے بڑی باتوں میں اپنے رئیسوں اور بڑوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمکو گمراہ کیا۔ اے ہمارے خدا تو ان کو ہم سے دگنا عذاب دے اور بڑی بھاری لعنت اور پھٹکار کر"

سماجیو! بتاؤ یہ پیغمبر کی دعا ہے یا شریروں۔ کذّابوں۔ اور کافروں کی۔ قرآن کا مقام مذکور غور سے پڑھو افسوس سوامی جی اعتراض کرتے ہوئے بھوسکا صفحہ ۵۲ کو بھی بھول

جاتے ہیں جہاں فرما چکے ہیں:۔

"آگے پیچھے موقع محل مناسب سوچ کر معنی کرنے چاہئیں"

کیوں جی! اپنے ہی کہے پر عمل نہ کرنا کہو جی کون دہرم ہے؟

سماجیو! اگر قرآن شریف کی آیت کا وہ مطلب ہو جو سوامی جی لکھتے ہیں تو ہم تمہارے گروکل (دینی مدرسہ) اور کالج کیلئے بمبلغ پانسو (۵۰۰) روپیہ نقد دینگے مرد میدان بنو ایسے ایک دو مقامات کا ثبوت ہی دکھاؤ۔ مانا کہ تمہیں روپے کی طمع نہیں اپنے گرو کی عزت تو چاہتے ہو ورنہ دنیا کیا سمجھیگی اور سوامی جی پر لوک (دوسری جون) میں تمکو کیا کہینگے +

(۱۲۹) سورہ فاطر:۔ اور اللہ وہ شخص ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو پس اٹھاتی ہیں بادلوں کو پس ہانک لاتے ہیں ہم اوسکو طرف شہر مردے کے پس زندہ کیا ہم نے ساتھ اس کے زمین کو پیچھے موت اس کی کے اسی طرح قبروں میں سے نکالنا ہے جس نے اوتارا ہمکو بیچ گھر ہمیشہ رہنے کے مہربانی اپنی سے نہیں لگتی ہمکو بیچ اس کے محنت اور نہیں ہمکو بیچ اوس کے ماندگی (آیت ۹-۳۵)

محقق واہ! کیا اچھی فلاسفی خدا کی ہے خدا ہوا کو بھیجتا ہے وہ بادلوں کو اٹھاتی ہے اور خدا اس سے مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ باتیں خدا کی ہرگز نہیں ہو سکتیں کیونکہ خدا کا کام بے کم و کاست یکساں رہتا ہے جو گھر ہوگا وہ بناوٹ کے بغیر نہیں ہو سکتا اور جو بناوٹ کا ہے وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ جو جسم رکھتا ہے وہ بلا محنت کیسے دکھی رہتا ہے اور جسم والا بیمار ہوئے بغیر ہرگز نہیں بچتا۔ جب ایک عورت سے مباشرت کرنا بیماری کا باعث ہے" تو جو کئی عورتوں سے مباشرت کرتا ہے اسکی کیا ہی بُری حالت ہوتی ہوگی؟ اس لئے مسلمانوں کا بہشت میں رہنا ہمیشہ آرام دہ

نہیں ہو سکتا۔

مدقق بے ایمانوں۔ ناشکوں۔ دہریوں اور ملحدوں سے جب کبھی گفتگو ہوئی اور خدائی کا ثبوت خدائی افعال سے پیش کیا تو یہی جواب سنا۔ "واہ خدا کی انوکھی فلاسفی"۔ مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی سے ایک صاحب مخالف تھے سنا ہے اونہوں نے عہد کر لیا تھا کہ جو بات اسمٰعیل کہیگا۔ اوسکا خلاف کرونگا مولانا شہید کو بھی خبر ملی فرمایا اُسے کہو اسمٰعیل والدہ سے نکاح کرنا حرام بتاتا ہے اسکا خلاف کرے"۔ سو یہی حال سوامی جی کا ہے قرآن کی سیدھی سادھی حکیمانہ عبارت کو بھی اندھوں کی کھیر بنانا چاہتے ہیں سچ ہے سہ

جو نکلے جہاز ان کا بچ کر بھنور سے ✦ تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

پنڈت جی! سُنیے! پرمیشور پرمان دیتا ہے:-

اُس پرش (پرمیشور) کے من یعنے وچار یا غور و فکر کرنے والی سامرتھیہ (قدرت) سے چاند پیدا ہوا۔ اور چکشو یعنی پرکاش قدرت سے سورج ظاہر ہوا اور شروتر یعنی اکاش صورت قدرت سے اکاش (آسمان) پیدا ہوا اور وایو یعنی ہوا صورت قدرت سے ہوا۔ پران (انفاس) اور تمام حواس پیدا ہوئے اور مکھ یعنی اعلیٰ و پُر جلال قدرت سے آگ پیدا ہوئی" (یجر وید ادھیائے ۳۱- منتر ۱۲)

اس پر کوئی بے ایمان ہنسی اُڑاوے کہ واہ پرمیشور کی انوکھی فلاسفی کہ اکاش پیدا ہوا حالانکہ اکاش کوئی مجسم چیز نہیں بلکہ ایک غیر مرکب ازلی چیز ہے اس کی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہو کہ مصنف وید علم طبیعات کو ہی نہیں جانتا تھا (نمبر ۸۸ ضرور دیکھو اور سوامی جی کو چیز نمبر ۱۵) تو ایسے اعتراض کے جواب میں غالباً پنڈت جی صاف کہدینگے:-

جو کوئی کھنڈ اور رخنہ سے سوال کرے اسکا جواب نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کے سامنے بحیثیت کیطرح خاموش رہنا چاہئے (ستیارتھ صفحہ ۴۹)

پس ہم بھی اسی جواب پر دستخط کرتے ہیں اور بس۔ کیونکہ اخلاقی فقرہ "جواب جاہلاں باشد خموشی" ایسے ہی موقع کیلئے ہے۔

ذں اتنا کہتے ہیں کہ سوامی جی کا یہ قول کہ خدا اُس سے مردوں کو زندہ کرتا ہے غلط ہے آدمی مُردہ مراد نہیں۔ بلکہ شہر مردہ یعنی خشک زمین مراد ہے اس لئے کہ جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ قرآن شریف میں بَلْدَۃً مَّیْتًا ہے جس کے معنے خشک زمین کے ہیں +

بہشت کی بابت سوال وجواب کئی دفعہ ہو چکے ہیں۔ جبکہ ہم اسی دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ بہت سے آدمی ایک ہی قسم کی غذا کھاتے ہیں۔ جن میں سے بعض صحیح وسالم رہتے ہیں اور بعض اُسی غذا سے مریض ہو کر مر بھی جاتے ہیں تو جس جگہ پر یہ قانون ہی نہ ہوگا کہ کوئی غذا کسی جسم کو مضر ہو سکے وہاں پر یہ اعتراض کرنا کہ جسم والا بیمار ہوئے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتا۔ بالکل اُسی کے مشابہ ہے جو گرمیوں میں شملہ یا کشمیر والوں کی حالت سُنکر کہ وہ گرم کپڑے پہنتے ہیں سوال کرے کہ گرمیوں میں بغیر پنکھے کے کوئی کیونکر گذر سکتا ہے اور گرم کپڑے کس طرح پہن سکتا ہے ؛

جو کوئی عورتوں سے جماع کی طاقت نہ رکھتا ہوگا۔ اوسکو کوئی عورتیں نہ ملینگی۔ بلکہ اگر کسیکو ایک عورت سے بھی (مثل آپکے) تکلیف پہنچیگی تو ایک بھی نہ ملیگی۔ غرض جو چیز موجب تکلیف ہو سکتی ہے وہاں نہ ہوگی اور بس +

سماجیو! سنتے ہو سوامی جی کیا فرماتے ہیں **ایک عورت سے بھی مباشرت کرنا بیماری کا باعث ہے**۔ اگر ہماری رائے غلط نہ ہو۔ تو سوامی جی چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنی استریوں کو چھوڑ چھاڑ کر پنڈت جی کی طرح لنگوٹے باندھ لو۔ انصاف کہنا اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے بتلانا کہ نیچر کی تعلیم یہی ہے +

(۱۲۰) سورہ یٰس۔ قسم ہے قرآن محکم کی تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے ہے اوپر راہ سیدھی کے اتارا ہے خدا غالب مہربان نے (آیت ۱-۲-۳-۴) سپ ۲۲

محقق: اب دیکھئے اگر یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہوتا تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا؟ اگر نبی خدا کا بھیجا ہوا ہوتا تو لے پالک بیٹے کی جورو پر فریفتہ کیوں ہوتا؟ یہ کمزوری کی بات ہے کہ قرآن کے ماننے والے راہ راست پر ہیں کیونکہ سیدھی راہ وہی ہوتی ہے کہ جس میں سچ ماننا سچ بولنا سچ کرنا۔ تعصب چھوڑ کر انصاف دھرم کی پیروی کرنا

وغیرہ ہوں۔ اور اُن سے خلاف عمل کو ترک کیا جاوے۔ سو نہ قرآن میں نہ مسلمانوں میں اور نہ اُن کے خدا میں ایسے نیک عادات ہیں۔ اگر پیغمبر محمد صاحب سب پر غالب ہوتے تو سب سے زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے؟ اس لئے جس طرح میوہ فروش انجیروں کو کھٹا نہیں بتلاتے۔ ویسے ہی یہ بات سمجھنی چاہیئے۔

مدقق (۱۳) قسم کا مضمون نمبر ۱۱ میں آچکا ہے۔ یہ عجیب بات کہی کہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہوتا تو وہ اوسکی قسم کیوں کھاتا۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ خدا اگر بندوں کو سمجھانے کے لیے بندوں کے محاورہ میں کلام کرے اور قسم کھائے تو کسی ایسی چیز کی کھائے جو اُس کی بنائی ہوئی نہ ہو (تھینکس) خوب کہی لے پالک بیٹے کی بیوی کا جواب نمبر ۱۲ میں آچکا ہے۔

پنڈت جی نے سیدہی راہ کی خوب تعریف کی جو سب مذاہب پر صادق آسکتی ہے۔

سوامی جی کونسا مذہب دنیا میں ہے جو سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کا اصول نہ رکھتا ہو۔ یہ تو دیوانوں کی بڑ کے برابر ہے۔ کہ قرآن میں نہ اُن کے خدا میں ایسی نیک عادات ہیں۔ ہاں یہ خوب کہی کہ "اگر پیغمبر محمد صاحب سب پر غالب ہوتے تو سب سے زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے" اس سوال کا جواب تو ہم پیچھے دینگے۔ پہلے سماجیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ کس عبارت قرآنی پر یہ سوال کیا گیا ہے ادہو ہم بھولے منقولہ ترجمہ میں غالب کا لفظ ہے۔ جس پر ہمنے خط بھی دیدیا ہے جس پر اوستاد غالب کا ایک شعر بھی ہمیں یاد آیا جو بعد قدرے ترمیم کے واقعی سوامی جی کے حسب حال ہے غور سے سنو!

غالب بُرا نہ مان جو پنڈت بُرا کہے + ایسا بھی کوئی ہو کہ یہ اچھا کہیں جسے

سماجیو! انصاف سے تبلاؤ اپنے چوتھے اصول کو جو سونے سے لکھنے کے قابل ہو یاد کرکے تبلاؤ کہ غالب کسکی صفت ہے۔ خدا کی یا پیغمبر کی۔ پھر یہ مسئلہ بہت جلد طے ہو جائیگا کہ پیغمبر صاحب کیسے عالم تھے کہ اون کے الہام کا ترجمہ وہ بھی اُردو پھر اُردو سے ناگری کیا ہوا بھی آپ لوگوں کے سوامی مہرشی بالقابہ کی سمجھ میں نہیں آیا۔ دھرم سے کہو

۴ آریہ سماج کا چوتھا اصول ہے کہ سچ کو قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کو ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے (ستیارتھ پرکاش ...)

کیا علم ہے سنو! قرآن نے اس واقعہ کی پہلے سے خبر دی ہوئی ہے۔

وَلَا یَاْتُوْنَکَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰکَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ۔

سماجیو! اب بھی پیغمبر صاحب کے علم کے قائل ہوئے ہو یا نہیں۔ نکتہ چینی کی بابت یہ کیفیت ہے کہ آپ جیسے دشمن کو بھی باوجود عیسائیوں کی کاسہ لیسی کے تمام عمر کے واقعات میں زینب کے نکاح کا ایک واقعہ ملا جسکا جواب نمبر ۱۰۰ ہو چکا ہے۔

سچ ہے ؎

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری + آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(۱۳۱) اور پھونکا جاویگا بیچ صور کے پس ناگہاں وہ قبروں میں سے طرف پروردگار اپنے کے دوڑینگے اور گواہی دینگے پاؤں اُن کے بسبب اس کے کہ تھے کماتے سوائے اسکے نہیں کہ حکم اوس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہنا ہے واسطے اُسکے کہ ہو پس ہو جاتی ہے (آیت ۵۰-۶۳-۸۰)

محقق سُنیے اوٹ پٹانگ باتیں۔ کیا پاؤں کبھی گواہی دے سکتے ہیں؟ خدا کے سوائے اُس وقت کون تھا کہ جسکو حکم دیا؟ اور کس نے سُنا اور کون بن گیا؟ اگر کوئی چیز نہ تھی تو یہ بات جھوٹی ہے اور اگر تھے تو وہ بات کہ سوائے خدا کچھ نہ تھا اور خدا نے سب کچھ بنا دیا جھوٹی ہوگی +

رد قول (۱۳۱) دیکھو پاگلا نہ بڑ ایک ہی بات کو بار بار کہے جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی شہادت کا جواب نمبر ۳ وغیرہ میں، خدا کا حکم کس نے سُنا اسکی تحقیق نمبر ۲ میں ہو چکی ہے۔

(۱۳۲) **سورہ صافات**۔ پھرایا جاویگا اُس پر اُن کے پیالہ شراب لطیف کا۔ سفید مزہ دینے والی واسطے پینے والوں کے۔ نزدیک اُن کے بیٹھی ہونگی نیچے نظر رکھنے والیاں خوبصورت آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں چھپائے ہوئے۔ کیا پس ہم نہیں مرینگے اور تحقیق لوط البتہ پیغمبروں سے تھا جسوقت ہم نے نجات دی اوسکو اور لوگوں اُسکے کو اور سب کو مگر ایک بڑھیا پیچھے رہنے والوں سے تھی پھر ہلاک کیا ہم نے اوروں کو (آیت ۴۴

٭ جو بات اور کسی بات پر دوبارہ اعتراض پیش کرینگے ہم اُس کے متعلق بھی اور عمدہ تفسیر تجھے سُنا دینگے ۱۲

۴۵-۴۸-۵۷-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴)- (ناظرین! ترجمہ کا مطلب سمجھ نہ آئے۔ تو پنڈت جی کے روح کو ثواب پہنچاؤ جو ادھر اُدھر کی آیتیں بمیوقع جمع کرکے گڑبڑ مچاتے ہیں)-

محقق کیوں جی یہاں تو مسلمان لوگ شراب کو بُرا بتلاتے ہیں۔ لیکن ان کے بہشت میں تو شراب کی ندیاں بہتی ہیں، اتنا اچھا ہے کہ یہاں تو کسی طرح سے شراب نوشی چھڑائی۔ لیکن یہاں کے بدلے وہاں اُن کے بہشت میں بڑی خرابی ہے عورتوں کے باری وہاں کسیکا دل قایم نہیں رہتا ہوگا اور بڑی بڑی بیماریاں بھی ہوتی ہونگی اگر وہاں کے آدمی جسم والے ہونگے تو ضرور مرینگے اور اگر جسم والے نہ ہونگے تو عیش و عشرت ہی نہ کر سکینگے۔ پھر اُن کو بہشت میں لیجانا بیفائدہ ہے۔ اگر لوط کو پیغمبر مانتے ہو تو جو بائیبل میں لکھا ہے کہ اُس سے اوسکی لڑکیوں نے مباشرت کرکے دو لڑکے پیدا کئے اس بات کو بھی مانتے ہو یا نہیں، اگر مانتے ہو تو ایسے کو پیغمبر ماننا فضول ہے اور اگر ایسے اور ایسے کے ساتھیوں کو خدا نجات دیتا ہے تو وہ خدا بھی ایسا ہی ہے کیونکہ بڑھیا کی کہانی کہنے والا اور تعصب سے دوسروں کو ہلاک کرنیوالا خدا کبھی نہیں ہو سکتا ایسا خدا مسلمانوں ہی کے گھر رہ سکتا ہے اور جگہ نہیں ٭

مدقق (۱۴) سوامی جی کا پرمان کیسا ست (سچ) ہے

"ہر کلام کے آگے پیچھے موقع محل مناسب دیکھ کر معنے کرنے چاہئیں (دیباچہ صفحہ ۵۲)

ایسا ہی یہ بھی سونے سے لکھنے کے قابل ہے:-

"ہٹ دھرم مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتے ہیں اور متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنے کرتے ہیں" (دیباچہ ستیارتھ صفحہ)

پس اگر اصول مذکورہ بالا صحیح ہیں تو سنئیے اس آیت کے ساتھ ہی قرآن شریف نے اُس شراب کی کیفیت خود ہی بتلادی ہے۔

لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ

عربی میں ہر پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں مشربت کا لفظ اسی سے نکلا ہے اور خمر انگور

ؔ۱ جنت کی شراب میں نہ تو سر درد دینے نہ نشہ ہوگا نہ اس کے پینے والے بیہوش ہونگے۔

کے بھوڑ کو کہتے ہیں پس جب جنت کی خمر میں نہ نشہ ہوا اور نہ سر درد تو بیہ ہو گا کیا، جو اس کے ساتھ ہی بتلایا۔

بَیْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِیْنَ

جس کا ترجمہ پنڈت جی نے نقل کیا ہے "سفید مزہ دینے والی پینے والوں کے لئے" یہی جنت کی شراب کو دنیا کا میٹھا اور لذیذ دودھ سمجھنا چاہئے۔ نمبر ۱۴ میں سوامی جی کا منقولہ ترجمہ بیغلطی بخوبی سماجیو! کہو کیا اعتراض ہے افسوس ہے اس قرآن دانی پر اور اس سے بڑھ کر افسوس ہے پنڈت جی کے ان مورکھ چیلوں پر جو اپنے سوامی مہاراج کی بدنامی دفع کرنے کی بجائے خود اُن کے کلام کو نقل کر کے مکھی پر مکھی مار دیا کرتے ہیں۔ جنت کی بحث کئی دفعہ ہو چکی ہے نمبر ۹ وغیرہ دیکھو۔ بائیبل کے متعلق نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔ حضرت لوط علیہ السلام بیشک نبی تھے مگر بائیبل میں جو کچھ اُن کی نسبت لکھا ہے صحیح نہیں اسکا جواب عیسائیوں سے پوچھو ہم سے نہیں۔

(۱۳۳) سورہ ص۔ بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے کی کھولے ہونگے واسطے اُن کے دروازے اُن کے تکیہ کئے ہوئے ہونگے بیچ اُنکے منگواوینگے بیچ اُن کے میوے بہت اور پینے کی چیزیں اور نزدیک اُن کے ہونگی نیچے رکھنے والیاں نظر کو اور طرف سے ہم عمر۔ پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے مگر ابلیس نے تکبر کیا اور تھا کافروں سے۔ کہا اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھ کو یہ کہ سجدہ کرے تو واسطے اُس چیز کے کہ بنایا میں نے ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند رتبہ والوں سے کہا کہ میں بہتر ہوں اُس سے پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا ہے اوس کو مٹی سے۔ کہا پس نکل ان آسمانوں سے پس تحقیق تو راندہ گیا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت ہے میری دن جزا تک کہا اے پروردگار میرے پس ڈھیل دے مجھ کو اُس دن تک کہ اوٹھائے جاوینگے مردے کہا کہ پس تحقیق تو ڈھیل دیے گیوں میں سے ہے۔ دن اس وقت معلوم تک کہا کہ پس قسم ہے عزت تیری کی البتہ میں گمراہ کرونگا ان کو اکٹھے (۴۹-۵۰-۵۱-
۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸)

محقق: اگر وہاں جیسا کہ قرآن میں باغ باغیچہ نہریں مکان وغیرہ لکھے ہیں [illegible] ہیں

تو وے نہ ہمیشہ سے تھے اور نہ ہمیشہ رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جو انفصال سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ مرکب ہونے کے پہلے نہ تھیں۔ انفصال کے بعد ضرور نہ رہنگی جب وہ بہشت ہی نہ رہینگی تو اُس میں رہنےوالے ہمیشہ کیونکر رہ سکتے ہیں؟ کیونکہ لکھا ہے کہ گدے تکیے میوے اور پینے کی اشیاء وہاں ملینگی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت مسلمانوں کا مذہب چلا۔ اُس وقت عرب کا ملک زیادہ دولتمند نہ تھا۔ اسی واسطے محمد صاحب نے تکیہ وغیرہ کی کہانی سُنا کر غریبوں کو اپنے مذہب میں پھنسا لیا اور جہاں عورتیں ہیں وہاں ہمیشہ آرام کہاں؟ وے عورتیں وہاں کہاں سے آئی ہیں؟ کیا بہشت کی رہنے والی ہیں؟ اگر آئی ہیں تو جائینگی اور اگر وہیں کی رہنے والی ہیں تو قیامت کے پہلے کیا کرتی ہونگی؟ کیا نکمی اپنی عمر گذار رہی ہیں؟ اب دیکھو خدا کا جلال کہ جس کا حکم اور سب فرشتوں نے تو مانا اور آدم کو سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے نہ مانا اسکا سبب پوچھا اور کہا کہ میں نے اوسکو دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے تو تکبر مت کر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا دو ہاتھ والا آدمی تھا۔ پس وہ محیط کل اور قادر خدا ہرگز نہیں ہو سکتا اور شیطان نے سچ کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں۔ اُس پر خدا نے غصہ کیوں کیا؟ کیا آسمان ہی میں خدا کا گھر ہے؟ زمین پر نہیں؟ اگر نہیں تو کعبہ کو پہلے خدا کا گھر کیوں لکھا بھلا خدا اپنی مملکت سے شیطان کو کیسے نکال سکتا ہے؟ کیا ہر ایک جگہ خدا کی نہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا بہشت کا ہی مالک ہے۔ خدا نے شیطان کو لعنت کی اور قید کر لیا اور شیطان نے کہا اے پروردگار مجھ کو قیامت تک چھوڑ دے۔ خدا نے خوشامد سے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا جب شیطان چھوٹا تو خدا سے کہتا ہے کہ اب میں خوب بہکاؤنگا اور غدر مچاؤنگا۔ تب خدا نے کہا کہ جنکو تو بہکاویگا۔ میں اونکو دوزخ میں ڈال دونگا اور تجھ کو بھی۔ شرفا غور کریں کہ شیطان کو بہکانے والا خدا ہے یا وہ آپسے آپ گمراہ ہُوا اگر خدا نے بہکایا تو وہ شیطان کا شیطان ٹھیرا۔ اگر شیطان خود گمراہ ہُوا اور انسان بھی خود گمراہ ہو سکتے ہیں شیطان کی ضرورت نہیں اور اس باغی شیطان کو کُھلا چھوڑ دینے سے خدا بھی ادہرم کرنیوالا اور شیطان کا ساتھی ثابت ہوتا ہے اگر خدا خود چوری کرنیکی تحریک

کر دیگا اور پھر خود ہی سزا دیگا تو ایسی صورت میں اُس سے بڑھکر ظالم کون ہو سکتا ہے؟

محقق (۱۴۱) بہشت کی بحث نمبر ۹ میں ہو چکی ہے شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۱۱ و نمبر ۳۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

خُدا کے ہاتھوں کے وہی معنے ہیں جو یجروید کی عبارت مندرجہ ۱۲۹ میں خدا کی آنکھ کے معنی ہیں یعنی قدرت کاملہ۔ کیونکہ۔

"جہاں معنی میں غیر امکان ہو وہاں استعارہ ہوتا ہے" (دیکھو مکاشف)

بیت اللہ یا خدا کے گھر کا جواب پہلے ہو چکا ہے کہ "بیت" اور "اللہ" میں مضاف محذوف ہے یعنے بیت عبادۃ اللہ۔ خدا کی عبادت کا گھر۔

(۱۴۲) سُورہ زمر۔ اللہ بخشتا ہے گناہ تحقیق وہی ہے بخشنے والا مہربان اور زمین ساری مُٹھی میں ہے اُسکے دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں۔ بیچ داہنے ہاتھ اُسکے کے اور چمک جاویگی زمین ساتھ نور پروردگار اپنے کے اور رکھے جاوینگے اعمالنامے اور لایا جاویگا پیغمبروں کو اور گواہوں کو اور فیصلہ کیا جاویگا (آیت ۵۲-۶۷-۶۹)

محقق (۱۴۲) اگر سب گناہوں کو خدا بخشتا ہے تو سمجھو کہ تمام دنیا کو گنہگار بناتا ہے اور ظالم ہے کیونکہ ایک بدمعاش پر رحم اور بخشش کی جاوے تو وہ زیادہ شرارت کریگا۔ اور اور بہت شریفوں کو تکلیف پہنچاویگا۔ اگر ذرا بھی گناہ بخشا جاوے تو گناہ ہی گناہ دُنیا میں پھیل جاوے۔ کیا خدا آگ کی مانند نور والا ہے؟ اعمالنامے کہاں جمع رہتے ہیں؟ اور کون لکھتا ہے؟ اگر پیغمبروں اور گواہوں کے بھروسے خدا انصاف کرتا ہے تو وہ نہ ہمہ دان اور نہ قدرت والا ہے؟ اگر وہ ظلم نہیں کرتا۔ انصاف ہی کرتا ہے تو اعمال کے مطابق کرتا ہوگا وہ اعمال اگلے پچھلے اور موجودہ جنموں کے ہی ہو سکتے ہیں تو پھر بخشنا۔ دلوں پر مُہریں لگانا۔ ہدایت نہ کرنا۔ شیطان کے ذریعہ بہکانا دورہ سپرد رکھنا۔ یہ سب باتیں اُس کے انصاف سے بعید ہیں +

مدقق (۱۴۲) خدا کن کو بخشتا ہے نمبر ۲۲ و نمبر ۳۲ وغیرہ میں دیکھو۔ اعمالنامے وہاں رہتے ہیں جہاں روحوں کو بعد مُکتی (نجات) کے رہنے کی آپ بھی اجازت

دیتے ہیں۔ فرشتے لکھتے ہیں اور حساب کے وقت بندوں کو دکھایا جاتا ہے اور قیامت
کے روز دکھایا جائیگا نمبر ۱۰۲ ملاحظہ ہو کل باتوں کے جواب پہلے آچکے ہیں۔
نمبر ۵ و ۶ ۔ ۱۱ ۔ ۱۵ ۔ ۳۲ وغیرہ ملاحظہ ہوں +

خدا کے نور کا جواب نمبر ۱۱۴ میں دیکھو۔ پنڈت جی کو تو پانی بلونے کی عادت ہے
مگر ہمیں کیا ضرورت کہ وقت ضایع کریں +

(۱۳۵) **سورہ مومن**: اُتارنا کتاب کا اللہ غالب جاننے والے کی طرف سے ہے بخشنے والا
گناہ کا اور قبول کرنیوالا توبہ کا ہے (آیت ۱-۲)

محقق یہ بات اس واسطے ہے کہ سادہ لوح آدمی اللہ کے نام سے اس کتاب کو قبول
کرلیویں کہ جسمیں تھوڑی سی سچائی کے علاوہ باقی سب جھوٹ بھرا ہے اور
وہ سچائی بھی جھوٹ کیساتھہ ملکر خراب ہو رہی ہے اس لئے قرآن اور قرآن کا خدا اور اس
کو ماننے والے گناہ بڑھانیوالے اور گناہ کرنے کرانے والے ہیں۔ کیونکہ گناہ کا بخشنا بھاری
ادھرم ہے۔ اسیوجہ سے مسلمان لوگ گناہ اور فساد کرنے سے کم ڈرتے ہیں (ست ارتھ پرکاش)

مدقق (۱۳۵) کیا پاپی ہے وہ منش جسکا اپنا گھر شیشوں کا ہو اور دوسروں پر پتھر برسائے
سنو! ایشور پرمان دیتا ہے:۔

"میں برہم یعنے وید کو ظاہر کرنے والا ہوں" (دستر گرید مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۲)

سمجھیو! ٹھیک ہے! کہ "برہم" کا نام اس لئے لیا کہ سادہ لوح منش پرمیشور کے
نام سے جلد مان لینگے۔ گناہ بخشنے کا مسئلہ نمبر ۲۲ وغیرہ میں ہو چکا ہے +

(۱۳۶) **سورہ حم سجدہ**: پس مقرر کیا ان کو سات آسمان بیچ دو دن کے اور ڈال دیا
بیچ ہر آسمان کے کام اُس کا یہاں تک کہ جب جاوینگے اُس کے پاس گواہی دینگے۔
اُنپر کان اُنکے اور آنکھیں اُنکی اور چمڑے اُن کے بسبب اسکے کہ تھے کرتے اور کہینگے
واسطے چمڑوں اپنے کے کیوں گواہی دی تم نے اوپر ہمارے کہینگے وہ کہ بلایا ہم کو اللہ نے
جس نے بلایا ہر چیز کو۔ البتہ زندہ کرنیوالا ہے مُردوں کو (آیت ۱۱-۱۹-۲۰-۲۸)

محقق واہ جی واہ مسلمانو! تمہارا خدا جسکو تم قادر مطلق مانتے ہو۔ اس نے آسمانوں کو

دو دن میں بنا سکا اور جو قادر مطلق ہے وہ تو لمحہ بھر میں سب کو بنا سکتا ہے
بھلا کان۔ آنکھ اور چمڑے کو خدا نے بیجان بنایا ہے وہ گواہی کیونکر دے سکینگے؟ اگر گواہی
دلا دیگا۔ تو اس نے پہلے بیجان کیوں بنائے؟ اگر کوئی کہے کہ وہ اس وقت طاقت
عطا کریگا تو کیا خدا اپنا قانون توڑیگا؟ ایک اس سے بڑھکر بھی جھوٹی بات یہ ہے۔ کہ
جب روحوں پر گواہی دی تو وہ کر زمیں اپنے اپنے پیر کرتے پوچھنے لگیں کہ تونے ہمارے
اوپر گواہی کیوں دی۔ جیسے کوئی کہے کہ عقیمہ کے بیٹے کا منہ میں نے دیکھا۔ اگر بیٹا ہے تو
عقیمہ کیونکر ہوئی؟ اگر عقیمہ ہے تو اُسکے ہاں بیٹا ہونا ہی غیر ممکن ہے۔ اس قسم کی یہ بھی
جھوٹ بات ہے۔ اگر وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو پہلے مارا ہی کیوں؟ کیا آپ بھی مُردہ
ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا تو مرنا بُرا کیوں سمجھتا ہے؟ اور قیامت کی
رات تک مردہ روحیں کس مسلمان کے گھر میں رہینگی اور اُن کو خدا نے دورہ سپرد
بلا فیصلہ کیوں کر رکھا ہے؟ فوراً انصاف کیوں نہیں کیا؟ ایسی ایسی باتوں سے خدا
کی خدائی میں بٹہ لگتا ہے +

مدقق:- واہ جی سماجیو! تمہارا سوامی مہرشی الہامی کتابوں کے محاوروں سے
ایسا ناواقف ہے جیسا کوئی دیانندی گائے کے گوشت کے بھاؤ سے۔
آسمانوں کی پیدائش کا بیان نمبر ۶۵ میں دیکھو۔ اعضاء کی شہادت کا جواب خود آپ ہی نے
دیدیا کہ وہاں اُنکو قوت عطا ہوگی۔ رہا خلاف قانون باتوں کا جواب نمبر ۱۲۹ وغیرہ میں ہے۔
ہاں یہ خوب کہی کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو مارتا ہی کیوں ہے۔ یہ ایسا سوال ہے
کہ جی میں آتا تھا کہ اپنے سماجی دوستوں کو خوش کرنے کے لئے اسکا جواب نہ دیں تاکہ وہ
نہ سمجھیں کہ ہمارے گرو کے کل سوال ایسے ہی ودیا (علم) سے خالی ہیں۔ لیکن مختصر سی
گذارش کرتا ہیں کہ مردوں کو زندہ اسلئے کریگا کہ اُنکو اعمال کا پورا پورا بدلہ دے +
سنو! قرآن شریف بتلاتا ہے لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی (تاکہ ہر نفس کو پورا
پورا بدلہ ملے) قیامت کا مضمون نمبر ۱۰ وغیرہ میں دیکھو۔ البتہ یہ بڑا ہی ادق اور لاینحل سوال
ہے کہ خدا آپ بھی مردہ ہو سکتا ہے؟ نمبر ۱۳ ملاحظہ ہو۔ باقی یاوہ گوئیوں کے جواب کئی دفعہ ہو چکے ہیں۔

(۱۳۷) سورہ شوریٰ ۵:- واسطے اُسکے ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی کشادہ کرتا ہے رزق واسطے جسکے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہے دیتا ہے جسکو چاہے بیٹیاں اور دیتا ہے جسکو چاہے بیٹے یا ملا دیتا ہے اُن کو بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جسکو چاہے بانجھ۔ اور نہیں ہے طاقت کسی آدمی کو کہ بات کرے اُس اللہ مگر جی میں ڈالنے کر یا پیچھے پردے کے سے یا فرشتہ بھیجے پیغام لانیوالا۔ (آیت ۱۱۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹)۔

محقق (۱۳۷) خدا کے پاس کنجیوں کا خزانہ بھرا ہوا ہوگا، کیونکہ سب جگہوں کے قفل کھولنے پڑتے ہونگے! یہ لڑکپن کی بات ہے کہ جسکو چاہتا ہے اُسکا بغیر نیک و بد اعمال کے رزق کشادہ یا تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ غیر منصف ہے۔ اور دیکھئے مصنف قرآن کی چالاکی کہ جس سے عورتیں بھی فریفتہ ہو کر پھنسیں اگر جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے تو دوسرے خدا کو بھی پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر سکتا تو مطلق قدرت کیا یہاں پہ اٹک گئی؟ بھلا آدمیوں کو تو جسکو چاہے خدا بیٹے بیٹیاں دیتا ہے۔ لیکن مرغ۔ مچھلی سُور وغیرہ جن کے بہت بیٹے بیٹیاں ہوتے ہیں اُن کو کون دیتا ہے؟ اور مرد و عورت کے ہمبستر ہوئے بغیر کیوں نہیں دیتا؟ کیسکو اپنی مرضی سے بانجھ رکھ کر دُکھ کیوں دیتا ہے۔ واہ کیا خدا اجلال والا ہے کہ اُس کے سامنے کوئی بات بھی نہیں کر سکتا لیکن اُس نے پہلے کہا ہے کہ پردہ ڈال کر بات کر سکتا ہے اور فرشتے خدا سے بات کر سکتے ہیں۔ یا پیغمبر۔ اگر ایسی بات ہے تو فرشتے اور پیغمبر خوب اپنا مطلب نکالتے ہونگے۔ اگر کوئی کہے کہ خدا ہمہ دان محیط کل ہے تو پردہ ڈال کر بات کرنا یا ڈاک کی مانند خبر منگا کر جاننا فضول ٹھیرتا ہے اور اگر ایسا ہے تو وہ خدا ہی نہیں بلکہ کوئی چالاک آدمی ہوگا اسواسطے یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

مدقق (۱۳۷) سماجیو! ابھی تک سوامی کے ناستک دہریہ ہونے میں تم کو کچھ شبہ ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ خدا کی ذات اور صفات کے متعلق اُن کو وہی شبہات ہوتے ہیں جو اُن بے ایمانوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اس بنہر کا جواب ہم کبھی بھی نہ دیتے کیونکہ کوئی آستک (خدا کا قائل) ایسے سوال نہیں کیا کرتا۔ مگر یہی خیال کہ شاید ہمارا ہی خیال صحیح ہو (خدا کرے صحیح نہ ہو) کہ پنڈت جی ناستک ہیں۔

کنجیاں خدا کے قبضہ میں ہونے سے وہی مراد ہے جو رگ وید میں پرمیشور کا پرمان ہے سنو!

ہم اُس پرمیشور کو جو تمام دُنیا کا بنانیوالا ساکن و متحرک کائنات کا مالک عقل کل کو روشن و منور کرنیوالا ہے اپنی حفاظت کے لئے مدعو کرتے ہیں (رگوید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۵ منتر ۵)

پس آیت زیر بحث کے معنی یہی ہیں کہ وہ خدا سب کائنات کا مالک ہے کیونکہ عرب کا بلکہ سب ملکوں کا محاورہ ہے کہ فلانے کے ہاتھ میں فلانے کی کنجی ہے یعنی وہ اس پر ایسا تصرف رکھتا ہے۔ جیسے مالک کو ہوتا ہے چونکہ تناسخ باطل ہے (دیکھو نمبر ۱۲) اسلئے جو کچھ خدا دیتا ہے محض اپنی مہربانی اور فضل سے دیتا ہے اور جو چیز جسکو نہیں دیتا اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہے۔ کیونکہ وہ عقل کل ہے +

ہاں یہ خوب کہی کہ "جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے تو دوسرے خدا کو بھی پیدا کر سکتا ہے" ٹھیک اسیطرح کسی بے سمجھ مور کھ نے پنڈت جی پر سوال کیا تھا اوسکا غصہ ہم مسلمانوں پر نکالتے ہیں۔ ہم سوامی جی کے اس سوال کے جواب میں اُس سوال و جواب کا نقل کرنا ہی کافی جانتے ہیں۔ سُنو!

سوال:۔ ہم تو ایسا مانتے ہیں کہ ایشور جو چاہے سو کرے کیونکہ اوس کے اوپر دوسرا کوئی نہیں ہے۔

جواب:۔ وہ کیا چاہتا ہے اگر کہو کہ وہ سب کچھ چاہتا ہے اور کر سکتا ہے تو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا پرمیشور اپنے آپ کو مار سکتا ہے۔ بہت سے ایشور بنا سکتا ہے خود بے علم ہو سکتا ہے۔ چوری۔ بدکاری وغیرہ پاپ کے کام کر سکتا ہے اور دکھی بھی ہو سکتا ہے۔ یہ کام اگر ایشور کی صفات فعل اور عادات کے خلاف ہیں۔ تو تمہارا یہ قول کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے کبھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں لفظ سرو شکتیمان (قادر مطلق) کے معنی جو ہم نے بیان کئے ہیں وہی ٹھیک ہیں۔

(وہ یہ ہیں) ایشور اپنے کام یعنی پیدائش۔ پرورش۔ فنا وغیرہ کرنے اور تمام جیوں کے پُن پاپ کے متعلق آئین کو واجب طور پر چلانے میں کسی کی ذرہ بھی مدد

نہیں لیتا یعنی اپنی طاقت غیر متناہی سے اپنے کل کام کو انجام دیتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۵)

پنڈت جی نے تو اس بیان کو بجل ماننے ہی پر چھوڑ دیا کہ یہ کام اوس کی صفات کے خلاف ہیں۔ اس لئے نہیں کر سکتا۔ جس پر کوئی وید منتر کا حوالہ بھی نہیں دیا بلکہ محض من گھڑت بات بنائی ہے۔ مگر ہم اوسکو وضاحت سے بحوالہ آئت قرآنی مدلل کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب چیزوں کا فاعل سب میں موثر ہے۔ کسی چیز سے وہ متاثر اور منفعل نہیں ہوتا یعنے انفعال اور تاثر (کسی دوسرے کا اثر قبول کرنا) اوسکی ذات ستودہ صفات میں نہیں۔ یہ اصول ہمکو قرآن کی اُس آئت سے ملتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تحقیقات کے متعلق ہے کہ اونہوں نے ستارے۔ چاند۔ سورج وغیرہ کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر یہ کہا تھا:۔

لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ

اس آئت میں قرآن شریف نے ہمیں اس اُصول تک پہنچایا ہے کہ جو چیز دوسرے سے اثر قبول کرے اور اُس سے منفعل ہو جاوے وہ اُلوہیت کے قابل نہیں۔ پس جسقدر اُس مورکھ سائل کے جواب میں سوامی جی نے خدا کی شان کے خلاف باتیں پیش کی ہیں یا آئت قرآنی پر سوال کئے ہیں سب کا جواب یہی ہے کہ یہ امور سب کے سب ایسے ہیں کہ ان سے ذات باری جل مجدہٗ کا منفعل اور متاثر ہونا لازم آتا ہے (اسلئے یہ لعور (پیدا ہونا اور مرنا وغیرہ) سب محال ہیں۔

ناظرین! پنڈت جی کے اس لٹھ مار سوال سے ہمیں ایک حکایت یاد آئی ہے جس سے آپ لوگوں کو بھی دلچسپی ہوگی۔ ایک پنڈت جی شاید ہمارے سوامی جی کے چیلے تھے کسی راجہ کے پاس مدت سے ملازم تھے وطن مالوف میں جانیکا مدت تک اتفاق نہ ہوا۔ آخر اُنکی استری (بیوی) نے ایک تجویز اُن کو بلانے کی سوچکر خط لکھا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مہاراج کی استری رانڈ ہو گئی۔ جس طرح ہو سکے جلدی تشریف لاکر

؎ میں ڈوبنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ یعنی خدائی کے لئے پسند نہیں کرتا +

گھر کا انتظام کیجئے پنڈت جی تو ایسے مبہوت ہوئے اور سر کے بال نوچتے ہوئے ڈیرہ پر آئے نہایت غم والم میں سر نیچے ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں سجن پرارتھنا کر رہے ہیں مہاراج! خیر (خیر) تو ہے۔ پنڈت جی نہایت برافروختہ ہو کر بولے ہاں صاحب! جو مجھ پر گذرتی ہے وہی جانتا ہے تمہیں کیا؟ آخر مہاراج! کہئے تو سہی بات کیا ہے؟ پنڈت جی نے کہا نہایت غم کی بات ہے۔ آج گھر سے سماچار آدمی لایا ہے کہ مہرانی (پنڈت جی کی بیوی) رانڈ ہو گئی دوستوں نے ایک فرمائشی قہقہہ لگایا کہ مہاراج! آپ کی زندگی میں وہ کیسے رانڈ ہوئی۔ اتنے پر پنڈت جی کو بھی ہوش آیا تو بولے ؎

تم بھی کہتے ہو سچ اے بھائی
پر گھر سے آیا ہے معتبر نائی

یہی حال ہمارے سوامی دیانند جی کا ہے سمجھاتے ہیں دوسرے خدا کو پیدا کر سکتا ہے اور یہ نہیں جانتے کہ جس خدا کو خدا پیدا کریگا وہ تو حادث ہوگا اور خدائی کے لئے تو قدیم ہونا ضروری ہے مخلوق کبھی خالق کے درجہ پر پہنچ سکتی ہے؟ اصل پوچھو تو پنڈت جی بھی معذور ہیں قرآن شریف تو پڑھا نہیں کہ انہیں ایسے باریک مسائل کی اطلاع ہوتی۔ سماجیو! سنو! قرآن مشرکوں کا رد کرتے ہوئے کہتا ہے لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ یعنے تمہارے مصنوعی معبود کچھ بھی نہیں بنا سکتے بلکہ وہ خود بنے ہوئے ہیں جس سے اس نتیجہ پر پہنچانا منظور ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ مخلوق کبھی خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر مخلوق حادث ہے اور خدا قدیم ہے +

پنڈت جی کی طرح لٹھ مار سوال کرنے کو ہمیں بھی گنجایش ہے اگر یہ کام جنکا ذکر پنڈت جی نے سائل کے جواب میں کیا ہے جن کو ہم نے نقل کیا ہے پرمیشور نہیں کر سکتا تو سرب شکتیمان مطلق قدرت کیا یہاں ہی پر اٹک گئی ہے؟ کسی وید منتر سے جواب دیں +

ہاں مرغ۔ مچھلی کا خوب ذکر کیا۔ شاید کھانے کو جی چاہتا ہوگا۔ ورنہ موقع تو کوئی نہ تھا۔ جس کا جواب مختصر یہ ہے کہ آیت میں آدمیوں کا ذکر ہی نہیں دیکھو ترجمہ زیر خط +

سماجیو! انصاف سے کہنا کہ ہم اس کہنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

ع "سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست"

ہاں اس بات کا جواب آپ ہی دیں کہ مرد عورت کے ہمبستر ہونے بغیر کیوں نہیں دیتا۔ سماجیو! برا نہ منانیو بتلاؤ یہ کسی آستک (خدا کے قائل) کا سوال ہے؟ بعینہٖ یہی سوال ایک دفعہ آرین ڈیبیٹنگ کلب امرتسر میں خدا کی ہستی پر بحث کرتے ہوئے ایک دہریہ نے کیا تھا کہ اگر خدا ہے تو کیا اوسکی مہربانی ہے کہ عورت اس تکلیف سے بچہ جنتی ہے کہ الامان بغیر ایسے ملاپ کے کیوں توالد تناسل نہیں ہوتا۔ جس کا جواب میں نے دیا تھا کہ پوری حکمت تو اوسکی وہی جانتا ہے۔ مگر ہمیں یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اگر بغیر ملاپ کے بچہ پیدا ہوتا تو اوس کی پرورش کا کوئی ذمہ دار نہ ہوتا۔ کیونکہ اُس سے کسی کو خاص محبت ہی نہ ہوتی۔ اس میرے جواب کو پردھان سماج نے بہت پسند کیا تھا۔ مگر اُس وقت نہ مجھے معلوم تھا۔ نہ پردھان جی جانتے ہونگے کہ سوال دراصل سوامی جی ہی کا ایجاد ہے۔ ورنہ پردھان بھی شاید اُس دہریہ ہی کی تائید کرتے۔ پنڈت جی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ میں اسوقت اسلام پر اعتراض کرنے بیٹھا ہوں ایسا تو نہ کروں کہ مجھ پر بھی وہی سوال وارد ہو۔ بس بہتر ہے کہ سماجی ہی اس کا جواب دیں ہم اوسی پر دستخط کر دینگے+

بانجھ وغیرہ کے رکھنے کے متعلق جواب خود اسی آیت میں ساتھ ہی بتلادیا ہے مگر پنڈت جی کی بلا کو غرض تھی کہ اوسکو نقل کرتے سُنو!

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ

تناسخ کے بطلان کے بعد اس سے عمدہ جواب ہو تو ہماری بھی اُس پر دستخط کرالو

بیشک پیغمبر اپنا مطلب نکالتے ہیں (کیا معنے؛ یعنی خدا اُن کے اخلاص اور صفائی قلب کیوجہ سے اونکی دعاؤں کو قبول کرتا ہے) یہ کچھ اونہی کا خاصہ نہیں جو کوئی اُسکا ہو رہے وہ سب کی سُنتا ہے اور مناسب حکمت سوال پورا بھی کرتا ہے سنو! خدا فرماتا ہے:۔

[1] اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

خدا کا محیط کُل ہونا آپ کے معنوں میں ہمیں مسلّم نہیں دیکھو (نمبر ۱۴)

(۱۳۸) سورہ زخرف:۔ اور جب آیا عیسے ساتھ دلیلوں ظاہر کے (آیت ۵۹)

[1] تحقیق خدا بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے۔ میں دعاگوؤں کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکاریں۔

محقق — اگر عیسیٰ بھی خدا کا بھیجا ہُوا ہے تو اوسکی تعلیم کے برخلاف خدا نے قرآن کیوں بنایا؟ اور قرآن کے برخلاف انجیل ہے اس لئے یہ کتابیں خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہیں +

مدقق — (۱۴۰) نمبرہ وغیرہ دیکھو +

(۱۳۹) سُورۂ دخان: پکڑو اوسکو پس گھسیٹو اوس کو بیچوں بیچ دوزخ کو اسی طرح رہینگے اور بیاہ دینگے ہم اُن کو ساتھ حوروں اچھی آنکھوں والیوں کے (آیت ۳۰۔۴۵)

محقق — واہ کیا خدا عادل ہوکر انسانوں کو پکڑواتا اور گھسٹواتا ہے جب مسلمانوں کا خدا ہی ایسا ہے تو اُس کے عابد مسلمان یتیم کمزوروں کو پکڑیں گھسیٹیں تو اس میں کیا تعجب ہے؟ اور وہ دنیوی آدمیوں کی مانند شادی بھی کراتا ہے گویا کہ مسلمانوں کا پروہت یعنی قاضی نکاح کرانیوالا ہے +

مدقق — سوامی جی! اگر آنجہانی آریہ سماج کے ممبر بُرے کرم کریں تو کُتے سُور بندر کی جون میں اونکو ڈلوا کر دربدر کون پھراتا ہے اور مردار کُتے یا گدھا مری ہوئی کو چوڑے کے ہاتھ سے کون گھسٹواتا ہے وہی جس نے یہ سزا اُن کمبختوں۔ بدکاروں۔ شریروں کیلئے مقرر کی ہے۔ پس آگے اپنی تنگ بندی ملاحظہ کہ آریوں کا پرمیشر ایسا ہے الیٰ آخرہٖ۔

پنڈت جی آپکو معلوم نہیں کہ دُنیا میں بھی یہ نعمتیں (نکاح وغیرہ) خدا ہی کی دی ہوئی ہیں۔ سُنو! پرمیشور پرمان دیتا ہے۔

"میں سب کی راحت و سان مخلوق کے لئے قسم قسم کی خوراکوں کی تقسیم بغرض پرورش کرتا ہوں" (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۸ منتر ۱)

(۱۴۰) سُورۂ محمد: پس جب ملاقات کرو تم اُن لوگوں سے کہ کافر ہوئے پس مارو گردنیں اُنکی یہاں تک کہ جب چور کردو اُن کو پس محکم کرو قید کرنا اور بہت بستیاں ہیں کہ وہ بہت سخت تھیں قوت میں بستی تیری سے جس نے نکالدیا تجھ کو ہلاک کیا ہم نے اُن کو پس نہ ہُوا کوئی مدد دینے والا واسطے اُنکے صفت اُس بہشت کی کہ وعدہ کئے گئے ہیں پرہیزگار بیچ اُسکے

نہریں ہیں پانی سے بن بگڑا ہوا اور نہریں ہیں دودھ کی کہ نہ بدلا گیا مزہ اسکا اور نہریں ہیں شراب کی مزہ دینے والی واسطے پینے والوں کو اور نہریں ہیں شہد صاف کئے گئے کی اور واسطے اُنکے بیچ اُسکے ہر طرح کے میوہ اور بخشش پروردگار اُن کی سے قرآن م س ۲۶ آ ۱۵

محقق اس لئے یہ قرآن خدا اور مسلمان غدر مچانے سب کو تکلیف دینے اور اپنا مطلب نکالنے والے ظالم ہیں جیسا یہاں لکھا ہو ویسا ہی اگر دوسرا کوئی غیر مذہب والا مسلمانوں پر کرے تو مسلمانوں کو ویسا ہی دکھ جیسا کہ اوروں کو دیتے ہیں ہو یا نہیں اور خدا کی طرفداری دیکھو کہ جنہوں نے محمد صاحب کو نکالدیا اُنکو خدا نے ہلاک کر ڈالا بھلا جسمیں پاک پانی۔ دودھ۔ شراب اور شہد کی نہریں ہیں وہ دنیا سے کیا زیادہ ہو سکتا ہے؟ اور دودھ کی نہریں کبھی ہو سکتی ہیں؟ کیونکہ وہ تھوڑے عرصہ میں بگڑ جاتا ہے ان باتوں کے سبب عقلمند لوگ قرآن کے مذہب کو نہیں مانتے +

مدقق کیسا بیوقوف ہے جو شیشوں کا گھر بناکر دوسروں پر پتھر برساتا ہے سارے سوال کا جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ دودھ کے بگڑنے کے متعلق نمبر ۱۲۹ دیکھو۔ ہاں اتنا کہدینا کوئی بیجا نہیں گو یہ شکایت کچھ جدید بھی نہیں کہ پنڈت جی نے آیت موضوعہ کا اردو ترجمہ بھی نہیں سمجھا ورنہ پنڈت جی یہ سوال نہ کرتے کہ خدا کی طرفداری دیکھئے کہ جنہوں نے محمد صاحب کو نکال دیا اُنکو خدا نے ہلاک کر ڈالا۔ اس لئے کہ جس فقرہ پر اعتراض کیا ہے وہ اُس بستی سے متعلق نہیں جس نے پیغمبر صاحب کو نکالا تھا سنو الفاظ یہ ہیں:—

وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ

(ترجمہ بامحاورہ) یہ بستی (مکہ) جس نے تم کو گھر سے نکال چھوڑا کتنی بستیاں اس سے بھی بل بوتے میں بڑھی چڑھی تھیں کہ ہمنے اُنکو ہلاک کر مارا اور کوئی بھی اُنکی مدد کو نہ کھڑا ہوا +

اس لئے کہ بقاعدہ نحو اَخْرَجَتْكَ صفت ہے کلمہ مِنْ قَرْيَتِكَ کی مگر پنڈت جی ذرا بھی اس کی خبر سمجھ لیا کیوں نہ ہو

لطف پر لطف ہے املا میں ستیارتھ کے یار + حار حطی سے کدرح لکھتا ہے ہوز سے ہار

گو یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں کہ جو بستی خدا کے رسول کی ہتک عزت کرکے نکالدے وہ مستوجب

ملا کرتے ہو مگر یہاں تو یہ مطلب ہی نہیں کیا جس پاپی نے سوامی جی کو زہر دیکر مارا وہ سزا نہ پاویگا۔

(۱۴۷) سورہ واقعہ۔ جب وقت ہلائی جاویگی زمین ہلائے جانے کر اور اڑائے جاوینگے پہاڑ اوڑائے جانے کر۔ پس ہو جاوینگے بھنگے پراگندہ۔ پس صاحب داہنی طرف کے کیا ہیں صاحب داہنی طرف کے اور بائیں طرف والے کیا ہیں بائیں طرف کے اوپر پلنگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے کے میں تکیہ کئے ہوئے اوپر اُن کے آمنے سامنے اور پھرینگے اوپر ان کے لڑکے ہمیشہ رہنے والے ساتھ آبخوروں کے اور آفتابونکے پیالوں کے شراب صاف سے نہیں سر دکھائے جاوینگے اُس سے اور نہ بیجا بولینگے اور میوے اُس قسم کے کہ پسند کریں اور گوشت جانوروں اور پرندوں کے اُس قسم سے کہ چاہینگے اور واسطے اُن کے عورتیں ہیں گوری بڑی آنکھوں والیاں مانند موتیوں چھپائے ہوئے کے بدلہ بسبب تحقیق پیدا کیا ہم نے عورتوں اُنکی کو پیدا کرنا پس کیا ہے ہمنے اون کو باکرہ خاوند والیاں ہم عمر واسطے داہنی طرف والوں کے۔ پس بھرنیوالے ہو اُس سے پیٹوں کو پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ گرنے تاروں کے (آیت ۴-۵-۶-۸-۹-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۵۴-۷۵)

محقق اب دیکھو مصنف قرآن کی کارسازی بھلا زمین تو ہلتی رہتی ہے اُس وقت بھی ہلتی رہے گی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف قرآن زمین کو ساکن جانتا تھا۔ بھلا پہاڑوں کو کیا مثل پرندے کے اُڑا دیگا؟ اگر بھنگے ہو جاوینگے تو بھی لطیف جسم والے رہینگے تو پھر اُن کا دوسرا جنم کیوں نہیں؟ واہ جی! اگر خدا مجسم نہ ہوتا تو اُس کے دائیں طرف اور بائیں طرف کیونکر کھڑے ہو سکتے؟ جب وہاں پلنگ سونے کی تاروں کے بنے ہوئے ہیں تو بڑھئی درزی بھی وہاں رہتے ہونگے اور کھٹمل کاٹتے ہونگے اور انکو رات کو بھی نہیں سونے دیتے ہونگے۔ کیا وہ تکیہ لگا کر نکمے بہشت میں بیٹھے رہتے ہیں یا کچھ کام بھی کرتے ہیں؟ اگر بیٹھے ہی رہتے ہونگے تو اُن کو غذا ہضم نہ ہونے سے وہ بیمار ہو کر جلدی مر بھی جاتے ہونگے؟ اور اگر کام کیا کرتے ہونگے تو جیسی محنت مزدوری یہاں کرتے ہیں ویسے ہی وہاں محنت کر کے گزر کرتے ہونگے۔ پھر یہاں سے

وہاں بہشت میں زیادہ کیا ہے، کچھ بھی نہیں۔ اگر وہاں لڑکے ہمیشہ رہتے ہیں تو اونکے ماں باپ بھی رہتے ہونگے اور ساس سسر بھی ہونگے۔ تب تو بڑا بھاری شہر بستا ہوگا اور بول و براز کی بدبو کے باعث بیماریاں بھی بہت سی ہوتی ہونگی۔ کیونکہ جب میوے کھاوینگے گلاسوں میں پانی پیوینگے اور پیالوں سے شراب پیوینگے تو کیا انکا سر نہ دکھیگا اور کیا کوئی بیجا نہ بولیگا، خوب میوے اور جانوروں اور پرندوں کے گوشت بھی کھاوینگے تب تو طرح طرح کی تکلیفات ہونگی اور جب وہاں پرند اور چرند ہونگے تو خونریزی بھی ہوتی ہوگی اور استخوان جہاں تہاں بکھری پڑی ہونگی اور قصابوں کی دوکانیں بھی ہونگی واہ کیا کہنا انکے بہشت کی تعریف کہ وہ ملک عرب سے بڑھکر نظر آتی ہے!!! اور اگر شراب کباب پی کھاکر مست ہوتی ہیں تو حور وغلمان بھی وہاں ضرور رہنی چاہئیں نہیں تو ایسے نشہ بازسر میں گرمی چڑھ جانے سے پاگل ہو جاوینگے بہت مرد عورتوں کے بیٹھنے سونے کیلئے ضروری بچھونے بڑے بڑے چاہئیں جب خدا باکرہ عورتوں کو بہشت میں پیدا کرتا ہے تب ہی تو کنواری لڑکوں کو بھی پیدا کرتا ہے پہلا باکرہ عورتوں کا تو بیاہ یہاں سے امیدوار ہو کر گئے ہیں اُن کی ساتھ خدا نے لکھا لیکن ہمیشہ رہنے والے لڑکوں کا کسی بھی باکرہ عورت کی ساتھ بیاہ ہونا نہ لکھا تو کیا وے بھی انہیں امیدواروں کے ساتھ مثل باکرہ عورتوں کے دے جاوینگے اس کا قاعدہ کچھ بھی نہ لکھا۔ یہ خدا کی بڑی بھول کیوں ہو گئی۔ اگر ہم عمر والی سہاگن عورتیں خاوندوں کو پا کر بہشت میں رہتی ہیں تو ٹھیک نہیں ہے کیونکہ عورتوں سے مرد کی عمر دوگنی ڈھائی گنا چاہئے۔ یہ تو مسلمانوں کے بہشت کی کہانی ہے اور دوزخ والے تھوہر کے درختوں کو کھا کر پیٹ بھرینگے تو خاردار درخت بھی دوزخ میں ہونگے اور خار بھی لگتے ہونگے اور گرم پانی کا پینا وغیرہ تکلیف دوزخ میں پاوینگے۔ قسم کا کھانا اکثر دروغگو کا کام ہے راستبازوں کا نہیں اگر خدا ہی قسم کھاتا ہے تو وہ بھی جھوٹ سے بری نہیں ہو سکتا +

مدقق (۱۴) بھولے سوامی جی! جس بات کو آدمی نہ سمجھے اُسکا علاج یہ ہے کہ کسی ودوان (عالم) سے پوچھ لے نہ کہ من گھڑت سوال کر کے ودوان بنیں ذلیل ہو۔ زمین کے بلنے کا جواب نمبر ۱۱۰ وغیرہ میں ہو چکا ہے +

پنڈت جی! دہنا ہاتھ لوگوں کا مراد ہے کہ خدا کا سنو! قرآن خود بتلاتا ہے:-

فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فیقول ھاؤم اقرؤا کتابیہ

تعجب ہے یہی ترجمہ سوامی جی خود نمبر ۱۴۵ میں نقل کر چکے ہیں۔ ناظرین نمبر مذکور میں زیر خط عبارت ملاحظہ فرماویں ؛

کہتے آگے پیچھے کو نہ دیکھنے والے کون ہوتے ہیں؛ ہاں خوب کہی کہ سُنار اور کھٹمل وغیرہ بھی ہونگے؛ ہاں بیشک ہونگے لیکن کافروں ہی سے اگر یہ کام خدا لے تو کوئی حرج نہیں اونہیں کو اس بیگار میں پھنسائے یا خدا محض اپنی قدرت سے سامان راحت کے مہیا کر دے سنو!

"پرمیشور کے ہاتھ نہیں لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سبکو بناتا اور قابو رکھتا ہے" ستیارتھ ۲۴۳

بہشت میں اہل بہشت مہذب عیش و عشرت کے علاوہ اوقات یاد الٰہی میں گذارینگے ہاں مجھے یاد آیا کہ جیو (روح) مکتی (نجات) پاکر پرمیشور کے اندر چلا جاتا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔

برہم (خدا) ہر جگہ بھرپور ہے اُس میں مکت جیو بے روک ٹوک وگیان (معرفت) اور آنند کے ساتھ پھرتا ہے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۱

خدا کے اندر جاتا ہے خدا کوئی کوٹھا ہے یا تالاب ہے جاکر وہاں بیکار بیٹھا رہتا ہوگا۔ تو تو اس کا جی بھی اکتا جاتا ہوگا۔ کیا خوب [illegible] ہے کہ پنڈت جی بہشت کو بڑا شہر سمجھتے ہیں۔ سوامی جی سُنیئے ہم آپ کو اوسکی لمبائی چوڑائی بتلاتے ہیں لیکن دو مینڈکوں کی گفتگو سے ہمیں خطرہ ہے۔ ایک کنوئیں میں دریا کا مینڈک آپڑا تو کنوئیں کے مینڈک نے اُس سے پوچھا کہ دریا کتنا ہوتا ہے وہ بولا بہت بڑا۔ کنوئیں کے مینڈک نے ایک غوطہ لگا کر کنوئیں کا نصف پاٹ تیر کر پوچھا کہ اتنا؛ وہ بولا کہ اس سے بھی زیادہ۔ آخر کنوئیں والے مینڈک نے سارا پاٹ پورا کیا اور پوچھا کہ اتنا۔ اُس نے کہا تو احمق ہے دریا اتنے ہوتے ہیں! کنوئیں کے مینڈک نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے اس سے بڑھکر پانی کہیں تمام دُنیا بھر میں نہ ہوگا سو اگر سوامی جی ہم پر اعتراض نہ کریں تو ہم اُن کو بتلاتے ہیں سُنو!

لہ جس کو اپنے داہنے ہاتھ میں پرچہ ملیگا۔ وہ دوستوں سے کہیگا آؤ میرا پرچہ پڑھو۔

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

کھٹمل اور بول و براز کا بھی جواب یہ ہے کہ وہاں ہونگے ہی نہیں کیونکہ وہاں کا قانون ہی اور ہے نمبر ۹۲ دیکھو۔ نشہ کا جواب نمبر ۱۳۷ میں دیکھو۔ غرض یہ ہے کہ سب کچھ جو قرآن نے بتلایا ہے ہوگا آپنے کسی دلیل سے اُس کا رد نہیں کیا۔ سابقہ نمبروں میں مفصل جواب دیکھو۔ بیہودہ بکواس کرنیوالا جواب کا مستحق نہیں ہوتا۔ بہشت کا مضمون کئی دفعہ ہو چکا ہے گزشتہ نمبر ملاحظہ ہوں

(۱۴۲) سورہ صف۔ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے اُن لوگوں کو کہ لڑتے ہیں بیچ راہ اُس کے کے (آیت ۴)

محقق واہ ٹھیک ہے ایسی ایسی باتوں کی ہدایت کر کے بیچارے ملک عرب کے باشندوں کو سب سے بڑا دشمن بنا کر باہم تکلیف دلائی اور مذہب کا جھنڈا بلند کر کے لڑائی پھیلائی ایسے کو کوئی عقلمند خدا کبھی نہیں مان سکتا جو قوم میں فساد بڑھاوے وہی سب کو تکلیف دہ ہوتا ہے

مدقق (۱۴۲) نمبر ۷۶ و نمبر ۱۲۱ ملاحظہ ہوں سچ پوچھو تو آپ سے زیادہ کس نے فساد مچایا ناحق ہی بھی سے ویدوں کا نشٹ کیا۔ بھلا ویدوں پر تو کوئی حق شفیع ہوگا قرآن اور بائیبل سے یونہی منہ آنے لگے +

(۱۴۳) سورہ تحریم۔ اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اُس چیز کو کہ حلال کی خدا نے واسطے تیری چاہتا ہے تو رضامندی بی بیوں اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے شتاب ہے پروردگار اوسکا اگر طلاق دے تمکو یہ کہ بدل دیوے اُسکو بی بیاں بہتر تم سے مسلمان عورتیں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنیوالیاں توبہ کرنیوالیاں عبادت کرنیوالیاں روزہ رکھنیوالیاں خاوند دیکھی ہوئیاں اور بن دیکھی ہوئیاں (آیت ۱-۵)

محقق غور سے سوچنا چاہئے کہ خدا کیا ہوا محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی انتظام کرنیوالا لازم ٹھیرا۔ ابہر پہلی آیت پر دو کہانیاں ہیں ایک تو یہ کہ محمد صاحب کو شہد کا شربت پسند تھا اور اُن کی کئی بیبیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کے گھر پینے لگے تو یہ بات دوسری بیویوں کو ناگوار گزری۔ اسکے کہنے سُننے کے بعد محمد صاحب قسم

لہ جنت کی صرف چوڑائی تمام آسمان اور موجودہ زمینوں جتنی ہوگی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۰

کہا گئے کہ ہم نہ ہونگے۔ دوسری یہ کہ انکی کئی بیویوں میں سے ایک کی باری تھی اسکے یہاں راتکو گئے تو وہاں نہ تھی اپنے باپکے یہاں گئی تھی۔ محمد صاحب نے ایک لونڈی یعنی کنیزک کو بلاکر پاک کیا جب بیوی کو اسکی خبر ملی تو ناراض ہو گئی۔ تب محمد صاحب نے قسم کھائی کہ میں ایسا نہ کرونگا اور بیوی سے کہدیا کہ تم نے کسی سے یہ بات مت کہنی۔ بیوی نے منظور کیا کہ نہ کہونگی پھر انہوں نے دوسری بیوی سے جاکر کہا کہ اس پر یہ آیت خدا نے اتاری کہ جس چیز کو ہم نے تیرے اوپر حلال کیا اسکو تو حرام کیوں کرتا ہے عقلمند لوگ غور کریں کہ بھلا کہیں خدا بھی کسی کے گھر کا فیصلہ کرتا پھرتا ہے؟ اور محمد صاحب کا چال چلن ان باتوں سے ظاہر ہی ہے۔ کیونکہ جو کئی عورتوں کو رکھے وہ خدا کا عابد یا پیغمبر کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور جو ایک عورت کی طرفداری سے بے آبروئی کرے اور دوسری کی عزت کرے۔ تو وہ طرفدار ہوکر گنہگار کیوں نہ ہوگا اور جو کئی عورتوں سے بھی سیری نہ پاکر کنیزکوں کے ساتھ پھنسے اُسکے نزدیک شرم غیرت اور دھرم کیونکر پہنچ سکتا ہے کسی نے کہا ہے جو زانی آدمی ہیں اُن کو گناہ سے ڈر یا شرم نہیں آتی۔ ان کا خدا بھی محمد صاحب کی بیویوں اور پیغمبر کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے میں گویا (سرپنچ) ثالث بنا ہے اب صاحبان عقل غور کریں کہ یہ قرآن عالم یا خدا کا بنایا ہوا ہے یا کسی جاہل خود غرض کا اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب سے اوسکی کوئی بیوی ناراض ہوگئی ہوگی۔ اُس پر خدا نے یہ آیت اوتار کر اُس کو دھمکایا ہوگا۔ کہ اگر تو گڑبڑ کریگی اور محمد صاحب تجھے طلاق دیدینگے تو ان کو اُن کا خدا تجھ سے اچھی بیویاں دیگا۔ کہ جو خاوند سے نہ ملی ہوں جس آدمی کو کہ ذرا سی عقل ہے وہ غور کر سکتا ہے کہ یہ خداوند کے کام ہیں۔ یا اپنی مطلب براری کے ایسی ایسی باتوں سے ٹھیک ثابت ہوتا ہے کہ خدا کوئی نہیں کہتا تھا صرف موقع محل دیکھ کر اپنی مطلب براری کیواسطے خدا کیطرف سے محمد صاحب کہہ دیتے تھے جو لوگ خدا ہی کی طرف لگاتے ہیں اونکو ہم تو کیا سب عقلمند یہی کہینگے کہ خدا کیا ٹھیرا گویا محمد صاحب کے لئے بیویاں لانیوالا نائی ٹھیرا !!!

مدقق } احکام خانہ داری تبلانے سے خدا ملازم یا نوکر ٹھیرتا ہے۔ تو پرمیشور کا پرمان سنو!

"اے بیاہے ہوئے مرد عورت! تم دونوں رات کہاں ٹھہرے تھے۔ اور دن تم نے کہاں بسر کیا تھا تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا؟ تمہارا وطن کہاں ہے جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور (دوسرے خاوند) کے ساتھ شب باش ہوتی ہے۔ یا جس طرح بیاہا ہوا مرد اپنی بیاہت عورت کے ساتھ اولاد کے لئے یکجا شب باش ہوتا ہے اسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے" (رگوید اشٹک ۷، ادھیائے ۸ ورگ ۱۸ منتر ۲)

اور سنو!

"اے بیوہ عورت تو اپنے اصلی خاوند کے مرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق نیوگ خاوند قبول کر جس کی بیاہتا عورت مر گئی ہو اور اس طرح اولاد پیدا کر کے سکھ حاصل کر" (رگ وید منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۸ منتر ۸)

اور سنیے!

"اے دیور (دوسرے خاوند) کی خدمت کرنے والی عورت اور بیاہے ہوئے خاوند کی فرمانبردار بیوی تو نیک اوصاف والی ہو تو گھر کے کاروبار میں عمدہ اصول پر عمل کر اور اپنے پالے ہوئے جانوروں کی حفاظت کر اور عمدہ کمال و خوبی اور علم و تربیت حاصل کر کے طاقتور اولاد پیدا کر اور ہمیشہ اولاد میں مستعدہ اے نیوگ کے ذریعہ سے دوسرے کی خواہش کرنیوالی! تو ہمیشہ سکھ دینے والی ہو کر گھر میں ہون وغیرہ کرنے کی آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو دل لگا کر بڑی احتیاط سے کر" (اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۲۔ منتر ۱۰)

پس اسطرح نہیں نہیں توبہ توبہ ایسے غیر مہذب نہیں بلکہ نہایت حیا اور تہذیب سے اس آیت میں خدا نے پیغمبر صاحب کی بیویوں کو ہدایت فرمائی ہے۔

اصل یہ ہے کہ پیغمبر صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو کسی بیوی نے شہد پینے پر کہا کہ آپ کے منہ مبارک سے بو آتی ہے چنانچہ پنڈت جی نے اسکو نقل کیا ہے اور یہی روایت بہت صحیح ہے۔ اس پر آپ نے شہد کا پینا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ آئندہ کبھی نہ پیونگا۔ مگر چونکہ نبی کا کام امت کیلئے دلیل اور سنت ہوتا ہے اسلئے خطرہ تھا کہ بعد آپ کے تمام لوگ

اسی طرح حلال چیزوں کو حرام کریں تو گویا ایک مذہبی مسئلہ ہو جاتا۔ اسلئے خدا نے یہ حکم نازل فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ بیویوں کی خوشی یہاں تک نہ چاہئے کہ حلال چیز کو حرام سمجھنے لگو۔ ہر ایک چیز کی حد ہے۔ ایسا نہ کرو بلکہ اپنی قسم کا کفارہ دیکر بدستور سابق حلال چیز کو کھاؤ پیو +

ہاں اگر آپ کو یہ اعتراض سوجھے کہ بیویوں کی خوشی پیغمبر صاحب کو ایسی کیوں ضروری ہوئی۔ کہ یہاں تک نوبت پہنچی تو سنو!

"جس خاندان میں عورت سے خاوند اور خاوند سے عورت اچھی طرح خوش رہتے ہیں۔ اسی خاندان میں کل خوش نصیبی اور اقبال مندی قیام کرتی ہے جہاں شور و شر رہتا ہے۔ وہاں بدبختی اور افلاس ڈیرہ جماتا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۳)

باقی تعدد ازواج کے متعلق سوال کا جواب نمبر ۱۷ میں ملاحظہ ہو۔

افسوس کہ پنڈت جی کو باوجود صد تلاش کے پیغمبر صاحب کی سوانح عمری میں ایک واقعہ بھی ایسا نہ ملا جسے دانا ؤں کے سامنے پیش کر سکتے۔ ہمیں بھی سوامی جی کی اس ناکامی پر افسوس ہے لہذا ہم اُن کے اور اُن کے سماج کے اس غم اور افسوس میں شریک حال ہیں اور ہمدردی کرتے ہیں۔ صرف یہی ایک واقعہ ملتا ہے کہ آپ بیویاں کرتے تھے جسکا مختصر جواب یہ ہے کہ آپ آدمی تھے اور نیچرل اصول کے پابند تھے قانون قدرت نے مرد کو عورت کی خواہش دی ہے پنڈت جی کی طرح ہمیشہ مجرد رہ کر خلاف قانون قدرت نہیں کرتے تھے۔

(۱۴۴) اے نبی جھگڑا کر کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر اوپر اُن کے (الآیت)

محقق } دیکھئے مسلمانوں کے خدا کی کارسازی دوسرے مذہب والوں سے لڑنے کیلئے پیغمبر اور مسلمانوں کو بھڑکاتا ہے اسی وجہ سے مسلمان لوگ دوسروں کے ساتھ دشمنی میں کمربستہ رہتے ہیں پرماتما مسلمانوں پر نظر رحم کرے کہ جس سے یہ لوگ فساد کرنا چھوڑ کر رفاقت سے برتاؤ کریں +

مدقق } نمبر ۷ و نمبر ۱۳ وغیرہ ملاحظہ ہوں ہماری بھی دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ سماجیوں کو ہدایت

کرے کہ وہ اپنے گرو کی طرح دوسرے مذہب والوں کو عموماً اور ہندوؤں کو خصوصاً
بُرا بھلا کہہ کر ملک میں فساد نہ مچائیں ✦

(۱۴۵) سُورہ حاقہ :- پھٹ جاویگا آسمان پس وہ اُس دن سُست ہوگا اور فرشتے
ہونگے اوپر کناروں اُس کے کے اور اُٹھاوینگے عرش رب تیرے کا اوپر اپنے اُس دن آٹھ
شخص۔ اُس دن روبرو لائے جاؤگے تم نہ چھپی رہیگی تم میں سے کوئی بات چھپی
ہوئی پس جو کوئی دیا گیا اعمالنامہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے پس کہیگا سو پڑھو عملنامہ
اپنا اور جو کوئی دیا گیا عملنامہ اپنا بیچ بائیں ہاتھ اپنے کے پس کہیگا اے کاشکے میں نہ دیا
گیا ہوتا عملنامہ اپنا (آئت ۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۲۳)۔

محقق واہ کیا فلاسفی اور انصاف کی بات ہے بھلا اکاش (آسمان) بھی کبھی پھٹ
سکتا ہے؟ کیا وہ پارچے کے موافق ہے جو پھٹ جاوے؟ اگر اجرام فلکی کو آسمان
کہتے ہیں۔ تو یہ بات علم کے خلاف ہے۔ اب قرآن کے خدا کے مجسم ہونے میں کوئی شک نہ رہا کیونکہ
عرش پر بیٹھنا آٹھ کہاروں سے اُٹھوانا بغیر مجسم کے کبھی نہیں ہو سکتا اور سامنے یا پیچھے
بھی آنا جانا مجسم ہی کا ہو سکتا ہے جب وہ مجسم ہے تو محدود المکان ہونے سے ہمہ دان محیط
کل قادر مطلق نہیں ہو سکتا۔ اور سب روحوں کے اعمال کبھی نہیں جان سکتا تعجب کی بات
ہے کہ شریف لوگوں کے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ دینا پڑھوانا بہشت میں بھیجنا اور بدکاروں
کے بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ کا دینا دوزخ میں بھیجنا اور اعمالنامہ پڑھ کر انصاف کرنا بھلا
یہ کام ہمہ دان کا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ سب کارروائی لڑکپن کی ہے ✦

مدقق آسمان کا جواب نمبر ۷ و نمبر ۸۸ و نمبر ۱۲۹ میں ہو چکا ہے۔ عرش اٹھانا مجاز و استعارہ
ہے اظہار جلالت و عظمت الٰہی سے نہ یہ کہ خدا عرش پر یوں بیٹھا ہوگا جیسا کوئی
راجہ پالکی میں بیٹھا ہوتا ہے اور پالکی کہاروں نے اٹھائی ہوتی ہو بلکہ آئت کا مطلب صرف
اتنا ہے کہ حکومت اور جلالت خداوندی کا وہ عالم ہوگا کہ کوئی کسی سے بول نہ سکیگا۔ نہ مدد
دے سکیگا چنانچہ اس سے آگے کے لفظوں میں فرمایا ہے جن کو آپنے بھی نقل کیا ہے کہ اس دن
سب دربار الٰہی میں حاضر ہونگے۔ کوئی اُن کی کرتوت نیک و بد چھپی نہ رہیگی اور مارے خوف کے سب

موجود ہونگے سُنو! قرآن تبلاتا ہے۔

خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا

(سب آوازیں پست ہوجاوینگی بس ایسی کہ بغیر پاؤں کی آہٹ کے کچھ سُننے میں نہ آیگا)
ہماری اس توجیہہ پر آپ بھی کا صفحہ ۱ میں دستخط کر آئے ہیں کہ:۔

"جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے"

مگر افسوس کہ ان اصولوں سے آپ ہمیشہ اپنا ہی فائدہ لیا کرتے ہیں دوسروں کا نہیں کہ جہاں وید خدا کے اعضا تبلادیں وہاں تو آپ اسی اصول سے تاویل کرجائیں اور جہاں قرآن یا اور کتاب اس قسم کے استعارے بولے خواہ وہاں قرائن بھی کسی قسم کے ہوں وہاں پر سارا ساد ہو پنا گنگا میں ڈبوکر ننگے ہو بیٹھیں اور آئیں بائیں شائیں ماری شروع کردیں سماجیو! سنو!

آنچہ بخود نہ پسندی بدیگران مپسند

دائیں بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ ملنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا صرف معمولی تمسخر سے کام لیا ہے اسلئے حکم ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰ اور نیز بقول اُن کے جواب جاہلاں باشد خموشی جواب ہے۔
ہاں اتنا ضروری تبلاتے ہیں کہ اعمالنامہ لوگوں کی تسلی کیلئے ہونگے خدا کو اونکی ضرورت نہیں سُنو قرآن نے خود تبلایا ہے:۔

اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا[1]

(۴۶) ۱) سُورہ معارج: چڑھتے ہیں فرشتے اور روح طرف اوسکی وہ عذاب ہوگا بیچ اُس دن کے کہ تھی مقدار اوسکی پچاس ہزار برس کی جس دن نکلینگے قبروں میں سے دوڑتے ہونگے گویا کہ وہ طرف بتوں کے مکانوں کے دوڑتے ہیں (آیت ۴-۴۲)

محقق اگر پچاس ہزار برس کے دن کا اندازہ ہے تو پچاس ہزار برس کی رات کیوں نہیں: اگر اتنی بڑی رات نہیں ہے تو اتنا بڑا دن کبھی نہیں ہوسکتا۔ کیا پچاس ہزار برسوں تک خدا۔ فرشتے اور اعمالنامہ والے کھڑے یا بیٹھے یا جاگتے ہی ہونگے اگر ایسا ہے تو بیمار ہوکر مر بھی جاوینگے کیا قبروں سے نکل کر خدا کی کچہری کی طرف دوڑینگے اُن کے پاس سمن قبروں میں کیونکر پہنچینگے؟ اور اُن بیچاروں کو جو کہ نیک کردار یا بدکردار

ہیں اتنی مدت تک قبر دنیں ذرہ سپرد کیوں رکھا؟ اور آجکل خدا کی کچہری بند ہو گی اور خدا اور فرشتے نکمے بیٹھے ہونگے؟ یا کچھ کام کرتے ہو نگے۔ اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھے اِدہر اُدہر گھومتے سوتے ناچ تماشہ دیکھتے اور عیش وعشرت کرتے ہونگے۔ ایسا اندھیر کسی سلطنت میں نہ ہوگا۔ ایسی ایسی باتوں کو سوائے وحشی لوگوں کے دوسرا کون مانیگا؟

مدقق جی تو چاہتا تھا کہ پنڈت جی کی آگیا مندرجہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰ پر عمل کریں مگر اپنے ناظرین کی خاطر نمبر ۱۲۵ کا حوالہ دیتے ہیں۔

ہاں یہ بات قابل اظہار ہے کہ سوامی جی کا منقولہ ترجمہ گو مترجم قرآن میں تو ہے، مگر ذرہ سی اصلاح یا وضاحت طلب ہے اور لفظ "تھی" ٹھیک نہیں "ہے" درست ہے۔ مترجم صاحب نے بھی غلطی نہیں کی کیونکہ "تھی" جس لفظ کا ترجمہ ہے وہ "کَانَ" ہے۔ کَانَ کے معنی کبھی تو مرادف "بود" کے ہوتے ہیں۔ اس وقت اسکا ترجمہ "تھی" یا "تھا" ہوا کرتا ہے اور کبھی "ہست" کے مرادف ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے معنی "ہے" کے ہوتے ہیں جیسے کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا (اللہ علیم ہے) اسی طرح نمبر ۱۲۷ میں بھی "تھی" صحیح نہیں۔ "ہے" صحیح ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فارسی ترجمہ میں **ہست** اور شاہ عبدالقادر صاحب نے اردو ترجمہ میں "ہے" لکھا ہے سوامی جی کو اور نیز ہمکو تو ضروری ہے کہ موقع ومحل مطلب اور آگے پیچھے کو دیکھ بھال کر معنی کیا کریں ورنہ بعجہ مکا صفحہ ۵۷ والا فتوے چڑھ جاویگا۔ بس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ فرشتے اور روح یعنی جبرئیل اللہ کی طرف چڑھتے ہیں ایک دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہے۔ تشریح نمبر ۱۲۷ میں دیکھو۔

(۱۴۷) **سورہ نوح**:۔ اور تحقیق پیدا کیا تم کو طرح طرح سے کیا نہیں دیکھا تمنے کیونکر پیدا کیا اللہ نے سات آسمانوں کو اوپر تلے اور کیا چاند کو بیچ اُس کے روشن اور کیا سورج کو چراغ (آیت ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶)

محقق اگر روحوں کو خدا نے پیدا کیا ہے تو وے ازلی غیر فانی نہیں ہو سکتیں؛ پھر بہشت میں ہمیشہ کیونکر رہ سکینگی؛ جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ ضرور فنا ہو جانیوالی ہے آسمان (آکاش) کو اوپر نیچے کیونکر بنا سکتا ہے؛ کیونکہ وہ بے شکل اور محیط شے ہے۔ اگر

دوسری چیز کا نام آسمان (آکاش) رکھتے ہو۔ تو بھی اوس کا نام آسمان رکھنا بے معنی ہے۔ اگر اوپر تلے آسمان کو بنایا ہے تو اُن سب کے بیچ میں چاند سورج کبھی نہیں رہ سکتے۔ اگر بیچ میں رکھا جائے تو ایک اوپر اور ایک نیچے کی چیز ہی روشن رہے دوسرے سے لے کر باقی سب میں تاریکی رہنی چاہیے ایسا نہیں معلوم ہوتا اسواسطے یہ بات بالکل جھوٹی ہے۔

مدقق بیشک آسمان ایک مجسم چیز ہے جسیت کا بیان نمبر، نمبر ۰۰ و نمبر ۱۲۹ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ نیچے اوپر اس طرح ہیں جس طرح بلور پر بلور رکھا جائے۔ ہاں یہ خوب کہی کہ اگر چاند سورج بیچ میں رکھے جائیں تو اوپر اندھیرا ہوگا۔ کیا ہی خوب منطق ہے بھلا پنڈت جی! اگر ہم آسمانوں کو بلور کے تختوں کی طرح جسم شفاف مانیں اور ان سب اوپر چاند سورج کو گڑا ہوا سمجھیں تو کیا خرابی؟ بتلائیے چوتھے اصول کو یاد رکھکر بتلائیے ویسے ہم یہ بھی نہیں کہتے بلکہ ہم حکمائے یونان کا مذہب لیتے ہیں۔ جس کے لینے کی ہمیں کوئی خاص ضرورت نہیں کہ چاند فلک اول پر ہے اور سورج فلک رابع پر ہے مگر چونکہ وہ دونو گولے یا گیند کی طرح ہیں جنکا رخ کسی خاص طرف نہیں ہوتا چنانچہ پنڈت جی نمبر ۱۰ میں مانتے ہیں کہ سورج گول کرہ ہے اسلئے اوپر بھی روشنی ہے اور نیچے بھی +

سماجیو! اگر آزمانا چاہو تو کپڑے کا ایک گولہ بناؤ اور لوہے کی میخ میں باندھ کر چھت سے لٹکاؤ اور اُس پر تیل ڈال کر آگ لگا دو۔ اور ستیارتھ پرکاش کو ہاتھ میں لئے رہو جب اُس کے جلنے سے چاروں طرف نیچے اوپر تمام روشنی ہو تو جو کچھ اسوقت ہاتھ میں لئے ہو اس میں جھونک دو اور ہمیں اس ماجرا کا ایک اطلاعی کارڈ لکھو۔

بیشک روحیں خدا کی پیدائش ہیں اگر وہ چاہے تو فنا کر سکتا ہے۔ لیکن خدا اگر کسی مخلوق کو ہمیشہ کیلئے رکھنا چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ مخلوق کی ابتدا ہونی تو ضرور ہے۔ کیونکہ اُسکا وصف خلقیت ہی اوس کے حدوث کو مستلزم ہے مگر فنا ضروری نہیں ہاں قابلِ فنا بیشک ہے اگر فاعل چاہے تو فنا کر دے شاید آپ کو یہ معلوم نہیں کہ مسلمان خدا تعالیٰ کو مخلوق کے لئے صرف علت موجدہ ہی نہیں مانتے بلکہ علت موجدہ و مثبتہ دونو کہتے ہیں جیسے چراغ روشنی کیلئے۔ سُنو! قرآن اس باریک مسئلہ کی طرف اشارہ

کرتا ہے غور سے سنو! اینٹ کی نہیں بلکہ پتھر کی عینک لگا کر پڑھو +

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ ۱

- کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کو صرف علت موجدہ ہی کہا جاوے تو لازم آئیگا کہ اسوقت بعد وجود پذیر ہونے مخلوقات کے خدا کی کوئی حاجت نہو۔ جیسے کپڑے کو بعد طیار ہونے کے درزی کی حاجت نہیں ہوتی یا بندوق کی گولی کو بعد چلا دینے بندوقچی کے بندوقچی کی حاجت نہیں یہانتک کہ اگر گولی چلانے کے بعد فوراً بندوقچی مرجاوے تو بھی گولی کی حرکت میں کوئی نقص نہیں آتا حالانکہ ان معنے سے نہ صرف قرآن اور وید + مخالف ہیں عقلی دلائل بھی اسکے مکذب ہیں پس علت مثبتہ کے ہوتے ہوئے معلول کا فنا ایسا اختیاری نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ گو علت اسکو بحال بھی رکھنا چاہے تو بھی وہ فنا ہوتا جائے پس روحوں کو یا جن چیزوں کو خدا فنا کرنا نہیں چاہیگا انکا فنا ہونا ضروری نہیں بلکہ عدمِ فنا ضروری ہے فافہم و تدبر

(۱۴۸) سورہ جن اسا دریہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں پس مت پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو (آئت ۱۸)

محقق } اگر یہ بات راست ہے تو مسلمان لوگ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" اس کلمہ میں خدا کیساتھ محمد صاحب کو کیوں پکارتے ہیں یہ بات قرآن کے برخلاف ہے اور جو خلاف نہیں کرتے تو اس بات کو جھوٹ ٹھیراتے ہیں جب مسجدیں خدا کے گھر ہیں تو مسلمان بڑے بت پرست ہوئے کیونکہ جیسے پورانی جینی چھوٹے سے بت کو خدا کا گھر ماننے سے بت پرست ٹھیرتے ہیں تو یہ لوگ کیوں نہیں؟

مدقق (۱۴۹) } سوامی جی مہاراج کو شرک سے نفرت ہے ہندو زادہ ہو کر ایسی نفرت غنیمت ہے ۵

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است

پنڈت جی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ پکارنے اور تصدیق کرنے میں فرق ہوتا ہے سوامی

۱ بیشک خدا آسمانوں اور زمینوں کو تباہ ہونے سے تھامے ہوئے ہے اور اگر وہ تباہ ہونے لگیں تو اسکے سوا انہیں کوئی نہیں بچا سکتا + + دیکھو منتر یجروید منڈل جلد نمبر ۲ و نمبر ۱۵ -

جی! پکارنا ایسا ہوتا ہے جیسے آپ کے بھائی ہندو کہا کرتے ہیں لے ٹونڈ دیوتا ہے رام چندر جی مہاراج سماجی پاپیوں کا نشٹ کرو جو ہمارے اوتاروں کو پانی پی پی کر کوستے ہیں اور تصدیق اسے کہیں جیسے آریہ سماج آپ کی نسبت کہتا ہے کہ سوامی جی مہاراج بڑے وددان ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں سماجیو! ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ چوتھے اصول کو یاد کرکے بتلانا کہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا ملاپ قسم ثانی سے ہے جس کو آپ کے گرو جی مہرشی قسم اول سمجھے ہیں۔ پس تم ہی اُن کی داد دو۔ باقی جواب نمبر ۱۲ و نمبر ۵۳ و نمبر ۵۵ میں ملاحظہ ہو +

ہاں یہ بات بھی سماجیوں سے قابل دریافت ہے کہ مسجدوں کو خدا کا گھر کہنا کس آیت کا ترجمہ ہے۔ پنڈت جی کے منقولہ ترجمہ پر نظر کرو کہیں مسجدوں کو بیت اللہ لکھا ہو تو ہمیں اطلاع دو۔ ہاں ہم مسلمان مسجدوں کو بیت اللہ کہتے ہیں مگر آپ تو قرآن پر معترض نہیں جیسے کہ دیباچہ کلاس نمبر ۱۴ میں لکھ آئے ہیں سنئے ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ کہ بیت اور اللہ کے درمیان مضاف محذوف ہے یعنی بیت عبادۃ اللہ مسلم ہو تو سمجھ یا نمبر ۱۶ دیکھو +

(۱۴۹) **سورہ قیامت**۔ اکٹھا کیا جائیگا سورج اور چاند (آیت ۸)

محقق بھلا سورج اور چاند کبھی اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ دیکھئے کتنی بھاری بے عقلی کی بات ہے اور سورج چاند کے اکٹھا کرنے میں کیا مطلب تھا اور دیگر سب اجرام فلکی کو اکٹھا نہ کرنے میں کیا دلیل ہے؟ ایسی ایسی ناممکن باتیں خدا کی بنائی ہوئی کبھی ہو سکتی ہیں؟ سوائے جاہلوں کے اور کسی عالم کی بھی نہیں ہو سکتیں +

مدقق (۱۴۹) **سوامی جی** بے دلیل کہنے کے تو ایسے مشتاق ہیں کہ ماشاء اللہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں کہ پنڈت جی میدان مناظرہ ہے سماج مندر نہیں جو جی میں آیا کہدیا...... ـ

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں سرتی جتا + یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

سماجیو! پنڈت جی سے دلیل رہگئی ہو تو تم ہی بتلاؤ کہ چاند سورج کے جمع نہ ہو سکنے

کی کیا دلیل ہے +

چاند اور سورج کے جمع کرنے سے یہ مراد ہے کہ اون کو بے نور کرکے حرکت سے روک دیا جائیگا۔ کیونکہ جنت میں سورج چاند کی ضرورت نہ ہوگی سنو! قرآن شریف بتلاتا ہے:۔ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا ۔ (یعنی جنتی جنت میں نہ تو سورج دیکھینگے اور نہ اسکے نہ ہونے سے سردی پاوینگے) اگر خلاف قانون کا شبہ ہو تو نمبر ۱۲۵ ملاحظہ کرو +

(۱۵۰) سورہ دہر سپارہ ۲۹ پھرینگے اوپر اُن کے لڑکے ہمیشہ رہنے والے جب وقت دیکھیگا تو اونکو گمان کریگا تو اونکو موتی بکھرے ہوئے اور پہنائے جاوینگے کنگھن چاندی کے اور پلا دیگا اُن کو رب اون کا شراب پاکیزہ (آیت ۱۹-۲۱)

محقق } کیوں جی موتی کے رنگ والے لڑکے کس لئے وہاں رکھے جاتے ہیں؟ کیا جوان لوگ انکی خدمت یا عورتیں اُن کی سیری نہیں کرسکتیں؟ کیا تعجب ہے کہ جو یہ سب سے برا فعل لڑکوں کے ساتھ بدمعاشی کا کرنا ہے اس کی بنیاد یہی قرآن کا قول ہو اور بہشت میں خادم مخدوم یعنی آقا و ملازم ہونے سے آقا کو آرام اور نوکر کو محنت ہونے سے دکھ اور طرفداری کیوں پائی جاتی ہے؟ اور جب خدا ہی شراب پلا دیگا تو وہ بھی خدمتگار کی مانند ٹھہریگا۔ پھر خدا کی عظمت کیونکر رہ سکیگی؟ اور وہاں بہشت میں عورت مرد کے ہمبستر ہونے سے قیام حمل اور لڑکے بالے بھی ہوتے ہیں تو وہ روحیں کہاں سے آئیں؟ اور بلا خدا کی عبادت کے بہشت میں کیوں پیدا ہوئیں؟ اگر پیدا ہوئیں تو اُن کو بلا ایمان لانے اور خدا کی عبادت کرنے سے کیونکر مفت ملیگا؟ بعض بیچاروں کو ایمان لانے اور بعض کو بلا دہرم کئے کے سکھ ملجاوے اس سے بڑھکر بے انصافی اور کونسی ہوگی؟

مدقق } (۱۵۰) سچ ہے:۔

کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ [1]

آج معلوم ہوا کہ سوامی جی بچپن میں کیسی گذارتے تھے۔ سماجیو! کہو جی کون دہرم ہے؟

[1] برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے (مقولہ عربی)

پنڈت جی! یہ بچے خود اونہیں جنتیوں کی نابالغ اولاد ہوگی چنانچہ دوسری آیت میں غلمان لہم کا لفظ ہے۔ یعنی اونہیں کے بچے اُن کے پاس پھرینگے۔ اس پر آپ یہ کہیں کہ جنت میں بے عمل کیوں جاوینگے تو سنیئے جنت اُن لوگوں کے لئے ہے جو کفر شرک میں نہ ہوں سنو!

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَہُمَا عَلَی الْکَافِرِیْنَ

بیچارے نابالغ بچوں کو تو اس امر کی خبر بھی نہیں کہ شرک کفر کیا ہوتا ہے؟ اسلئے وہ جنت میں جانے سے رکے نہیں جاوینگے چاہے کسی کافر بلکہ کسی سماجی کی اولاد نابالغ بھی کیوں نہ ہو۔ یہ ویدک مت نہیں ہے کہ چار سال کے مسلمان بچے کے ہاتھ سے بھی نہ کھایا جاوے +

خدا کے شراب پلانے کے یہ معنی ہیں کہ خدا کے حکم سے پئینگے افسوس کہ آپ اس امر سے بھی آگاہ نہیں کہ جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں مجاز ہوتا ہے۔ بھوبکا صفحہ ۱)

بیشک مرد و عورت اگر چاہینگے تو اُن کے دل بہلانے کو خدا اولاد بھی عنایت کریگا۔ حدیث شریف سے یہ مضمون پایا جاتا ہے اور قرآن میں یوں ہے سنو!

لَہُمْ مَا یَشَاءُوْنَ عِنْدَ رَبِّہِمْ

(۱۵۱) سورہ نبا رہ۔ بدلا دئیے جاوینگے موافق اعمال کے اور پیالے بھرے ہوئے ہیں اُس دن کھڑی ہوگی روح ہیں اور فرشتے صف باندھکر (آیت ۲۵-۳۲-۳۶)

محقق اگر اعمال کے مطابق ثمرہ دیا جاتا تو ہمیشہ بہشت میں رہنے والی حوروں فرشتے اور موتی کی مانند لڑکوں کو کس عمل کے بدلے ہمیشہ کیلئے بہشت ملا؟ جب پیالے بھر بھر کر شراب پوینگے تو مست ہوکر کیوں نہ لڑینگے یہاں روح ایک فرشتے کا نام ہے جو سب فرشتوں سے بڑا ہے کیا خدا روح یا فرشتوں کو صف باندھ کر کھڑے کرکے پلٹن باندھیگا؟ کیا پلٹن سے سب روحوں کو سزا دلاویگا؟ اور خدا اُس وقت کھڑا ہوگا یا بیٹھا؟ اگر قیامت تک خدا اپنی سب پلٹنیں جمع کرکے شیطان

لہ خدا نے کافروں مشرکوں پر جنت کو حرام کیا ہے۔ تہ اُن جنتیوں کو جو چاہینگے ملیگا +

کو پکڑ لے تو اوسکی سلطنت بخوف وخطر ہو جاوے کیا اسکا نام خدائی ہے +

مدقق (۱۵۱) نمبر ۵ امیں ہم تبلا آئے ہیں کہ جنت اُن لوگوں کے لیئے ہے جو شرک کفر سے بچے ہونگے پس فرشتوں اور حوروں کو اسی کو بدلہ میں کہ اونہوں نے شرک کفر نہیں کیا تھا جنت ملیگی +

صف باندھکر اس غرض سے ہونگے کہ جس کافر کو جہنم میں ڈالنے کی بابت حکم ہو۔ فوراً تعمیل کیجاوے شیطان کو تو پکڑ لیتا لیکن چونکہ ستیارتھ پرکاش کے بننے سے شیطان بیکار ہے اسلیئے اسکا پکڑنا چنداں مفید نہیں رہا۔ باقی جواب نمبر ۳۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو +

(۱۵۲) سورۃ تکویر۔ جسوقت کہ سورج لپٹا جاوے اور جسوقت کہ تارے گدلے ہو جاویں اور جسوقت کہ پہاڑ چلائے جاویں اور جس وقت کہ آسمان کی کھال اُتاری جاوے۔
(آیت ۱۱-۳-۲-۲)

محقق یہ بڑی نادانی کی بات ہے کہ گول سورج کا کرہ لپیٹا جاویگا ؛ اور تارے گدلے کیونکر ہو سکینگے ؛ اور پہاڑ بےجان ہونے سے کیونکر چلینگے ؛ اور آسمان کو کیا حیوان سمجھا کہ اسکی کھال نکالی جاویگی۔ یہ بڑی نادانی اور جنگلی پن کی بات ہے +

مدقق (۱۵۲) سُورج کے لپیٹے جانے سے یہ مطلب ہے کہ بے نور ہو جاویگا اور جب وہ بے نور ہو گیا۔ تو ستارے جو اُسی سے فیضیاب ہیں خودبخود گدلے ہو جاوینگے +

آسمان کی کھال اُتارنے سے یہ مطلب ہے کہ پھٹ کر سُرخی مائل ہو جائیگا۔ سُنو! قرآن شریف خود تبلاتا ہے :-

فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ

گو مضمون صاف ہے مگر ناپاک باطن والوں کو علم کہاں ؛ دیکھو مکا صفحہ ۵۲)

(۱۵۳) سُورہ انفطار۔ جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے اور جسوقت تارے جھڑ جاویں اور جس وقت کہ دریا چیرے جاویں اور جسوقت کہ قبریں زندہ کرکے اٹھائی جاویں۔
(ن ۱-۲-۳-۴)

ہ آسمان پھٹ کر سُرخ رنگ گلاب کی طرح ہو جائیگا +

محقق } واہ جی قرآن کے مصنف فلاسفر! اکاش (آسمان) اُسکو کیونکر کوئی پھاڑ سکیگا اور تاروں کو کیونکر جھاڑ سکیگا اور دریا کیا لکڑی ہے جو چیر ڈالے گا اور قبریں کیا مُردے ہیں جو زندہ کر سکیگا؟ یہ سب باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں +

مدقق } آسمان چونکہ جسم ہے (دیکھو نمبر ۲ و نمبر ۲۰ و نمبر ۱۲۹ وغیرہ) اس لیے اُس کا پھٹنا ممکن ہے تاروں کے جھڑنے سے وہی مراد ہے جو نمبر ۱۵۲ میں یعنی بے نور ہو جاوینگے اور دریاؤں کے چیرنے سے مراد ہے کہ تمام زمین پر پانی ہو جاویگا۔ چنانچہ آجکل کے فلاسفر بھی اس بات کے قائل ہیں کہ زمین سکڑتی جاتی ہے اور سمندر کناروں سے بڑھتا چلا آتا ہے۔ یہ تینوں واقعات تو اُس وقت کے ہیں جو قیامت کا حصہ اول ہے جسکو "فنا" یا "پرلے" کہتے ہیں۔ چوتھا واقعہ یعنی قبروں والوں کا اُٹھنا اُسوقت کا واقعہ ہے جسکو محشر یعنی اصل قیامت کہتے ہیں +

پنڈت جی! قبروں کے اُٹھنے سے مراد ہے قبروں والوں کا اُٹھنا۔ کیونکہ۔

"اگر کوئی کہے کہ مچان بولتے ہیں تو یہاں پر یہ مراد سمجھی جاویگی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں" (بھومکا صفحہ ۱۰)

سبحان اللہ! یہی سوامی جی کی سمجھ اور دیانت ہے؟ کہ حذف مضاف بھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنی تصنیف بھومکا بھی بھول جاتے ہیں!۔

(۱۵۴) سورہ بروج:۔ قسم ہے آسمان برجوں والے کی۔ بلکہ وہ قرآن ہے بزرگ بیچ لوح محفوظ کے (آیت ۲۱)

محقق } اس مصنف قرآن نے جغرافیہ اور علم ہیئت کچھ بھی نہیں پڑھا تھا۔ نہیں تو آسمان کو قلعہ کی مانند برجوں والا کیوں کہتا؟ اگر حمل وغیرہ برجوں کو برج کہتا ہے تو اور برج کیوں نہیں ہیں؟ اس لیے یہ برج نہیں ہیں بلکہ سب تارے لوک یعنی کرے ہیں کیا قرآن خدا کے پاس ہے؟ اگر یہ قرآن اُس کا تصنیف شدہ ہے تو خدا بھی علم و دلیل سے خارج لاعلم ہوگا +

مدقق } (۱۵۴) قربان ایسی سمجھ پر سوامی جی! بروج سے مراد یا رنگی منزلیں

ہیں۔ سنئیے قرآن خود بتلاتا ہے +

ل وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ

کیا چاند اور دیگر سیاروں کی منزلیں نہیں ہیں؟ ہاں ہم یہ نہیں سمجھے کہ پنڈت جی کیا کہنے میں کہ اگر حمل وغیرہ برجوں کو برج کہتا ہے تو اور برج کیوں نہیں؟ کوئی سماجی دوست اسکا مطلب ہمیں سمجھا دے تو ہم مشکور ہونگے اور ایک نسخہ اسی کتاب کا ان کی نذر کرینگے۔ ہمیں تو (بے ادبی معاف) دیوانے کی سی بڑ معلوم ہوتی ہے +

ہاں سوامی جی قرآن خدا کے پاس سے ہے اور اُس کے پاس ہے سکو اپرمیشور پرمان دیتا ہے:۔

جس لایزال اعلےٰ دا شرف اور اکاش کی مانند محیط کل پرمیشور میں رگ وغیرہ چاروں وید قایم ہیں۔ اسکو برہم جاننا چاہئے (رگ وید منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۴ منتر ۳۹)

اسی طرح قرآن کو ہم جانتے ہیں علمی طریق سے سمجھنا چاہو تو سنو! کلام نمبر ۱ کا نام ہے +

(۱۵۵) سورہ طارق:۔ تحقیق وہ مکر کرتے ہیں۔ ایک مکر۔ اور میں بھی مکر کرتا ہوں ایک مکر (آئت ۱۵۔۱۶)

محقق } مکر کہتے ہیں ٹھگ پنے کو کیا خدا بھی ٹھگ ہے؟ اور کیا چوری کا جواب چوری اور جھوٹ کا جواب جھوٹ ہے؟ کیا کوئی چور کسی آدمی کے گھر میں چوری کرے تو پہلے آدمی کو بھی چاہئے کہ اوسکے گھر میں جا کر چوری کرے؟ واہ! واہ! قرآن کے مصنف

مدقق (۱۵۵) } برہمن ہو کر گائے کے گوشت کا بجاؤ یوہی مثال ہے پنڈت جی کی ہندو زادے ہو کر عربی لفظ کی تحقیق ومکر، کی تحقیق نمبر ۵۰ میں ہو چکی ہے پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل عربی سے واقف نہیں اور قرآن کے رد کا ٹھیکہ (تکذیب جلد ا صفحہ ۵۰۶)

(۱۵۶) سورہ فجر:۔ اور آویگا پروردگار تیرا اور فرشتے صف باندھکر اور لائی جاویگی اُس دن دوزخ (آئت ۲۱۔۲۲)

محقق } کہو جی جیسے کوتوال و سپہ سالار اپنی فوج کو لیکر صف باندھکر پھرا کرتے ہیں

ل چاند کے لئے ہم (خدا) نے منزلیں بنائی ہیں اونہیں میں پھر تا پھرتا پتلی شاخ کی طرح ہوجاتا ہے۔

ویسا ہی ان کا فرا کرتا ہے؟ کیا دوزخ کو گھر کی مانند سمجھا ہے کہ جس کو اٹھا کر جہاں چاہیں وہاں لیجائیں اگر دوزخ اتنا چھوٹا ہے تو بیشمار قیدی اُس میں کیونکر سما سکینگے۔

مدقق (۱۵۶) بھلے آدمی کا کام ہے کہ جس کلام کو نہ سمجھے وہ پوچھ لے۔ کیونکہ بہت سے کلام ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُن کا ظاہری ترجمہ سُن کر معنے سمجھ لینے کافی نہیں ہوتے (ہجو مکا صفحہ ۵۲)

پس آیت کے معنی ہیں کہ خدا کا حکم پہنچتے ہی تمام ملائکہ صف باندھے ہوئے کھڑے ہو جاوینگے کہ جو حکم ہو تعمیل ارشاد کیجاوے اور دوزخ کو بھی خوب تپایا جائیگا گو مطلب صاف ہو مگر ناپاک باطن والے جاہلوں کو علم کہاں؟ (ہجو مکا صفحہ ۵۲)

(۱۵۷) **سورہ شمس**:- پس کہا تھا واسطے اُن کے پیغمبر خدا کے نے محافظت کرو اونٹنی خدا کی کو اور پانی پلانا اُس کی کو۔ پس جھٹلایا اوسکو پس پاؤں کاٹے اوسکے پس ہلاک ڈالی اوپر اُن کے رب اُن کے نے (آیت ۱۳-۱۴)

محقق کیا خدا بھی اونٹنی پر چڑھکر سیر کرتا ہے؟ نہیں تو کس واسطے رکھی ہے؟ اور بلا قیامت کے اپنا عہد توڑا اُن پر دبا کیوں ڈالی؟ اگر ڈالی تو اُن کو سزا دی پھر قیامت کی رات میں انصاف کا کرنا اور اُس رات کا ہونا جھوٹ سمجھا جائیگا؟ اس اونٹنی کی تحریر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ ملک عرب میں اونٹ اونٹنی کے سوائے دوسری سواری کم ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک عرب کے رہنے والے نے یہ قرآن بنایا ہے است بچن راج

مدقق (۱۵۷) اونٹنی کا جواب نمبر ۱۹ میں ہو چکا ہے خدا تعالیٰ کے یہ بھی قاعدہ ہے کہ کبھی کبھی بدکاروں کو دُنیا میں بھی سزا دیا کرتا ہے اور آخرت میں بھی دیتا ہے اور دیگا جیسا کہ آریہ ورت کے ہندوؤں کو غازی محمود غزنوی مرحوم کے ہاتھ سے دُنیا میں شکست دلائی اور پرلوک میں بھی بندر سؤر بنائیگا۔ چنانچہ آپ نے بھی اس مضمون کو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۰ میں ادا کیا ہے۔

(۱۵۸) **سورہ علق**:- یوں اگر نہ باز رہیگا۔ البتہ گھسیٹینگے ہم اُس کو ساتھ پیشانی کے وہ پیشانی کہ جھوٹی ہے خطا کار۔ ہم بلا دینگے فرشتوں دوزخ کے کو (آیت ۱۳-۱۴-۱۶)

محقق اس ذلیل چیز اسیوں کے گھسیٹنے کے کام سے بھی خدا نہ بچا۔ اچھا پیشانی بھی کبھی جھوٹی اور قصور وار ہو سکتی ہے؟ سوائے روح کے یہ کبھی خدا ہو سکتا ہے کہ جو جیلی نہ کے دار دغہ کو طلب کرے؟

مدقق ۱۵۔ "تو آشنائے حقیقت نہ خطا اینجا ست"

"ہائے کیسا پاپی ہے وہ منش جو متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنے کرتا ہے اور مذہب کی تاریکی میں پھنسکر عقل کو زائل کر لیتا ہو (دیباچہ ستیارتھ ص) پنڈت جی کو خدائی کاموں میں ہمیشہ شبہ رہتا ہے یہی سمجھتے ہیں کہ خدا خود ہی آکر اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ چنانچہ سابقہ نمبروں میں ناظرین یہی سنتے آئے ہیں اگر مزید ثبوت اس بات کا لینا ہو تو نمبر ۵۲ میں خصوصاً سملاس نمبر ۱۲ کی جو عبارت ہمنے نقل کی ہے ملاحظہ کریں۔ افسوس سوامی جی کو خبر نہیں کہ:۔

"پرمیشور کے ہاتھ نہیں لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کرتا تا اور تا بور کھتا ہے۔ پاؤں نہیں لیکن محیط کل ہونے کے باعث سب سے زیادہ صاحب سرعت ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴)

پس سوامی جی اور اُن کے چیلے چانٹے خود ہی تبلادیں کہ خدا اگر کسی فعل کو اپنی طرف نسبت کرے تو اُس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے کرتا ہے؟

سُنو! وید بتلاتا ہے:۔

"پیدائش عالم سے پہلے پرمیشور اس پیدا شدہ عالم کا ایک بے عدیل مالک یا محافظ تھا۔ اُس نے زمین سے لیکر آکاش (آسمان) تک تمام کائنات کو بنایا اور وہی اُس کو قائم رکھتا ہے" (رگ وید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۳ منتر ۱)۔

کون ایسا پاجی ناستک (دہریہ) ہے جو اس پاکیزہ کلام مندرجہ وید پر اعتراض کرے کہ پرمیشور اس ذلیل کام معماری اور بوجھہ برداری سے بھی نہ بچا؟ در خانہ اگر کس است یک حرف بس ست +

سوامی جی! مہاراج! پیشانی سے مراد صاحب پیشانی ہے کیونکہ۔

؎ اگر کوئی راست گو کہے کہ مچان بولتے ہیں تو یہاں مراد سمجھی جائیگی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے آدمی بولتے ہیں۔ (دیکھو سکھا صفحہ ۱)

دوزخ کا داروغہ وہی تینتیس دیوتاؤں میں سے ایک ہوگا جنکا ذکر یجروید وغیرہ میں ہو چکا ہے۔ اگر کسی فرشتے سے خدا کا کام لینا خلاف شان الوہیت ہے تو تینتیس دیوتاؤں سے فرائض پوری کرانی جائز نہیں (دیکھو آئندہ نمبر ۱۵۹)

(۱۵۹) **سُورہ قدر**۔ تحقیق نازل کیا ہمنے قرآن کو بیچ رات قدر کے اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی۔ اُترتے ہیں فرشتے اور ارواح پاک بیچ اُسکے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے واسطے ہر کام کے (آیت ۱۔۲۔۳۔۴)

محقق اگر ایک ہی رات میں قرآن نازل کیا تو یہ بات کہ فلاں آیت فلاں وقت میں اُتری کیونکر درست ہو سکتی ہے؟ اور رات اندھیری ہوتی ہے اسکے متعلق کیا پوچھنا ہے۔ ہم لکھ آئے ہیں کہ اوپر نیچے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں لکھتے ہیں کہ فرشتے اور ارواح پاک خدا کے حکم سے دُنیا کا انتظام کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ اِس سے صاف ہو گیا کہ خدا مثل انسان کے محدود المکان ہے اب تک معلوم ہوتا تھا کہ خدا فرشتے اور پیغمبر تین کی کہانی ہے اب ایک روح القدس چوتھی نکل پڑی اب نہ جانے یہ چوتھی روح القدس کیا ہے؟ یہ تو عیسائیوں کے مذہب یعنی باپ۔ بیٹا اور روح القدس تین کے ماننے کے علاوہ چوتھی شے نکل آئی۔ اگر کہو ہم تینوں کو خدا نہیں مانتے۔ ایسا ہی سہی۔ لیکن جب روح القدس علیحدہ ہے تو خدا فرشتے اور پیغمبر کو روح القدس کہنا درست ہے یا نہیں۔ اگر یہ بھی پاک روح ہیں تو پھر کسی خاص وجود کو پاک روح کیوں کہتے ہو؟ اور خدا گھوڑی وغیرہ حیوانوں رات دن اور قرآن وغیرہ کی قسمیں کھاتا ہے۔ قسمیں کھانا شریف آدمیوں کا کام نہیں +

مدقق (۱۵۹) پنڈت جی فرشتوں سے بڑے گھبراتے ہیں۔ کیوں نہ ہو؟
؎ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ

؎ کافر جس روز فرشتوں کو دیکھینگے اونکی خیر نہ ہوگی +

سماجیو! سُنو! وید فرماتا ہے:-

"تینتیس دیوتا اُس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کرتے ہیں یا اوس کی قدرت کے جزوی مظہرات ہیں" (اتھروید کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۷)

کیا کوئی ہے؟ جو اس پاکیزہ کلام پر اعتراض کرے کہ عیسائیوں کے تو تین خدا تھے ویدنے تینتیس اور پرمیشور کو ملا کر چونتیس کہاں سے بنائے ہیں!

سماجیو! جو کام ان دیوتاؤں سے پرمیشور لیتا ہے وہی فرشتوں سے خدا لیتا ہے قرآن کا لفظ مشترک ہے دو معنے ہیں جیسے آپنے بھی ہوم کا صفحہ ۲۱۹ پر ایک لفظ کی دو اصطلاحیں لکھی ہیں۔ اسیطرح قرآن مجموعہ کتاب کو بھی کہتے ہیں جو ایک خاص کتاب ہے۔ اور اسکے ایک جزو کو بھی کہتے ہیں افسوس آپکے تو پروفیسر سل مترجم قرآن انگریزی نے خوب سمجھا۔ کیا آپنے کسی مسلمان سے بھی نہیں سُنا تھا کہ آج میں نے قرآن پڑھا۔ آج تونے قرآن نہیں پڑھا یعنی جس قدر میں روز پڑھا کرتا ہوں۔ اُتنا آج پڑھا ہے یہ نہیں کہ تمام قرآن ختم کیا۔ اگر غور کریں تو یہ اصطلاح کوئی خاص قرآن ہی سے نہیں۔ کیا ہَوَن میں وید نہیں پڑھا جاتا۔ کیا ہَوَن سے آتے ہوئے کبھی آپنے نہیں سُنا کہ آج پنڈت جی نے ہَوَن میں وید پڑھا اور کیا سارا پڑھا؟ نہیں بلکہ ایک حصّہ پڑھا پس سارا قرآن تو وقتاً فوقتاً اترتا رہا ہے لیلۃ القدر میں بھی کسیقدر اُترا ہے اُسی کا ذکر اس آیت میں ہے ایک معنی اور بھی ہیں کہ لیلۃ القدر کی شان میں قرآن اترا یعنی اوسکی تعریف خدانے قرآن میں بیان کی کہ وہ رات بڑی فضیلت والی ہے اُس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے افضل ہے راقم کے نزدیک یہ معنی صحیح ہیں کیونکہ حدیثوں میں صدہا جگہ یہ مضمون ملتا ہے راویان حدیث کہا کرتے ہیں ھذہ الایۃ نزلت فی ابی بکر۔ نزلت فی عمر یہ آیت ابوبکر میں اُتری یہ عمر میں اُتری ہے یعنی انکی شان میں اُتری ہے۔ پس اسطرح کا تعارض یا تناقض نہ رہا۔ گو قرآن کسی وقت

٭ دیکھو سورت یوسف کی ابتدا ترجمہ انگریزی +

اترا ہو۔ جب اس میں کسی خاص وقت کی فضیلت یا تعریف ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اُس قوت میں اُترا ہے یعنی اوسکی شان میں اترا ہے۔ یہ تناقض صرف سوامی جی کی سمجھ کا نتیجہ ہو قسم کا جواب نمبر ۱۰۰ میں دیکھو +

بحمد اللہ سوامی جی کے اعتراضوں کے جوابوں سے تو ہم فارغ ہوئے اب ایک اعتراض حسب وعدہ ہم اپنی طرف سے کر کے پنڈت جی کے نمبر ۱۵۹ کو پورے نمبر ۱۶۰ کر دیتے ہیں تاکہ ہماری سماجی دوست ہم سے کشیدہ خاطر ہوئے ہوں تو اس احسان کو یاد کر کے نارا‌ضگی کو خیرباد کہیں۔ پس سُنو!

۱۶۰ کہہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہیں جنا اُس نے اور نہ جنا گیا اور نہیں واسطے اوسکے برابری کرنے والا کوئی (سورۂ اخلاص آیت ۱)

محقق دیکھو جی دیکھو قرآن والا کہتا ہے کہ خدا نے نہ جنا اور نہ جنا گیا حالانکہ کروڑہا عیسائی کہتے ہیں کہ عیسے مسیح خدا وند خدا کا بیٹا ہے مریم نے اوسکو جنا ہے۔ بھلا جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جھوٹا بتلائے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اُس سے بڑھکر جھوٹا اور مذہب کون ہو سکتا ہے (دیکھو نمبر ۴۳)

سماجیو ہماری دریا دلی دیکھو کہ ہمنے تمہاری سوامی کی کمی کو پورا کیا اور پھر دوسرا یہ احسان کہ ایسے مشکل سوال کا جواب ہی نہیں دیا تاکہ تمکو ہماری احسان ماننے میں کوئی تامل ہو (حیرت)

پس اس احسان کے بدلے میں ہماری ایک بات مانو تو تمہارا شکریہ اُسی میں ادا ہو جائیگا

وہ یہ ہے

کہ تم اپنے چوتھے اصول پر کاربند ہو جاؤ۔ اگر بھول گئے ہو تو لیجئے ہم ہی بتلائے دیتے ہیں۔ "سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہئے"

آخر میں پنڈت جی نے قرآن شریف کی نسبت اپنی رائے بھی دی ہے بہتر ہے کہ اوسکو بھی نقل کر کے ناظرین سے داد چاہیں اور مدقق بھی اپنی رائے محقق کی نسبت بیان کرے۔ چنانچہ وہ یہ ہے:-

قرآن کے متعلق محقق کی رائے

اب اس قرآن کے مضمون کو لکھہ کر عاقلوں کے پیش نظر کرتا ہوں کہ یہ کتاب کیسی ہے؛ مجھہ سے پوچھو تو یہ کتاب نہ خدا نہ عالم کی بنائی ہوئی ہے اور نہ علم کی ہو سکتی ہے یہ تو بہت تھوڑے سے نقص ظاہر کئے اس لئے کہ لوگ دھوکے میں پڑکر اپنی عمر بیفائدہ ضائع نہ کریں جو کچھہ ہیں تھوڑی سی سچائی ہے۔ وہ وید وغیرہ علمی کتابوں کے مطابق ہونے سے مجھہ کو منظور ہے۔ ویسے ہی مذاہب کے ضد اور تعصب سے مبرا عالموں اور عاقلوں کو منظور ہے۔ اسکے سوائے جو کچھہ اس میں ہے وہ سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہیں۔ اور انسان کی روح کو مثل حیوان کے بنا امن میں خلل ڈالکر فساد مچا انسانوں میں نا اتفاقی پھیلا باہم تکلیف کو بڑھانیوالا مضمون ہے۔ اور پُنروکت دوش کا تو قرآن گویا خزانہ ہے پرمیشور سب انسانوں پر رحم کرے۔ کہ سب باہمی محبت اتفاق اور ایکدوسرے کے سکھہ کی ترقی کرنے میں راغب ہوں۔ جیسے میں اپنا یا دوسرے مذاہب کا نقص طرفداری چھوڑکر ظاہر کرتا ہوں اسطرح اگر سب عقلمند لوگ کریں تو کیا مشکل ہے۔ کہ آپس کی نا اتفاقی چھوٹ اتفاق ہوکر خوشی سے ایک مذہب ہوکر راستی حاصل ہو سکے یہ تھوڑا سا قرآن کی بابت لکھا ہے۔ اسکو عقلمند دھارمک لوگ مصنف کے منشا کے مطابق سمجھہ کر فائدہ اٹھا دیں۔ اگر کہیں سہواً غلطی ہوگئی ہو تو اوسکو صحیح کر لیویں۔

محقق کی نسبت مدقق کی رائے

محقق بذا بمعنے حق پوش نہ تحقیق کنندہ۔ بڑا اپچش پاتی۔ متعصب۔ ودیا سے خالی۔ علم سے بے بہرہ۔ اندرونی دہریہ اور بظاہر آریہ دوسرے مذہبوں پر بیجا حملے کرنیوالا زبان دراز بظاہر سادھو خفیہ کچھہ اور۔ اِدھر اُدھر کی ملاکر مورکھوں اور بیوقوفوں کو پھاندنے والا سب سے بڑھکر یہ کہ ویدوں کو بدنام اور تحریف کرنے والا۔ قرآن۔ انجیل۔ اور توریت و دیگر الہامی نوشتوں کی اصطلاح اور معانی سے ناواقف۔ اس دعوے پر ایک تو یہی تحریر اُسکی شاہد عدل ہے۔ علاوہ اس کے موافقوں اور مخالفوں کی شہادت موافقوں بلکہ فدائی چیلوں کی شہادت بہت ہی غور طلب ہے۔ گو اس میں محقق جی کا نام نہیں

لہ ایک بات کو کئی بار دہراتا۔ مگر پنڈت جی ایسے نہیں کہ ایک سوال کو دوبارہ پیش کریں ناظرین لغور ملاحظہ کریں (مصنف)

مگر چونکہ اصولاً وہ سب ایسے لوگوں کو شامل ہے اسلئے شہادت کامل کا حکم رکھتی ہے۔

پنڈت لیکھرام مصنف تکذیب جنکی ارادت اور اخلاص محقق جی کے حق میں کسی پر مخفی نہیں لکھتا ہے:۔

"پنڈت نے رکھے نام محمد فاضل عربی کی حرف شناسی سے جاہل محض اور قرآن کے رد کا ٹھیکہ۔ آنکھیں چمگادڑ کی اور آفتاب سے جنگ و جدل ہے"[1]

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ✦ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

بترس از دروغ و فریب و دغا ✦ کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدا

پنڈت جی کے مخالفوں کا بیان پہلے تو ہم مبالغہ سمجھا کرتے تھے۔ مگر افسوس تجربہ نے اوسکی تصدیق کرادی۔

پہلا بیان "اخلاق میں دیانند کے برابر شاید ہی کوئی ہوا ہو۔ ایک سرے سے آپکے سب پرکاشیونکی بارش کی ہر چیلے چانٹے بھی اوسی راہ گئے ہیں کوئی کیسا ہی پاپی بدمعاش آوارہ کیوں نہ ہو۔ آریہ سماج میں داخل ہوا اور فرشتہ بنا بوڑھے سے بوڑھے رشی کی مانند مہندو پنڈت کو گالی دینے میں بھی ان لوگوں کو شرم نہیں آتی" (رسالہ سناتن دھرم گزٹ لاہور بابت اگست ۱۸۹۷ء)

دوسرا بیان "مسلمانوں میں خدانخواستہ اگر ایسا فرقہ پیدا ہو جو قرآن شریف کو سر پر لئے پھرے اور کہے کہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ سب کے سب نہ صرف فضول ہیں بلکہ انکے کرنے کرانیوالے سب کے سب جاہل اور خودغرض ہیں اور اس دعوی پر آیت قرآنی کو اپنے اعمال کی طرح سیاہ کرے تو اسوقت ہمارے مسلمان بھائی اور دیگر مذاہب والے آریوں کی وجہ سے ہندوؤں کی بے بس حالت محسوس کرینگے" (اخبار عام لاہور)

[1] اس عبارت میں ہم نے صرف دو لفظوں میں تصرف کیا ہے۔ سنسکرت کی بجائے عربی اور وید کی بجائے قرآن لکھا ہے مصنف تکذیب نے مؤلف براہین کی نسبت لکھا ہے کہ سنسکرت سے تو واقف نہیں اور وہ ویدوں کا رد کرنے بیٹھے ہیں آگے ہو بہو وہی ہے جو تصرف کیا ہے اصولاً چونکہ صحیح ہے اس لئے یہ بیان محقق جی کی نسبت شہادت قرار پا سکتا ہے ناظرین انصاف سے ہماری داد دیں۔ منہ

(مطبوعہ ۴ر مارچ ۱۸۹۶ء)

سماجی سجنوں سے پرارتھنا گو زمانہ میں ایسے جوشیلے اور تیز مزاج یا تجربہ کار بھی ہیں جنکے تجربہ نے اونکو یہاں تک پہنچایا ہے کہ اونہوں نے اپنا اصول ہی یہ مقرر کر رکھا ہے اور اسی اصول کی لوگوں کو بھی ہدایت کیا کرتے ہیں ؎

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

مگر خدا کی سچی کتاب قرآن شریف کا اصول ایسے جوشیلے اصولوں سے نرالا اور انصاف پر مبنی ہے چنانچہ ارشاد ہے:-

جَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

یعنی مناظرہ میں سب سے عمدہ اصول کو مدنظر رکھا کرو۔ اسی لئے ہم نے سوامی جی کے جواب میں اُس جوشیلے اصول کو ترک کر کے حتی المقدور کتاب اللہ کے پاک اصول کو مدنظر رکھا ہے تاہم بمقتضائے بشریت اگر کہیں کوئی لفظ نکل گیا ہو جس سے ہمارے سماجی دوستوں کو رنج ہو تو وہ پنڈت جی کی تحریر میں اُس اندازہ کا لفظ تلاش کریں گے تو اُمید ہے کہ اُس سے کئی درجہ زیادہ وزنی اونکو ملجائیگا۔ بعد ملنے کے ہمیں معافی کا ایک کارڈ لکھیں کیونکہ جو خصلت سوامی جی سے باوجود سادہو اور یوگی ہونے کے نہ چھوٹی۔ وہ کسی قدر ہم گنہگاروں میں ظہور کرے تو آپ ہی بتلائیں کہ کہاں تک ہم معذور ہیں۔

ہاں اگر یہ زعم ہو کہ سوامی جی نے جو کچھ دوسری قوموں کے بزرگوں بلکہ مشرک خدا کو برا بھلا کہا ہے وہ اُن لوگوں کی تحریروں سے بطور نتیجہ کے بتلایا ہے تو سنو! اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ وہ نتیجہ واقعی صحیح ہے اور سوامی جی کی غلط فہمی کو اُس میں کچھ دخل نہیں تاہم پنڈت جی کو یہ طریق زیبا اور مناسب نہ تھا کیونکہ اُنکا فرمان ہے کہ

"ہر وقت انسان کو مناسب ہے کہ وہ شیریں کلامی کو کام میں لاوے کسی اندھے کو اے اندھے! کہکر پکارنا سچ تو ضرور ہے لیکن سخت کلامی کے باعث ادھرم (بے دینی) کا ہے" (اپدیش منجری صفحہ ۲)

سماجی دوستو! کیا یہ ہاتھی کے دانت ہیں جو دکھانیکے

خصائل النبی - شمائل ترمذی کا بامحاورہ
اُردو ترجمہ کیا گیا ہے - - - - - ۱ر

مناظرۂ نگینہ - مشہور و معروف مناظرہ
جو نگینہ میں آریوں سے ہوا تھا - ۴ر

بحث تناسخ - تناسخ اور مادہ کا ابطال ۲ر

تغلیب الاسلام بجواب تہذیب الاسلام
(دھرم پال) جلد اول ۳ر جلد دوم ۳ر
جلد سوم ۳ر جلد چہارم ۳ر چاروں کی قیمت ۸ر

اہلحدیث کا مذہب - فرقہ اہلحدیث
یعنی موحدین کے مسلمہ مسائل کا بیان - ۳ر

السلام علیکم - اسلامی سلام کے احکام - ۱ر

سبب بدعت - بدعات کا رد - ۱ر

میل و ملاپ - اتفاق کا سبق دینے
والا قابل دید رسالہ - - - ۳ر

اسلامی تاریخ - آنحضرت صلعم کی زندگی کے
حالات مبارکہ - بچوں کے لئے بہت مفید ۱ر

اسلام اور برٹش لا - یعنی سیاست محمدیہ
اور قوانین انگریزیہ کا مقابلہ دکھلا کر بدلائل
ثابت کیا ہے کہ اسلامی قانون موجب فلاح ہے ۴ر

ترک اسلام - رسالہ ترک اسلام کا معقول
مکمل اور مفصل جواب - - - - ۶ر

شادی بیوگان اور نیوگ - ۱ر

ثبوت شہادت [illegible] رسم قبیح کی تردید - ۱ر

صحیفہ محبوبیہ - قادیانی رسالہ "صحیفہ آصفیہ"
کا جواب اور مرزا کی تردید - - - ۲ر

حدوث دنیا - قدامت دنیا کا ابطال ۱ر

شریعت و طریقت - ہر دو کا بیان ۱ر

الہامات مرزا - مرزا صاحب قادیانی
کے الہاموں کی مفصل تردید مع جواب
"آئینہ حق نما" - - - - ۵ر

حدوث وید - قدامت وید کا ابطال
وید سے - آریوں کا رد - - - ۱ر

نماز اربعہ - اسلامی نماز کے احکام اور
دیگر مذاہب کی عبادتوں سے مقابلہ ۲ر

سوامی دیانند کا علم و عقل ۱ر

ترک تناسخ مع فتوح البرہان جس میں
تناسخ کی بہت تردید ہے ہر دو حصہ ۱۲ر

ترک نیوگ - نیوگ کی تاریخ اور اس کے
نقائص پر زبردست کتاب - - ۸ر

ثمرات تناسخ - تناسخ کے نتائج - ۳ر

علم الفقہ - فقہ کی مروجہ کتب اور علم پر
عالمانہ بحث - - - - - ۲ر

الفوز العظیم - قرآن کریم کی قسموں کی حکمت ۳ر

کلمہ طیبہ - کلمہ شریف کی تشریح - - ۱ر

جملہ کتب کے ملنے کا پتہ:
مینیجر دفتر اہلحدیث امرتسر

